TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222523
UNIVERSAL LIBRARY

١٧٥٣١

٨٩١٤٢٣١٥

ح - د حفیظ - حافظ محمد علی صاحب

دیوان حفیظ ١٨٩٤ء

٢٤

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. د - ح ۸۹۱۵ ۲۳۱ھ Accession No. ۱۷۵۳۱

Author حفیظ - حافظ محمد علی صاحب

Title دیوان حفیظ ۱۸۹۲ء

This book should be returned on or before the date last marked below.

١٧٥٣١

Checked 1978

عرض مصنف

بڑا خوش نصیب وہ شخص ہو کہ جسکی محنت ٹھکانے لگے تالیف اور تصنیف جو اولاد مجازی کہی جاتی ہے اُسکی مقبولیت عام خداداد بات ہے لیکن مصنف کا فرض منصبی یہ ہے کہ اپنے سرمایۂ خیال کو پبلک کے روبرو پیش کردے جو حُسن و قبح کا خود ہی اندازہ کریگی - اس مختصر تمہید کے بعد پہلے کچھ حال اپنے خاندان کا لکھکر ناظرین کو اصل مطلب کیطرف توجہ دلاتا ہو -

خاندانی حالت

یہ صحیح ہے کہ میرے اگلے بزرگون کا مولد و مسکن فیض آباد تھا صرف میری جدامجد نے کسی وجہ سے جونپور کی سکونت اختیار کی شہر کے قریب شرفا کی ایک قصبہ مین شادی کرلی - میرے والد جونپور ہی مین پیدا ہوئے اور انکی شادی بھی وہین ہوئی تھی ممکن ہے کہ اگلے بزرگون کا فیض آباد مین کسی اعلی طبقہ مین شمار رہا ہو - بلکہ تھا بھی ایسا ہی اسلیے کہ ابتداءً وہ لوگ اعلی درجے کے چھتری قوم سے تھے - مگران باتون کو مین اپنے لیے مایۂ فخر نہین سمجھتا ورنہ اب بھی تاریخی حیثیت سے سلسلۂ خاندان حکمران راجہ سے ملتا ہے -

لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد میرے باپ دادا نے سپاہیانہ وضع مین زندگی بسر کی سنہ ۱۸۶۵ء مین مین پیدا ہوا - اُسوقت میرے خاندان کا شمار شہر کے

متوسط الحال شرفا مین تھا۔ اسلیے میری تعلیم چودہ برس تک انھین کے انداز پر
ہوئی مجھکو اچھی طرح یاد ہے کہ ابتدائی فارسی تعلیم کے اُستاد جناب شیخ محمد تقی صاحب
رئیس جونپور ہین وہ شعر بھی کہتے تھے یہ کہنا صرف اسلیے ہے کہ بچپن سے مجکو بھی شعر و
سخن کا مذاق تھا اُسوقت انکی زبان سے جو اشعار سُنتے تھے اُنمین سے اکثر ابتک
میرے حافظے مین ہین۔ مین اٹھارہ برس کا ہوا تھا کہ والد نے انتقال فرمایا سنہ ۱۹۰۳ء
مین مین نے بذریعہ تجارت پٹنہ کا سفر کیا وہ شہر اسوقت علاوہ اور دلچسپیوں کے
علمی مذاق کا بھی سرچشمہ تھا۔ بالخصوص شعر و سخن کا چرچا ہر گلی کوچے مین پایا گیا
میرے دلمین جو اس مذاق کی آگ دبی تھی اُسکے بھڑکنے کا وقت آگیا غرض
میری شاعری کی نشو و نما اُسی سرزمین پر ہوئی۔ فکر سخن مین ایسا انہماک ہوا کہ
تجارتی نفع و نقصان کا خیال بالکل جاتا رہا ۔ اور بعض وجہین ایسی ہوئین کہ
جس سے شاعری کی مشاقی اور طبیعت کی جلا بڑھتی گئی پانچ برس کی مشق مین مین ایک
چھوٹے سے دیوان کا مالک ہوگیا۔ ۱۹۰۸ء اُس دیوان کی اور بہتیری غزلین ضائع ہوگئین
دیوان مرتب ہونے کے بعد مجکو اس فن کے استاد کی تلاش ہوئی اس منزل مین
غول راہ بہت ملے مگر خدا نے اُنکے دام سے نجات دی۔

سنہ ۱۹۰۶ء مین جناب وسیم کو مین نے اپنا کلام دکھایا۔ مجکو وہ بڑے شفیق اُستاد
ملے پانچ چھ برس تک ہمارا اور آپ کا رات دن ساتھ رہا۔ اس منزل مین میرے پہلے
خضر راہ آپ ہی ہین۔ فن شعر کے متعلق مجکو بہت کچھ فائدے آپکی ذات سے پہونچے
لیکن مدارج تخئیل میرے آپکے زمین و آسمان کا فرق تھا۔ آپکی طبیعت مضمون آفرینی
بلند پروازی اور نازک خیالی کیطرف مائل تھی۔ اور مین نیچرل خوبیان اور جذباتی کیفیت پر

مٹا تھا۔ جب مجکو اس فن مین کسیقدر مہارت ہوئی تو جب غزل اصلاح کے لیے
مین بھیجتا تو جناب وسیم اکثر جواب مین یہ لکھتے تھے کہ اب تمکو ضرورت اصلاح کی
نہین ہی مگر مین اسکو ممدوح کے انکسار مزاج پر محمول کرتا رہا اتفاق سے ایک زمانہ
وہ آیا کہ میرا اور آپکا پھر لکھنؤ مین ساتھ ہوا۔ اور بعض اشعار کی صحت مین میری اور آپکے
درمیان کچھ اختلاف نظر آیا۔ فیصلہ اُس کا حضرت امیر مینائی رحمۃ اللہ علیہ پر منحصر ہوا۔
اتفاق سے جب ایسا معاملہ ہوا منشی صاحب قبلہ نے میرے ہی موافق فیصلہ کیا۔
جناب وسیم کی اس سے زیادہ کریم النفسی کیا ہوسکتی ہی کہ آپنے مجکو مجبور کیا کہ اب اپنا
کلام جناب منشی صاحب کے حضور مین بھیجو اور اپنے دست خاص سے منشی صاحب
قبلہ کی خدمت مین لکھ بھیجا کہ حفیظ کو زمرۂ شاگردان مین قبول فرمایئے موصوف نے بغیر کسی
عذر کے یہ عزت بخشی جو میرے لیے باعث فخر ہی۔ اور تاحیات مستفید فرماتے رہے۔
جناب وسیم اور حضرت امیر کے دیکھے ہوے دو دیوان مرتب ہوکر ضائع ہوے

تبدیل خیال

مکرمی جناب مولوی صفدر حسین صاحب امین متخلص بہ ناظر رئیس گورکھپور نے
تذکرۃً ایک روز کہا کہ میرے دوستون مین ایک سب جج شاعر تھے جنھون نے اپنا
دیوان جو چھپکر شائع ہوچکا تھا بڑی کوشش اور تلاش سے لوگون سے واپس لیکر یکجا
اکٹھا پھونک دیے۔ مین نے پوچھا کیون۔ تو کہا کہ انکو یہ خیال ہوا کہ میرے دوست عزیز و
اقارب بال بچے جب پڑھینگے تو اس سے میرے بہت کچھ افعال قبیحہ کا انکو پتا چلیگا
اور کم سے کم اتنا ضرور خیال ہوگا کہ یہ شخص مذہبی آدمی کے عوض رندانہ مزاج تھا۔

اس تقریر کا مجھپر خاص اثر ہوا- یہ زمانہ تھا کہ میری طبیعت ایک رنگ حاصل کر چکی تھی-

پٹنے مین حضرت شاد کی ملاقات

آپکے بارہ مین مختلف روایتین ہین کوئی تو کہتا ہو کہ بڑے مغرور ہین کسیکا قول ہو کہ وہ کسیکو اپنے سے اچھا شاعر نہین سمجھتے- بعض کا یہ خیال ہو کہ کسی شعر کی تعریف نہین کرتے خواہ کچھ اور وہ کیسے ہی ہون- اس سے مجھے غرض نہین- لیکن مجھ سے تو اس اخلاق سے ملے کہ میرے پاس الفاظ نہین ہین کہ انکا شکریہ ادا کرون اکر دو دن نہین بلکہ مین برسون ملتا رہا مگر اُنکی عنایت اور محبت مین زیادتی ہی پائی گئی اول ملاقات مین پہلے اپنے اشعار سنا کر مجھ سے پڑھنے کی فرمایش کی مین نے عرض کیا کہ میرے شعر اس قابل کہان کہ آپکے سامنے پڑھون صرف تعمیل ارشاد ہو ایک غزل مین نے پڑھی جسکے ایک مصرع مین ساتھ سونے کا لفظ تھا- اس شعر کے پڑھتے وقت مین نے کہا کہ یہ شعر تہذیب سے گرا ہے میرے اس خیال سے وہ بہت محظوظ ہوئے اور اپنی ابتدائی شاعری کا بہت دیر تک ذکر کرتے رہے منجملہ تمام باتونکے ایک بات یہ کہی کہ مین شعر پڑھ رہا تھا اور جناب والد بیٹھے تھے کسی مصرع مین بوسے کا لفظ تھا مین پڑھکر کچھ شرما گیا میرے اُستاد اُس جلسے مین بیٹھے تھے اُنھون نے فرمایا کہ صاحبزادے ایسے الفاظ غزل مین کیون آئین کہ جنھین بزرگون کے سامنے پڑھنے مین تامل ہو-

جناب مولوی صفدر حسین صاحب کے اُس تذکرے کا اثر تازہ ہو گیا- گویا-

سمند فکر کو اک اور تازیانہ ہوا-

اسی روز سے اس مذاق کی شاعری سے مجکو ایک طرح کی نفرت ہو گئی اور سابق

کے تمام نتائج فکر کو تلف کر دیا اور جو غزلین چھپ چکی ہین اُنکو اُنھین پرچون مین چھوڑ دیا افسوس کہ زمانے نے فرصت نہین دی ورنہ مین اپنے خیالات کے مطابق دیوان مرتب کرتا یہ کلام جو چھپکر آپکے زیر نظر ہے ایک خاص ضرورت نے اسکی اشاعت پر مجھے مجبور کیا اور بعض شعر اور بعض غزلین جو ناظرین اسمین اس رنگ کی دیکھینگے وہ کسی خاص وجہ سے داخل ہو گئین ہین -

اصلاح

یون تو ایک بچے کی زبان سے کوئی اچھا لفظ اگر مجھکو معلوم ہوا تو اُسکے مان لینے مین ذرا پس و پیش مین نے نہین کیا ایسا بھی اکثر ہوا ہو کہ بعض شعر مین الفاظ کچھ ہین اور کسی نے پڑھا اُسکی زبان سے بلا قصد وہ لفظ بدل گیا اور دوسرا لفظ جو اُسکی زبان پر آیا اچھا معلوم ہوا مین نے یاد کر لیا اور اسیطرح شعر کو درست کر دیا - بعض الفاظ ایسے بھی ہین کہ میرے اُستاد نے جائز رکھے ہین مگر مین نے پرہیز کیا ہے - اسکا اظہار اس خیال سے نہین ہے کہ مین اُستاد سے منحرف ہون بلکہ اس غرض سے کہ اسکا اعتراض اُستاد پر نہ عائد ہو سکے جسطرح یہی بات اسکے جواز کے خلاف جناب اُستاد جناب جلال جناب داغ جناب جلیل سبھی ہین - مگر مین نے اپنے کلام مین جائز رکھا ہو اسیطرح بہتیرے الفاظ ہین کہ جنکو جناب استاد اور کل تلامذہ آپکے کہتے ہین مگر مجکو اس سی احتراز ہے - مین بہت افسوس کے ساتھ اسکا اظہار کیے بغیر نہین رہ سکتا کہ کل دیوان مین شاید چار ہی پانچ غزلین ایسی ہون جو حضرت اُستاد کی نظر سے گذر چکی ہین ورنہ بدنصیبی سے تمام کلام ایسا ہی کہ جسکو یہ عزت نصیب نہین ہوئی اسلیے مین اپنی غلطیونکا خود ذمہ دار ہون -

معذرت

تاریخ گوئی سے فطرتاً مناسبت نہین اگر کسیکے اصرار سے کبھی تاریخ کہنے کا اتفاق ہوا تو مادہ نکالنے مین سخت دقت پیش آئی۔ اور جو کبھی کبھی تاریخین کہین بھی تو انکے جمع کرنے کا خیال نہین کیا دو چار مرتبہ مجکو قصیدہ کہنے کا بھی اتفاق ہوا مگر زمانے کی ناقدردانیون نے اس خاص شاخ مین زیادہ مصروف نہ رہنے دیا۔ علاوہ قصیدون کے قطعہ مسدس مخمس مثنوی سلام نوحے وغیرہ سب کچھ کہنے کا اتفاق ہوا مگر سواے غزل کے کسی چیز کی اشاعت کی نوبت نہین آئی۔

میرے بعض مقطعے یا بعض شعر سے دلی اچھاؤ ظاہر ہی جو دو مقام پر تقسیم ہی ایک پٹنہ دوسرے جونپور۔

جن حضرات نے میرے ساتھ کچھ سلوک کیے ہین انکو نہ مین بھولا ہون اور نہ بھول سکتا ہون۔ ہان یہ البتہ ہوا کہ جسنے ایک مرتبہ میرے ساتھ سلوک کیا اسنے اپنی ملاقات سے گویا مجکو روک دیا مجکو ہمیشہ اسکا لحاظ رہا کہ مجکو دیکھکر انکو یہ خیال ہوگا کہ پھر کسی غرض سے آنا ہوا۔

ملازمت شاعرانہ حیثیت سے

عالیجناب مہاراجہ شنکردت دوبے بہادر بیکنٹھ باشی راجہ جونپور۔

عالیجناب راجہ رام نرائن سنگھ بہادر........ ریاست ٹھیرا

منیجر گلچین.................. بمقام لکھنؤ

۱۹۰۲ء عالیجناب سید محمد ظفر حسن صاحب ظفر رئیس اعظم رسولپور

سنہ ۱۹۰۳ء عالیجناب سید محمد سعادت علیخانصاحب مالک ریاست بیغمپور۔

اسمائے گرامی اُن حضرات کے جنھون نے بغیر کسی وجہ کے میرے ساتھ مالی سلوک کیے ہین

عالیجناب سید محمد سعادت علیخانصاحب جنکی ادنی قدردانی اشاعت دیوان کا باعث ہوئی۔

جناب سید شاہ کمال صاحب رئیس - پٹنہ۔

جناب بیگم صاحبہ - رئیسہ پٹنہ۔

جناب محمد عمر بہادر " "

جناب شمس العلما مولوی امداد امام صاحب اثر۔

جناب مسٹر محبوب حسن خانصاحب رئیس مظفرپور

جناب مولوی اعجاز حسن خانصاحب رئیس رسولپور۔

جناب بابو بلدیو پرشاد صاحب بیکنٹھ باشی رئیس مظفرپور

جناب حاجی محمد نعیم صاحب کارخانہ دار عطر وغیرہ ساکن جونپور

تخلص اُن شعرا کے جنسے خاص طور پر صحبتین اور ملاقاتین رہین

عظیم آبادی

جناب شاد۔ جناب شائق۔ جناب بہار۔ جناب ضیا مرحوم۔ جناب آباد مرحوم۔ جناب آزاد۔ جناب اثر۔ جناب شوق۔ جناب مبارک

جناب کمال۔ جناب ضمیر۔ جناب نور۔ جناب حفیظ۔ جناب بصیر۔ جناب افروز۔ جناب باقر۔ جناب اکبر۔ جناب موج۔ جناب آصف

جناب عشرتی۔ جناب عزیز۔ جناب آباد۔ جناب مبارک تلمیذ حضرت داغ۔ جناب شوخ۔ جناب نسیم۔

کلکتہ

جناب شمس

مظفرپور

جناب خیال۔ جناب وحید۔ جناب ارم۔ جناب اختر۔ جناب نواب۔ جناب رمز۔

بہار
جناب اختر - جناب بحر -

صاحب گنج
جناب عشرت - جناب شفق - جناب شاہ

آرہ
جناب حشر - جناب قیس -

غازی پور
جناب ہنر - جناب جوہر - جناب شمشاد -

بنارس
جناب رفعت - جناب رحمت - جناب مست -

مظفر پور
جناب صدق - جناب آسی - جناب کاتب - جناب شبیر - جناب متین - جناب ظریف

لکھنو
جناب حکیم مرحوم - جناب جلال - جناب افضل - جناب کلیم - جناب نظر - جناب وید - جناب فصاحت - جناب رحمت - جناب خورشید مرحوم

حیدر آباد
جناب ریاض - جناب وسیم - جناب مظفر - جناب راز - جناب نیر - جناب تاج بدایونی - جناب عالم مارہروی - جناب عزیز

جناب جلال اور جناب جلیل سے طبع دیوان کیوقت بعض امر کی مین نے تحقیق کی ہے -

جناب ضیا صاحب نے ایک غلطی سے مجکو مطلع فرمایا تھا یعنے ایک مصرع مین عین گر گیا تھا آپنے پوشیدہ طور پر مجھسے کہا مین آپکے اس شریفانہ خیال کا تہ دلسے شکر گذار ہون اور ساتھ ہی اسکے جناب کاتب کی اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپنے دیوان کا تاریخی نام غمگسار تجویز فرمایا چونکہ دیوان تاریخ اور تقریظ سے مبرا ہے اسلیے تاریخی نام رکھنا مناسب سمجھا آپ مجھے معاف فرمائینگے اور جو حضرات دیوانکی تاریخین بھیج چکے ہین اُنسے بھی میری یہی معذرت ہے کہ وہ اپنی اپنی تاریخین یا مجھسے واپس لین یا کسی موقع پر مین انکو شائع کرا دونگا -

یہ مختصر فسانہ ہے اپنی زندگی کا -

دیوان حفیظ

مصنّفہ

حافظ محمد علی صاحب حفیظؔ جونپوری

بار اوّل

منشی نوبت رائے صاحب نظرؔ کے اہتمام سے

آصفی پریس لکھنؤ میں چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بود و وجود ہستی خمیازہ ہی عدم کا
یعنی اسے سمجھیے ہنگامہ کوئی دم کا

سنتے ہی یہ کہ تو ہی ہے قابل پرستش
سجدے مین سب سے پہلے سر جھک گیا قلم کا

اے اہل حشر مجھ سے پوچھو نہ حال دنیا
ایسا ہی تھا وہان بھی عالم ہجوم غم کا

احسان کیا جو بخشا پرسش کے بعد تونے
ہوتا ہے دل ہی کتنا شرمندۂ کرم کا

خشکی تری کا مالک ہم دلکو جانتے ہین
دریا ہی جوش ساحل دامن ہی چشم نم کا

تسکین کو ہماری کانی تھا صرف وعدہ
حد ہے عنایتون کی کھانا یہ پھر قسم کا

آرام کی جگہ ہے یہ گوشۂ قناعت
چھپر فقیر کا بھی اک قصر ہے ارم کا

مجکو بگاڑنے مین لاکھون بناؤ ہونگے
قسمت مین بل پڑا ہی کاکل کی پیچ وخم کا

ابتک مری زبان پر جاری ہی نام تیرا
واجب ہی شکر کرنا اس وقت مغتنم کا

دم کی ہے آمد وشد قطع منازل عمر
ہر سانس کو سمجھیے جادہ رہِ عدم کا

چھن چھنکے نور دل سے آنکھو نمین آرہا ہی
جلوہ ہے دیر مین بھی رونق دہ حرم کا

جاسوس عمر رفتہ مخبر نفس نفس ہے
اُسکو پہونچ رہا ہی سب حال دمبدم کا

اک حرف بھی نہ اُٹھا کیا سرنوشت لکھی
پڑھنا ہے خط قسمت منھ چومنا قلم کا

تیری عطا زیادہ ہی میرے حوصلے سی ۔ پھر کسلیے ہو دل کو اندیشہ بیش و کم کا

محشر مین پار ہوگا بیڑا حفیظ کا بھی
آئیگا جوش پر جب دریا ترے کرم کا

مشکل ہے وصف کرنا محبوب کبریا کا ۔ انسانکی یہ قدرت ہو ہمزبان خدا کا
کون و مکانکے جلوی دلکو دکھادی یارب ۔ نظارہ ہو میسر اُس چشم حق نما کا
اسوقت باغ یثرب سے شاید آرہی ہی ۔ جب تو قدم زمین پر پڑتا نہین صبا کا
فرمائیے تو کبتک اس ہند مین رہون مین ۔ جھیلون ستم کہانتک اس بخت نارسا کا
خاک اُس زمین کی پاؤن تو آنکھ سی لگاؤن ۔ بوسہ لیا ہی جسنے حضرت کے دست و پا کا
اے خوبیِ مقدر وہ دل مین جلوہ گر ہی ۔ فیض قدم سے جسکے کعبہ ہی گھر خدا کا
اک دن کسی طرح تو جاگے یہ بخت خفتہ ۔ یارب ہو خواب ہی مین دیدار مصطفا کا
ہاتھون مین میری جسدن ہوگا غلاف کعبہ ۔ پورا ہی ہو رہے گا سب حوصلہ دعا کا
دامن پکڑ کے رو رو کر احوال دل سناؤن ۔ اے کاش وقت آئے اظہار مدعا کا
اے ساکنِ مدینہ عمر ابد مبارک ۔ جنت کے رہنے والو مژدہ تمہین بقا کا

کافی حفیظ کو ہے بخشش کا یہ سہارا
رکھے جو ذوق دل مین کچھ نعت مصطفا کا

جسکے سر تاج ہو شفاعت کا ۔ پوچھنا کیا ہے اُسکی اُمت کا
اب بلا لیجیے مدینے مین ۔ غم کہانتک اُٹھاؤن فرقت کا
سبز باغ اور کو دکھا واعظ ۔ مجکو سودا نہین ہے جنت کا
ہو نہو زاد راہ چل حج کو ۔ کام ہی اس سفر مین ہمت کا

گلشن نعت کی ہوا جو لگی — رنگ بدلا مری طبیعت کا
کچھ مدینے کا ذکر کر واعظ — ختم کر اب بیان جنت کا
آدمی کو ملک کرین سجدے — کیا تماشا ہی اُسکی قدرت کا
اسکے رہرو بھٹک نہین سکتے — صاف ہے راستا شریعت کا
ہاتھ مین ہو جو آپ کا دامن — سر پہ سایا ہو ابر رحمت کا
جسکو چاہا بنا لیا اپنا — واہ کیا نقش تھا نبوت کا
میری مٹی ہو ہند مین برباد — یہ بھی ہی اک مقام حسرت کا
راہ نکلے مدینے جانے کی — دور یا رب ہو پھیر قسمت کا
دشمنون کیلیے دعاے خیر — خاتمہ ہو گیا مروت کا

اے حبیب خدا حفیظ کو ہی
آسرا آپکی شفاعت کا

محشر مین اور کون ہی مجھ روسیاہ کا — رحمت ہی اک وسیلہ ہی عفوِ گناہ کا
راہِ طلب مین منزل مقصود ایک ہے — ناواقفون کے واسطے ہی پھیر راہ کا
دیوانہ ہون جو چھوڑ کے نزدیک جاؤن دور — دل بھی ہے ایک نام تری بارگاہ کا
کیونکر نہ اپنے عجز مین ہو شانِ تمکنت — طالب ہون کس کریم سے عفوِ گناہ کا
آنکھون مین اپنی آٹھ پہر ہی جمال دوست — آلایشون سے پاک ہی دامن نگاہ کا
راتین کٹین فراق کی دن ہجر کے ڈھلین — بُجھ بھی چکے چراغ کہین مہر و ماہ کا
ہم یہ سمجھکے حشر مین خاموش ہی رہے — بد تر گنہ سے عذر رہے اپنے گناہ کا
کونین مین ہے شمعِ محبت کی روشنی — پھیلا ہوا ہی نور اسی جلوہ گاہ کا

ہم مجرمون کو تیرے کرم کا ہے آسرا
اسکے سوا نہین کوئی گوشہ پناہ کا

روتا ہون دیکھ دیکھکے خورشید حشر کو
عالم نظر مین ہے کسی زرین کلاہ کا

بس بس ہجوم عام مین رسوا نہ کر ہمین
اقرار ہم سے لے نہ ہمارے گناہ کا

دُنیا کے چھوڑ دینے سے حاصل ہوا یہ فخر
دیکھو لقب ملا ہے فقیرون کو شاہ کا

صد شکر کام آئی مری لاغری حفیظ
مجھ ناتوان سے بوجھ نہ اُٹھا گناہ کا

اس محبت مین نہ پوچھو کیا کیا
کیا کہین جو کچھ نہ کرنا تھا کیا

خود ہی مجکو خلق مین رُسوا کیا
خود ہی کہتے ہین یہ مینے کیا کیا

یہ کیا رازِ محبت کا لحاظ
دل مین رکھا آنکھ سے پردا کیا

اُنکی یکتائی کا دعوی مٹ گیا
آئینے نے دوسرا پیدا کیا

واہ رے وعدہ ترا وعدہ خلاف
حشر مین بھی وعدۂ فردا کیا

عشق چھپتا ہی چھپائے سے حفیظ
کھل گیا مینے نے بہت پردا کیا

نہ کچھ عیب ٹھہرے اگر دیکھ لینا
تو مڑکر ادھر اک نظر دیکھ لینا

ابھی تو عدو تم سے کہتے ہین سب کچھ
نکل جائین گے وقت پر دیکھ لینا

چھپیگی نہ میری تمہاری محبت
یہ مشہور ہوگی خبر دیکھ لینا

قفس کو بھی صیاد ہم لے اُڑینگے
سلامت رہین بال و پر دیکھ لینا

مری جان لیگی تری چارہ جوئی
یہ ہونا ہے اے چارہ گر دیکھ لینا

محبت نہین تو عداوت ہی سے تم
ادھر دیکھ لینا اگر دیکھ لینا

ابھی اسکو سمجھین وہ تیر ہوائی — دکھائینگی آہین اثر دیکھ لینا
مرا دل بھی رکھنا عدو کی بھی خاطر — اُسے بھی مجھے دیکھکر دیکھ لینا

حفیظ اُن سے ملنے تو دو رفتہ رفتہ
لگالین گے ہم راہ پر دیکھ لینا

کہا یہ کسنے کہ وعدے کا اعتبار نہ تھا — وہ اور بات تھی جبس سے مجھے قرار نہ تھا
شب وصال وہ کس ناز سے یہ کہتے ہین — ہمارے ہجر مین سچ مچ تجھے قرار نہ تھا
بگھارتا ہی جواب شیخ زہد کی باتین — تو کیا یہ عہد جوانی مین بادہ خوار نہ تھا
فقط تھی ایک خموشی مری سخن کا جواب — نہین نہین تجھے کہنا ہزار بار نہ تھا
یہ مجکو دیکھتے ہی تونے کیون چرائی آنکھ — نگاہ لطف کا کیا مین اُمیدوار نہ تھا
وہی تھین عیش کی راتین وہی تھے لطف کے دن — کسی کی یاد کسی کا جب انتظار نہ تھا

ہزار شکر کہ نکلا وہ صادق الاقرار
ہمین حفیظ کی باتونکا اعتبار نہ تھا

بالکل اُنھین کی بات اُنھین کا کہا ہوا — اچھا یہ روز حشر مرا فیصلا ہوا
انصاف جب نہ کچھ مرا روز جزا ہوا — بولے وہ مُسکرا کے کہو میرا کیا ہوا
بہتر ہے اب نہ کیجیے جور و جفا کا ذکر — پچھلی کہانی چھوڑئیے جو کچھ ہوا ہوا
رنجش ہوئی کسی سے مگر آئی میرے سر — بگڑی رقیب سے بھی تو شکوہ مرا ہوا
پھرتے ہین بیقرار سے کچھ ساکنان عرش — کیا جانے کس غریب کا نالہ رسا ہوا
کسکے کنار شوق سے نکلے تڑپ کی تم — چولی چلی ہوئی ہے گریبان پھٹا ہوا
بیٹھے تو میرے سامنے ہو دھیان ہے کہین — آنکھین ادھر دل اور طرف ہے لگا ہوا

مشہور ہو چلی ہے مری داستان غم ‌ ‌ ‌ کیونکر رہے گا راز کسی کا چھپا ہوا
رونا تو ہے اسی کا وہ بد عہد بھی نہین ‌ ‌ ‌ وعدہ جو ہسے تھا وہ عدو سے وفا ہوا
کچھ اُنکی بیرخی سے مری حوصلے ہین پست ‌ ‌ ‌ کچھ آسمان کے ظلم سے مین ہون دبا ہوا

دیکھو حفیظ اُن سے ملانا سنبھل کے ہاتھ
دزدِ حنا ہے گھات مین دل کی لگا ہوا

نہ آجائے کسی پر دل کسی کا ‌ ‌ ‌ نہو یارب کوئی مائل کسی کا
لگا اک ہاتھ بھی کیا دیکھتا ہی ‌ ‌ ‌ کہین کرتے ہین ڈر قاتل کسی کا
ادا سے اُسنے دو باتین بنا کر ‌ ‌ ‌ کسیکی جان لے لی دل کسی کا
اُٹھا جب دردِ پہلو دل پکارا ‌ ‌ ‌ نہین کوئی دم مشکل کسی کا
ابھی جینا پڑا کچھ دن ہمین اور ‌ ‌ ‌ ملا پھر دیدۂ باطل کسی کا
بہت آہستہ چلمن کو اُٹھانا ‌ ‌ ‌ ملین آنکھین کہ بیٹھا دل کسی کا

حفیظ اسطرح بھرتے ہو جو آہین
دکھاؤ گے مگر تم دل کسیکا

ابتو نہین آسرا کسی کا ‌ ‌ ‌ اللہ ہے اپنی بیکسی کا
او آنکھ بدل کے جانے والے ‌ ‌ ‌ کچھ دھیان کسی کی عاجزی کا
بیمار کو دیجیے تسلی ‌ ‌ ‌ یہ وقت نہین جلی کٹی کا
آپس مین ہوئی جو بدگمانی ‌ ‌ ‌ مشکل ہے نباہ دوستی کا
بالین سے کوئی اُٹھا یہ کہکر ‌ ‌ ‌ انجام بخیر ہو کسی کا
غم کا بھی قیام کچھ نہ ٹھہرا ‌ ‌ ‌ رونا کیا روئیے خوشی کا

پہونچا ہی دیا کسی گلی تک
اللہ رے زور بیخودی کا

آخر کو شراب رنگ لائی ہے
چھپتا نہین راز میکشی کا

اندھیر حفیظ ہو رہا ہے
بجھتا ہے چراغ زندگی کا

وہ رہ رہ کے چاہت جتانا کسی کا
وہ سو سو طرح آزمانا کسی کا

وہ کچھ کہتے کہتے زبان روک لینا
وہ باتون مین پہلو بچانا کسی کا

مری چھیڑ پر ہنسکے شوخی سے بولے
بُرا ہے مگر مُنہ لگانا کسی کا

تھکایا ہے واماندگی نے یہ کہکر
ابھی دور ہے آستانا کسی کا

کرون ناز کیونکر نہ قسمت پر اپنی
مرا سر ہے اور آستانا کسی کا

نظر بھر کے غنچون کا دیکھا تبسم
کہان ہائے وہ مُسکرانا کسی کا

کبھی رحم بھی تم کو آیا کسی پر
کبھی درد بھی تمنے جانا کسی کا

کسی پر ہے پھر مہربانی کسیکی
بگڑ کر بنا پھر زمانا کسی کا

تمہین سے حفیظ اسکو کیا دشمنی ہے
ہوا دوست کب یہ زمانا کسی کا

غم ہے کیا اسکا جو دل گم ہوگیا جاتا رہا
آپ ہنسیئے بولیئے جاتا رہا جاتا رہا

چپ لگی رہتی ہی پہرون اُف رے جوش بیخودی
نالۂ و فریاد کا بھی مشغلہ جاتا رہا

جب کہا شرما کے اُسنے تھی پرائے بس مین ہم
وہ جو تھا وعدہ خلافی کا گلا جاتا رہا

ایک خاموشی ہوئی ہی لاکھ باتون کا جواب
اب تو اُنکو چھیڑنے کا بھی مزا جاتا رہا

آج کے انکار نے تو قطع کی میری اُمید
مدتون سے جو لگا تھا آسرا جاتا رہا

گر گیا دل زلف سے تو کیون پریشان تم ہوئے
کھو گیا اچھا ہوا جاتا رہا جاتا رہا

چاہ وہ پہلے پہل کی تازہ تازہ رسم و راہ
رات دن پیغامبر آتا رہا جاتا رہا

پاے رنگین سے نہ ڈھونڈا کیجیے تربت مری
ہاتھ ملیے گا اگر رنگ حنا جاتا رہا

توبہ کر کے عشق سے پھر دل لگایا ای حفیظ
مشفق من اعتبار اب آپ کا جاتا رہا

محبت مین ضرر ہی شک ہے جی کا
مگر یہ کام ہے کیا ہر کسی کا

یہ ہی سارا بکھیڑا ہے جیتے جی کا
نہین بعد فنا کوئی کسی کا

تہ و بالا ہوا دل بحر غم مین
سفینہ ڈوبتا ہی عاشقی کا

بچے کیا دل ترے تیر نظر سے
قضا سے زور چلتا ہے کسی کا

مری فریاد کا مجھ پر پڑے صبر
نہ ہو یارب کسی کا بال بیکا

تمھین ہمسے بھلا مطلب غرض کیا
بھرو تم دم عدو کی دوستی کا

اُٹھا کر کوچۂ جانان سے مجکو
کہان لائی بُرا ہو بیخودی کا

ہمارے پاس اب رکھا ہی کیا ہی
فقط اک دل ہی وہ بھی آپ ہی کا

پلائین وہ جو اپنے ہاتھ سے جام
تو البتہ مزا ہے میکشی کا

حفیظ اپنا سخن بھی مستند ہے
کہ ہون شاگرد امیر لکھنوی کا

کیون مجھ سے ہی یہ مفت کی تکرار کیا ہوا
اچھا جو مین نے کر ہی لیا پیار کیا ہوا

واعظ تری زبان تو پکڑتے نہین غریب
آئے جو بزم وعظ مین میخوار کیا ہوا

کہتے نہ تھے رقیب ہین سب جھوٹے مدعی
دیکھو کھنچی جو میان سے تلوار کیا ہوا

پھسلے قدم فرشتون کے ایسی جگہ ہے یہ
دنیا مین مین ہوا جو گنہگار کیا ہوا

مین اُسکے بانکپن کی اداؤن پہ مرگیا
وہ رُک گیا جو کھینچ کے تلوار کیا ہوا

خوب آزما چکے اُنھین اب آزمائین کیا
سو بار وصل کا ہوا اقرار کیا ہوا

لو آج بے بلائے وہان پھر گئے **حفیظ**
پوچھے کوئی وہ عہد وہ انکار کیا ہوا

ہمکو دکھا دکھا کر غیرون کے عطر ملنا
آتا ہی خوب تم کو چھاتی پہ مونگ دلنا

محشر بپا کیا ہے رفتار نے تمھاری
اس چال کے تصدق یہ بھی ہی کوئی چلنا

غیرون کے گھر تو شب کو جاتے ہو بارہا تم
بھولے سے میرے گھر بھی اک روز آنکلنا

ہٹ کی کچھ انتہا ہی ضد کی بھی کوئی حد ہی
یہ بات بات پر تو اچھا نہین مچلنا

جلتا ہے غیر ہمسے تو کیا خطا ہماری
تم یہ سمجھ لو اُسکی تقدیر مین ہے جلنا

جبتک ہین تیرے در پر دلبستگی سی ہی کچھ
یہ آستان جو چھوٹا مشکل ہے جی بہلنا

دیکھو **حفیظ** اپنے جی کی جو خیر چاہو
بستے جدھر حسین ہون وہ راستہ نہ چلنا

یہ سب کہنے کی باتین ہین کہ ایسا ہو نہین سکتا
محبت مین جو دل لجائے تو کیا ہو نہین سکتا

شکایت ہو نہین سکتی کہ شکوا ہو نہین سکتا
زرا سا چھیڑ دے کوئی تو پھر کیا ہو نہین سکتا

برائی کا عوض ہرگز بھلائی ہو نہین سکتی
برا کہکر کسی کو کوئی اچھا ہو نہین سکتا

ہمارا اُنکا قصہ لوگ سُنتے ہین تو کہتے ہین
مزا ہے حشر تک یکسو یہ جھگڑا ہو نہین سکتا

کرون تیری شکایت کیا کہ تو اک دوست ہے اپنا
کسی دشمن کا بھی ہمسے تو شکوا ہو نہین سکتا

الٰہی جذب دل کی اس کشش سے باز آیا مین
کوئی پردہ نشین کہتا ہی پردہ ہو نہین سکتا

حفیظ اُنکی غزل ہی چوٹ کھا بیٹھی ہین جو دلپر
بغیر اسکے سخن مین لطف پیدا ہو نہین سکتا

عبث کہتا ہی ناصح وصل اُسکا ہو نہین سکتا
ذرا چلمن اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُنپر
زبان گو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو
دوا درد محبت کی نہین ممکن نہین ممکن

بشر چاہے جو ای نادان تو پھر کیا ہو نہین سکتا
بجا ہی دیکھنے والون سی پردا ہو نہین سکتا
مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا
مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا

حفیظ آئے ہین وہ باتین بنا کر اُنکو ٹھہراؤ
اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

کوئی تجھ سا حسین نہین ملتا
مر کے بھی آسمان کے ہاتھون سی
لیجئے مجھ سے دل کہ یہ سودا
دیکھئے تو ہر اک جگہ ہے وہ
گفتگو اپنے دل سے کرتا ہون
ہائے چوری چھپے بھی راتون کو

خوب ڈھونڈھا کہین نہین ملتا
چہ حسین زیر زمین نہین ملتا
ہر جگہ ہے مگر کہین نہین ملتا
ڈھونڈھیئے تو کہین نہین ملتا
جب کوئی ہمنشین نہین ملتا
اب وہ پردہ نشین نہین ملتا

میکدہ چھٹ گیا ہی جب سے حفیظ
لطف صحبت کہین نہین ملتا

نقشہ جو اُن آنکھون مین جما تھا مری دلکا
ہاتھون مین علاج اُنکے کبھی تھا مرے دلکا
سینے سے نکلتا ہی نہین تیر کسی کا

غنچون پہ ہوا باغین دھوکا مرے دلکا
ہے اب تو کوئی اور مسیحا مرے دلکا
یہ بھی کوئی ارمان ہے گویا مرے دلکا

چرچا تھا کبھی حسن کے بازار مین اپنا
گاہک تھے حسین۔ تھا وہ زمانا مرے دلکا

اُف منھ سے نہ کی جھیلکے فرقت کی اذیت
کیا ضبط ہے اللہ رے کلیجا مرے دلکا

تیری نگہ لطف کے پھرتے ہی یہ دیکھا
کوئی نہ رہا دیکھنے والا مرے دلکا

دیکھے ہون جسنے تری آنکھونکے کرشمے
دیکھے وہ نظر بھرکے تماشا مرے دلکا

آمیزش خون اشک مین بے وجہ نہین ہی
شاید کوئی پھر آبلہ ٹوٹا مرے دلکا

بیچین کیا اور بھی دے دے کے تسلی
کیا خوب کیا تمنے مداوا مرے دلکا

لیگا وہ اسے جسکو پرکھا ہو نظر سے
تم سے نہ پٹیگا کبھی سودا مرے دلکا

آنکھون سے حفیظ اپنی ٹپکنے لگے آنسو
جب حال کسی دوستنے پوچھا مرے دلکا

دیکھے نہ آنکھ اُٹھاکے جو ہو چاند عید کا
اللہ رے دماغ ترے محو دید کا

تونے لیا جو مول تو انمول دل ہوا
کیا مرتبہ بڑھا ہے ترے زرخرید کا

پیر مغان سے کم نہین کچھ مغبچون کا فیض
جو پیر کا چلن وہ طریقہ مرید کا

پھلے لیا گلون نے اُڑایا شفق نے کچھ
کیا کیا بٹا ہے خون تمھارے شہید کا

جس روز وصل یار میسر ہوے حفیظ
وہ شب برات ہے وہ دن ہی عید کا

وصل کی رات بھی پردہ نہ اُٹھا گھونگھٹ کا
اللہ اللہ ٹھکانا ہے کوئی اس ہٹ کا

سر ٹپکتا ہون جو اُس در پہ تو فرماتے ہین
آپ کیون نقش مٹاتے ہین مری چوکھٹ کا

پھنس گیا بھا گئی جبکو تری گیسو کی لٹک
مرگیا چل گیا جسپر تری لٹ کا لٹکا

تیرے در تک ترا دربان جو نہ آنے دیگا
بوسہ ہم دور سے لینگے تری چوکھٹ کا

تم نہ آؤ گے تو کیا جان نہ نکلے گی مری
کام دنیا مین کسی کا نہین رہتا اٹکا

غیر کے گھر کے قریب اسلیئے گھر مول لیا
شاید آجائے ادھر وہ کبھی بھولا بھٹکا

جسکو تاکا بس اُسے پھانس لیا تونے حفیظ
تجکو معلوم ہے کمبخت غضب کا لٹکا

مجکو پاس ضبط اُسکو حوصلہ بیداد کا
رخصت اے صبر و خرد گھٹتا ہی دم فریاد کا

بیقراری نے بھرم کھویا مری فریاد کا
حوصلہ کچھ اور اُسکو بڑھ گیا بیداد کا

ہر کڑی آسان ہی انسان جو دھوئی جی سی ہاتھ
دم نکلتے ہی سفر طے ہے عدم آباد کا

جب ہوا قطع تعلق تو زبان کیا بند ہو
مُنھ پکڑ سکتا نہین پھر کوئی آزاد کا

وہ کہین بن ٹھنکے جاتے ہین مری گھر کھینچ لا
المدد اے جذب دل یہ وقت ہے امداد کا

سامنے تیری نگاہ ناز کے اکثر رہا
دل سراہا چاہیئے آئینہ فولاد کا

ننگ ہی جو رہا اسیری بال و پر ہوتے ہوئے
جی مین ہے اُڑ جایئے لیکر قفس صیاد کا

لاش پر مجھ زار کی موج ہوا کا ہے گمان
شک مرے تابوت پر ہی نکہت برباد کا

سخت جان ہو نہین ذرا مقتل مین چلکر آپ بھی
دل بڑھاتے جایئے ہر دار پر جلاد کا

اس سے بڑھکر اور ای ذوقِ اسیری کیا کہون
دل بھر آیا دام خالی دیکھکر صیاد کا

گو تو اپنی طرز کا موجد ہے لیکن اے حفیظ
جابجا دیوان مین کچھ رنگ ہے اُستاد کا

کچھ پاس جب رہا نہ اُنھین رسم و راہ کا
جاتا رہا خیال ہمین بھی نباہ کا

ہوتا نہین ہے کچھ بھی اثر میری آہ کا
کیا دل سیاہ ہی فلک روسیاہ کا

تم آج یون بدل گئے یہ کل کی بات ہی
کھا کھا کے قسمین عہد کیا تھا نباہ کا

زاہد کو بھی پلائی ہے پینے سے پیشتر
کفارہ دے چکا ہون مین پہلے گناہ کا

گذری شب فراق تو کی مین نے یہ دعا
پھر مُنھ خدا دکھائے نہ اس روسیاہ کا

مجھسے کبھی ملی کبھی اغیار سے لڑی
کیونکر ہو اعتبار کسی کی نگاہ کا

لو ہے کا بھی جگر ہو تو یہ اُسمین گھر کرے
کیا بے پناہ توڑ ہے تیرِ نگاہ کا

ہو حق کا شور چار طرف سے بلند ہے
آتا ہے میکدے مین مزہ خانقاہ کا

شاید کہ پڑھ رہے ہین غزل حضرتِ حفیظ
بزمِ سخن مین شور ہے اک واہ واہ کا

اوپری دل سی تجھے دم بھر کو پیار آیا تو کیا
وصل کی شب دو گھڑی دل کو قرار آیا تو کیا

جذب دل کا تو مزہ جب تھا کہ بلواتے مجھی
ذکر میرا اُن کے لب پر بار بار آیا تو کیا

آپ ہی مین تو مٹا ہون صورتِ نقشِ قدم
میری جانب سے ترے دلمین غبار آیا تو کیا

جب نہ مٹی دی نہ اُٹھا ہاتھ بہر فاتحہ
نعش کے ہمراہ کوئی تا مزار آیا تو کیا

کوئی دم افعال بد کا اپنے کر زاہد شمار
دانۂ تسبیح کا تجکو شمار آیا تو کیا

ہجر ساقی مین ہمین دونون سی کچھ مطلب نہین
فصل گل آئی تو کیا ابر بہار آیا تو کیا

کچھ خدا کے گھر مین بھی زاہد اجارا ہی ترا
پی کے مسجد مین حفیظِ بادہ خوار آیا تو کیا

مُنہ مرا ایک ایک تکتا تھا
اُسکی محفل مین مین تماشا تھا

ہم جو تجھسے پھرین خدا سی پھرین
یاد ہے کچھ یہ قول کسکا تھا

وصل مین بھی رہا فراق کا غم
شام ہی سے سحر کا کھٹکا تھا

اپنی آنکھون کا کچھ قصور نہین
حسن ہی دلفریب اُسکا تھا

فاتحہ پڑھتے رہے وہ جبتلک
میری تربت پر ایک میلا تھا

نامہ بر نامہ جب دیا تو نے
کچھ زبانی بھی اُسنے پوچھا تھا

اب کچھ اسکا بھی اعتبار نہین
پہلے دل پر بڑا بھروسا تھا

وہ جو رُک رُک کے پوچھتے تھے حال
دلمین رہ رہ کے درد اُٹھتا تھا

جھوٹا وعدہ بھی اے حفیظ اُنکا
زندگی کا مری سہارا تھا

قید مین اتنا زمانہ ہو گیا
اب قفس بھی آشیانہ ہو گیا

جبہہ سائی اک جہان کرنے لگا
کعبہ اُن کا آستانہ ہو گیا

بدگمانی نے ادھر گھیرا مجھے
جب اُدھر قاصد روانہ ہو گیا

غیر پر بھی مہربانی ہو چکی
دو دن اُس کا بھی زمانہ ہو گیا

کیا غزل کہتے ہو تم اے حفیظ
ختم رنگ عاشقانہ ہو گیا

جدائی مین تری دلکو قرار ابتک نہین آیا
پھر آیا جی مرا ذکر محبت جب کہین آیا

قضا آگے بڑھی کرتی ہوئی کچھ اہتمام اپنا
مرا قاتل جو مقتل مین چڑھا کر آستین آیا

بُرا ہو جذب دلکا۔ یا الٰہی اسکے ہاتھون سے
ہجوم عام مین بے پردہ وہ پردہ نشین آیا

منگایا آئنہ جب اُسنے تو یہ کہکے اُٹھے ہم
اسی سے اب کرو باتین تمہارا ہمنشین آیا

جو دیکھا حسن تیرا جلوہ آنکھون مین پھرا اُسکا
تری صورت جو دیکھی یاد صورت آفرین آیا

اکیلے جب کہین بیٹھے تو پہرون پھوٹکر روئے
وہی چرچا وہی باتین جو کوئی ہمنشین آیا

محبت جب ہوئی تو قید مذہب رہ نہین سکتی
کسی کا عشق عالم مین مٹانے کفر و دین آیا

تصور کیا بُری شے ہی کہ دقتِ نزع بالین پر
فرشتہ موت کا آیا تو سمجھے وہ حسین آیا

حفیظ اس ضعف کے صدقے بٹھایا ہی کہان لا کر
گئی رفتار کی طاقت جو کوسے نازنین آیا

چمن ہی جب چھٹا ہمسے خیال آشیان کیسا
وطن سے جب قدم باہر نکالا پھر مکان کیسا

محبت ہی نہین باقی تو پھر کیون آزماتے ہو
غرض مطلب نہین جس سے پھر اُسکا امتحان کیسا

عدم کے جانے والے یون نہ سوؤ پاؤن پھیلا کر
لحد کی پہلی ہی منزل مین یہ خوابِ گران کیسا

کھلا جب رازِ دل تو کسلیئے دین جان گھٹ گھٹ کر
محبت ہو چکی ظاہر تو پھر ضبطِ فغان کیسا

گلہ تو دوست سے ہوتا ہی دشمن کی شکایت کیا
تمہین جب پھر گئے ہمسے عدوئے آسمان کیسا

مجھے کعبہ نشین سے کام ہی کعبے سے کیا مطلب
بیان واعظ مکین کا مجھ سے کر ذکرِ مکان کیسا

عدو کا ذکر سننے کی تو پہلے تاب ہو دل کو
یہی جب ہو نہین سکتا ملانا ہان مین ہان کیسا

ہزارون وہم ہین مجکو بُرا ہو اس محبت کا
صفائی آشنا دل ہو رہا ہی بدگمان کیسا

چمن برباد ہو شاخِ نشیمن پر گرے بجلی
قفس کی خیر یارب باغ کیسا آشیان کیسا

حفیظ اچھا بُرا جو کچھ ہی اسکا ذکر جانے دو
مگر یہ تو کہو اُسکا ہے اندازِ بیان کیسا

خراب و خستہ ہوے خاک مین شباب ملا
ہمین یہ دل نہ ملا جان کا عذاب ملا

کسی کی یاد مین بے شبہہ بیقرار رہے تو
کہ آج ہی تری شوخی مین اضطراب ملا

شراب پی تو گنہگار مین ہوا زاہد
بُرائی کی جو مری تجکو کیا ثواب ملا

ملے وہ عیش گذشتہ بھی اگر خدا مجکو
بہشت مین جو دوبارہ مجھے شباب ملا

بڑی کریم ہے پیر مغان کی بھی سرکار
کہ جب ملا مجھے ساغر علی الحساب ملا

کچھ آرزو نہ رہی ترک آرزو کے سوا
مرے سوال کا ایسا مجھے جواب ملا

گیا جو دل تو ملا داغِ آرزو مجھکو
اک آفتاب جو کھویا اک آفتاب ملا

حفیظ تم کو وہ ناکام وصل کہتے ہین
بُرا نہ مانو یہ اچھا تمہین خطاب ملا

تم مجھ سے پوچھتے ہو مرے جی کا حال کیا
کیون مہربان ہوے کوئی سوجھی ہے چال کیا

مرگ رقیب بھی کوئی رونے کی بات ہے
کیا جانے آگیا ہمین اسدم خیال کیا

زاہد شرابِ ناب ہو یا بادۂ طہور
پینے ہی پر جب آئے حرام و حلال کیا

ہین جان نثار تم ہو مری جان کے عدو
میرا خیال کیا ہے تمھارا خیال کیا

منعم نے مجھے لبھانے کو دُنیا کے ہین فریب
پھانسی گی مجھ غریب کو یہ پیرزال کیا

اچھی نہین ہے ہرکس وناکس کی دوستی
دیکھو تو آجکل ہے زمانے کا حال کیا

موسیٰ کی طرح ہو کوئی مشتاق دید بھی
چمکے گی پھر نہ طور پہ برقِ جمال کیا

اللہ رے بخل بات کا دیتے نہین جواب
پورا کرینگے آپ ہمارا سوال کیا

سب سے چھپا رہے ہو عبث لیکے دل مرا
سمجھے ہو تم اسے کوئی چوری کا مال کیا

سب ہیچ ہین جو آپکی سیدھی رہے نگاہ
ہم سے رقیب آنکھ ملائے مجال کیا

خود اپنے حال پر کبھی روئے کبھی ہنسے
افسُردہ خاطرونکی خوشی کیا ملال کیا

تسکین دل کو دیجیے یہ کہکے اے حفیظ
جو بھول جائے آپ کو اُسکا خیال کیا

دنیا مین یون تو ہر کوئی اپنی سی کر گیا
زندہ ہے اُسکا نام کسی پر جو مر گیا

صبحِ شبِ وصال ہے آئینہ ہاتھ مین
شرماکے کہ رہے ہین کہ چہرہ اُتر گیا

ساقی کی بڑھ چلی ہین جو بے التفاتیان
شاید ہماری عمر کا پیمانہ بھر گیا

اتنا تو جانتے ہین کہ پہلو مین دل نہین
اسکی خبر نہین کہ کہان سے کدھر گیا

ہمسے جو آپ روٹھ کے جاتے ہین جائیے
سن لیجئے گا زہر کوئی کھا کے مر گیا

جاتا رہا شباب تو کچھ سوجھنے لگی
آنکھین کھلین شراب کا نشہ اُتر گیا

ناصح کہان کا چھیڑ دیا تو نے آکے ذکر
اُس کا خیال پھر مجھے بیچین کر گیا

دو دن مین یہ مزاج کی حالت بدل گئی
کل سر چڑھا تھا آج نظر سے اُتر گیا

اچھا ہوا جو آپ عیادت کو آگئے
سر کا یہ ایک بوجھ تھا وہ بھی اُتر گیا

تیرے مریض ہجر کا اب تو یہ حال ہے
آیا جو دیکھنے کے لیئے چشم تر گیا

یہ چھیڑا کسی نے ذکر محبت جو اے حفیظ
دل پر عجیب طرح کا صدمہ گذر گیا

ناصح نہ مجھے سمجھا جب دل ہی کہین آتا
رونیکے سوا جی کو پھر کچھ بھی نہین بھاتا

اے پیر مغان در سے تیرے مین کہان جاتا
دُنیا مین کوئی تجھ سے بڑھکر ہی سخی داتا

میخانے مین زاہد کو جنت کا مزا آتا
طوبیٰ کے تلے ہوتا تھوڑی جو چڑھا جاتا

ناصح مجھے سمجھا کر اُٹھا تو مین یہ سمجھا
اتنی ہی سمجھ ہوتی تو کاہیکو سمجھا جاتا

غیر آکے مرے آگے جب ذکر وفا کرتے
چپ چاپ بھلا مجھ سے اُسوقت رہا جاتا

فرصت جو زمانہ دے قدر اُسکی کرے انسان
جو وقت کہ جاتا ہے پھر ہاتھ نہین آتا

نالے جو کیئے مین نے قابو نہ رہا دل پر
اب ضبط فغان کرتا تو مُنہ کو جگر آتا

جتنی یہ مصیبت ہے سب اپنے کیئے کی ہے
دل کا نہ کہا کرتا تو کاہیکو پچھتاتا

کیا پرسش محشر ہو اس سے تھا کہین بہتر
اعمال کی مین اپنے دُنیا مین سزا پاتا

افسردگیِ دل کا کیون ہو نہ قلق مجکو
گلچین سے کوئی پوچھے جب پھول ہی مرجھاتا

اُس بھولنے والے نے پھر یاد کیا شاید
رہ رہ کے جو سینے مین دل آج ہی گھبراتا

ہر شعر حفیظ اپنا فوٹو ہے محبت کا
سنتا جو غزل میری بیچین وہ ہوجاتا

بتکدہ نزدیک کعبہ دور تھا
مین ادھر ہی رہ گیا مجبور تھا

شام ہی سے ہم کہین جاتے تھے روز
مدتون اپنا یہی دستور تھا

وہ کیا جسمین خوشی تھی آپ کی
وہ ہوا جو آپ کو منظور تھا

کچھ ادب سے رہ گئے نالے ادھر
کیا بتائین عرش کتنی دور تھا

جسگھڑی تھا اُسکے جلوے کا ظہور
عرش کا ہمسنگ کوہِ طور تھا

اک حسین کا آگیا جو تذکرہ
دیر تک محفل مین ذکر حور تھا

وصل کی شب تھی شب معراج کیا
دور تک پھیلا ہوا اک نور تھا

ہرکس وناکس سے کیا ملتی نگاہ
اپنی آنکھون مین بُت مغرور تھا

عمر بھر فکر سخن مین تھا حفیظ
شاعری کا دل مین اک ناسور تھا

پہونچے اُس کو سلام میرا
بھولے سے نہ لے جو نام میرا

قاصد کی جہان نہو رسائی
کیا پہونچے وہان پیام میرا

شہرت سے مری ہوے وہ رُسوا
مٹجائے جہان سے نام میرا

اللہ رے اُنکی بد دماغی
لیتے نہین اب سلام میرا

ساقی اتنی ہی التجا ہے
خالی نہ کبھی ہو جام میرا

دربان کو تیرے اک خلش ہے ... بستر ہے جو زیر بام میرا
ہون آج یہان تو کل وہان ہون ... نت کوچ ہے نت مقام میرا
کوئی نہ کوئی ہوا پیامی ... ابتک تو رکا نہ کام میرا
مجکو ہے اُسی کے نام کی رٹ ... لیتا ہی نہین جو نام میرا
جو لوگ ہین درد دل سے واقف ... ازبر ہے اُنھین کلام میرا
پہونچا تجھ تک ہزار ڈھب سے ... رفتہ رفتہ پیام میرا
وحشت مین کہین کسی جگہ بھی ... دم بھر نہوا قیام میرا

مانگی ہے غزل حفیظ اُسنے
مقبول ہوا کلام میرا

کرنا جو محبت کا اقرار سمجھ لینا ... اک بار نہین بلکہ سو بار سمجھ لینا
ہم ہون کہ عدو اسمین جو ظلم کا شاکی ہو ... کرتا ہی نہین تمکو وہ پیار سمجھ لینا
مر جائے مگر جانا اُسکی نہ عیادت کو ... تم جس کو محبت کا بیمار سمجھ لینا
بن بنکے بگڑتا ہے وہ کام محبت مین ... آسان نہین جسکو دشوار سمجھ لینا
غفلت کدۂ ہستی جب کہتے ہین عالم کو ... سودا ہے پھر اپنے کو ہشیار سمجھ لینا
محفل مین رقیبونکی جاتے تو ہو تم لیکن ... صورت سے مجھے اپنی بیزار سمجھ لینا
دل پر تو لگاتے ہو تم تیر نظر لیکن ... آہون کو ہماری بھی تلوار سمجھ لینا
چھیڑا جو مرے آگے پھر تذکرۂ دشمن ... رکھی ہوئی ہے مجھ سے تکرار سمجھ لینا

پوشیدہ حفیظ اسمین اسرار محبت ہین
آسان نہین میرے اشعار سمجھ لینا

پوچھکر حال سُنے کوئی تو کہنا اچھا
اور ایسا جو نہو چپکے ہی رہنا اچھا

عشق کا راز کسی سے نہین کہنا اچھا
ہو سکے ضبط تو خاموش ہی رہنا اچھا

گریہ روکا تھا کہ اک آگ لگی سینے مین
لوگ سچ کہتے ہین ناسور کا بہنا اچھا

وصف جنت کا نہ دنیا کی مذمت ہے وہان
مسجدون سے تو خرابات مین رہنا اچھا

ایک دن جی سے گذرنا کہین اس سے بہتر
دل پہ ہر روز کا صدمہ نہین سہنا اچھا

عرض مطلب جو کیا بات بنا نا ٹھہرا
آپکی بزم مین خاموش ہی رہنا اچھا

کیا شگفتہ ہین ہمارے جگر و دل کے یہ داغ
کہیئے کیون ہوگا نہ ان پھولونکا گہنا اچھا

کیجیے غیر سے باتین نہ ہمین چھیڑیے آپ
مُنھ نہ کھلوائیے خاموش ہی رہنا اچھا

وقت رخصت مری اُلجھی ہوئی تقریر وہ ہا
اُسکا گھبرا کے ہر اک بات پہ کہنا اچھا

کیا ملا حضرت موسیٰ کو کسی جلوے سے
حُسن والون سے مگر دور ہی رہنا اچھا

کہتی ہے ہمتِ پرواز کہ اُڑ مثل شرر
ہو کے مجبور قفس مین نہین رہنا اچھا

اُٹھیئے بالین سے کہ آثار بُرے ہین اپنے
اب مرے پاس نہین آپکا رہنا اچھا

شعر مین جب نہ کوئی بات ہی پیدا ہو حفیظ
ایسے کہنے سے تو اسے یار نہ کہنا اچھا

آغازِ محبت مین برسون یون ضبط سے ہمنے کام لیا
جب ہوک کلیجے مین اُٹھی تو ہاتھون سے دل تھام لیا

اس رشک کے ہاتھون ایک نہ اک ہر روز ہی داغ اُٹھاتے ہے
ہم چوٹ جگر پر کھا بیٹھے جب غیر نے تیرا نام لیا

آنکھین وہ جھکین ملتے رہے ہوش وخرد جاتے جاتے

کچھ شرم نے اُن کو روک لیا کچھ ضبط نے ہمکو تھام لیا
انسان کی تھی یہ تاب و توان جو بارِ محبت اُٹھا سکتا
اک یہ بھی ہے احسان ترا کیا اس سے تونے کام لیا
صحرا مین ٹھنڈے وقت ہمین یاد آئی جو اُسکی جلوہ گری
کچھ ایسی ہوئی وحشت دل کو دم جا کے زیر بام لیا
اور اُسکے سوا کچھ کہہ نہ سکے پوچھا جو کسی نے حال ہر اِک
آنکھون سے آنسو بہنے لگے ہاتھون سے کلیجا تھام لیا
لوٹا تری دونون آنکھون نے پایا جو مرے دل کو تنہا
جو ایک نے صبر شکیب لیا تو ایک نے چین آرام لیا
ابتک تو خبر لی اُسنے مری جبوقت کوئی اُفتاد پڑی
جب ٹھوکرین کھا کر گرنے لگا ہاتھ اُسنے لپک کر تھام لیا
ہم لائین کہان سے وہ آنکھین جو تمکو پشیمان دیکھ سکین
اب کیسی ندامت جب ہمنے سب اپنے سر الزام لیا
محرومیِ قسمت کیا کہیئے احسان کیا کب ساقی نے
پیمانۂ عمر چھلک ہی گیا جب ہاتھ مین اسنے جام لیا
موزون جو ہوے جذباتِ دل جب شعر حفیظ پڑھا ہمنے
سُنتے ہی دونون ہاتھون سے سامع نے کلیجا تھام لیا

آنکھ اُس سے پھری کیا یہ تقاضا ہو وفا کا	دیکھا جسے دیکھا جسے تاکا اُسے تاکا
آج اُنکی زبان پر بھی ہو ذکر اپنی وفا کا	تاثیر محبت مین ہوئی شکر خدا کا

کافر نے کچھ اس طنز سے پوچھا تھا مزاج آج
کہتے ہی بنی مجھکو کہ احسان خدا کا

کیا مانگ کے روئے ہین یہ کچھ ہمسے نہ پوچھو
یون سمجھو ہوا خاتمہ آج اپنی دعا کا

آنکھون کے چرانے مین بھی اک طرفہ ادا ہی
رکھا ہے تغافل مین بھی انداز حیا کا

جو داغ مرے دلمین وہ زاہد کی جبین پر
چھپتا ہے کہین فرق خلوص اور ریا کا

کونین مین جو کچھ ہے وہ زاہد کیلئے ہی
بندہ ہے یہی ساری خدائی مین خدا کا

میرے ہی ستانے کیلیے اور مجھی سے
لو اور سنو پوچھتے ہین ڈھنگ جفا کا

آنکھونمین بھری پیر خرابات کی صورت
واعظ نے کیا ذکر جو خاصان خدا کا

کچھ اور بتا چارہ گر اس درد کی تدبیر
دُکھتا ہے جگر نام جو سُنتا ہون دوا کا

موت آنے کا آخر کوئی ہوتا ہے بہانہ
دل ہاتھ سے جانا تھا کہ آنا تھا قضا کا

کہتے ہین وہ سنکر مری حسرت کی کہانی
کمبخت کی باتون مین تو ہے درد بلا کا

کونین کی وسعت ہی ترے دست کرم مین
کچھ غم نہین کوتاہ جو دامن ہے دعا کا

حورون ہی کے پردے مین ترے نام کی رٹ ہے
دیوانہ ہے واعظ تری مستانہ ادا کا

دشمن کو بھی چاہون تو ابھی دوست بنا لون
چلتا ہوا جادو ہے عمل اپنی وفا کا

پھر تو یہ حسین ہین وہی مٹی کے کھلونے
اُڑجائے یہ روغن جو کہین نازوادا کا

تم اور سنو بیٹھے ہوے سامنے خاموش
ہم اور گلہ تم سے کرین جور و جفا کا

باتین یہ طبیبون سے رہا کرتی ہین پہرون
سنتا ہون اثر پوچھکے ایک ایک دوا کا

چلنے لگی مے اُڑنے لگے بوتلونکا کاگ
میخانے پر آیا کوئی ٹکڑا جو گھٹا کا

دیکھا جسے سرشارِ محبت نظر آیا
اللہ رے اثر اُس نگہِ ہوش ربا کا

جب دیکھیے ظالم کی ہے مٹھی مین کوئی دل
کتنا ہے منجھا ہاتھ ترے دزدِ حنا کا

ساقی یہ ٹپکتی ہے تری آنکھ سے مستی	یا جام چھلکتا ہے مئے ہوشربا کا

کعبے مین حفیظ آج تو بتخانے بن کل ہو
سچ ہے کوئی مشرب نہین اس مرد خدا کا

کیا یہی ایک دل کا آنا تھا	موت کا اور بھی بہانا تھا
جب ہمین کو تمہین ستانا تھا	پھر کسی کو نہ آزمانا تھا
پند ناصح کی چوٹ دل پہ لگی	ہر سخن ایک تازیانا تھا
امتحان اور پھر محبت کا	آزمانا سا آزمانا تھا
یون نہ ہونا تھا خانمان برباد	ہان کسی دل مین گھر بنانا تھا
تم سے اک بات پوچھتے ہین ہم	لیکے دل یون نظر چرانا تھا
ہمکو مذکورِ غیر سے مطلب	باتون باتون مین آزمانا تھا
مہربانی کی وجہ یون سمجھو	مجھکو دیوانہ پھر بنانا تھا
یہ ملا شکوہ ستم کا جواب	دل سمجھ بوجھکر لگانا تھا
اُسنے کہتی سے ہے شرط وعدہ کی	جو کہا تھا وہ کر دکھانا تھا
چارہ گر کی ہوتا کجا منت	اس سے بہتر تو مر ہی جانا تھا
بزم مین غیر کی سُنی باتین	ایسے ویسے کو مُنہ لگانا تھا
دل نہ ملتا نہین سہی لیکن	تم کو ہم سے نظر ملانا تھا
تھی چمن مین یہ کائنات اپنی	چار تنکون کا آشیانا تھا
اُسکی تعریفِ حسن ناصح سے	مگر اُسکو سڑی بنانا تھا
آنکھ سے آنکھ دل سے دل ملتا	یون نظر سے نظر ملانا تھا

تم موافق حفیظ سے ہوتے
ناموافق اگر زمانا تھا

پچھ ٹھکانا ہے دل کی وسعت کا
ایک میدان ہے قیامت کا

دل مین جو داغ ہے محبت کا
ہے وہ اک پھول باغ جنت کا

دل کا روگ آنکھ کی ہے بیماری
دیکھ لینا بھی اچھی صورت کا

جسم سے جان کی جدائی ہے
ساتھ چھُٹتا ہے ایک مدت کا

ہر گھڑی اُس کا شکر کرتا ہون
خوب پہلو ملا شکایت کا

ملتی جلتی ہے اُس کے کوچے سے
مختصر وصف ہے یہ جنت کا

سرد کر دے ہزار دو زخ کو
ایک چھینٹا سحاب رحمت کا

بوالہوس اور لین تعلّی کی
غیر دعوے کرین محبت کا

اک نہ اک روز رنگ لائے گا
خون کرنا ہماری حسرت کا

ترک کر اپنی نصیحت اے ناصح
کھیل ہے روکنا طبیعت کا

کیون سے جلے ذکر حور سے کوئی
رشک حصہ ہے میری قسمت کا

کہہ گئے ہین کبھی ملین گے ہم
یہ تو وعدہ ہوا قیامت کا

اک زبان سے ادا ہو کیا ممکن
شکر اس بیشمار نعمت کا

کام وہ کر کہ نام رہ جائے
زندگی ہے نشان تربت کا

آدمیت حفیظ پر ہے ختم
ایک پُتلا ہے وہ مروّت کا

اُکتا کے کسی کا ہاے کہنا
کیتک یہ شکستہ حال رہنا

آنکھون نے دکھا دیا یہ آخر
پانی کی جگہ لہو کا بہنا

مرتے مرتے کسی کی ہے یاد
اے درد جگر گواہ رہنا

کچھ کہہ نہ سکے ہجوم غم سے
قاصد یہی اُن سے جا کے کہنا

غم ہمکو ملا خوشی عدو کو.
سچ کہتے ہین اپنا اپنا لہنا

اُس بزم مین شمع کا ہوا یما
جلنا بھی یہان تو چُپ ہی رہنا

جب بند ہوئی زبان پوچھا
ہم سے بھی کچھ آپ کو ہی کہنا

لڑتے ہی نظر جگر لہو تھا
آسان نہین ہے چوٹ سہنا

سمجھو تو یہ انتہائے غم ہے
آنسو کا اب آنکھ مین نہ رہنا

ہوتے ہین حسین ضد کے پورے
مانین گے وہ کب کسی کا کہنا

ق
چپ کا ہے کہین بُرا نتیجہ
اچھا ہے کہین خموش رہنا

دُکھ کو نہ طبیب سے چھپانا
نادان سے راز دل نہ کہنا

کیا ہوگا حفیظ گھر بنا کر
دو دن تو یہان سے تمکو رہنا

کہتا ہے محبت مین بدنام نہو جانا
کچھ دل ہی سمجھتا ہے بیدرد کا سمجھانا

دیوانہ بناتی ہے انسان کو مصیبت بھی
دل جب سے ہوا افسردہ خوش آتا ہو ویرانا

اب حال کھلا آتی ہو موت بھی مشکل سو
ہم پہلے سمجھتے تھے آسان ہے مرجانا

اک بات نصیحت کی میری بھی سن ای ناصح
جبتک نہ کوئی سمجھے بے سود ہی سمجھانا

دل ہاتھون اُچھلتا ہو آنے ہی کو ہو قاصد
اے کاش رہے یونہین اُمید کا گھبرانا

اس بزم مین ہم بھی تو آخر مین جلے بیٹھے
تم کسکو دکھاتے ہو پروانون کا جل جانا

کیا دیکھئے کہتا ہے اب وصل کی خواہش پر
سیکھا تو ہے ظالم نے ہر بات کو دُھرانا

کوتاہیِ قسمت کا دیتا ہے پتا مجھکو
آکر مرے ہاتھون تک ساغر کا چھلک جانا

شہرت پہ مٹے کوئی ہم تو یہی کہتے ہین
اک طرح کی رُسوائی ہے نام نکل جانا

حسرت کی نگاہون کا کرنا جو ہو نظارہ
تم موت سے پہلے ہی بالین پہ مری آنا

کی غم نے حفیظ ایسی تغئیر تری صورت
اسوقت تجھے ہم نے آواز سے پہچانا

اور تو کون چمن مین ہے مقابل میرا
منہ چڑھاتی ہے کبھی چڑھ کے عنادل میرا

کونسا حال نہین رحم کے قابل میرا
وہ جو آئے تو ٹھکانے نہ رہا دل میرا

نالے رکتے ہین محبت مین تھمی ہین آنسو
کیجیے غور تو ہر کام ہے مشکل میرا

پھیر دو جلد چھری اب یہ تسلی کیسی
ذبح کے وقت بڑھاتے ہو عبث دل میرا

ہائے الٹا کے جو زندان سے کبھی اُٹھتا ہون
چیخ کر پاؤن پکڑتی ہے سلاسل میرا

مجھسے ہو دعویِ خون حشر مین توبہ توبہ
سامنے میرے پشیمان ہو قاتل میرا

روز سنتے ہین زمانے کو نئی گردش ہی
کاش پھر جائے اُن آنکھونکی طرح دل میرا

تیرے ہی سر ہو مری خونکی پرستش یارب
مجکو اقرار ہے بے جرم ہے قاتل میرا

فیصلہ جلد ہی کر دے مری اُمید ونکا
ہائے بیدرد نہ تھم تھم کے دکھا دل میرا

بندھ گئی تھی جو سفر پر کمر ہمت چست
پاؤن اُٹھتے ہی گذر تھا سر منزل میرا

ہم کسے جائین کہ بیجا ہے تقاضا دل کا
تم کسے جاؤ کہ دعوا ہے نہین باطل میرا

داور حشر سے آگے نہین اُٹھنے کی نگاہ
جانتا ہون مری آنکھون مین ہے قاتل میرا

مل گئین خاک مین لاکھون ہی تمنائین حفیظ

اک زمین گورِ غریبان کی ہے اب دل میرا

ذکر جس بزم مین اُن کا نہ رہا — یون سمجھیے کوئی چرچا نہ رہا
حسن کی آن کہان جاتی ہو — گل ہمیشہ ہی شگفتا نہ رہا
پھر بھی کچھ دل مین کسک باقی ہو — گو وہ پہلا سا تو صدما نہ رہا
آئینہ دیکھتے ہو آٹھ پہر — کیا کوئی دیکھنے والا نہ رہا
جھوٹ سچ بھی نہین ہوتے وعدے — اب وہ جینے کا سہارا نہ رہا
ہوگیا جس کو محبت کا مرض — عمر بھر وہ کبھی اچھا نہ رہا
بیوفائی پہ کمر باندھی ہے — دھیان کچھ میری وفا کا نہ رہا
اور دُنیا مین حسین گذرے ہین — دَور دَورہ یہ کسیکا نہ رہا

صبر مشکل ہے محبت مین حفیظ
سُنکے یہ ضبط کا یارا نہ رہا

کیا چیز ہے یہ وعدۂ فردا ابھی یار کا — ٹوٹے گا سلسلہ نہ مرے انتظار کا
آؤ پئین نہ باغ مین چلکر گلابیان — ابکے کٹے بہار سے موسم بہار کا
کہتے ہین یون نہین مری وعدہ خلافیان — لینا ہے امتحان ترے اعتبار کا
شکوے نہو پیام رسان کی زبان کہین — کہنے چلا ہے حال دلِ بیقرار کا
عبرت سے اُس گلی مین نہ رکھا کسینے پاؤن — جب تک رہا نشان ہمارے مزار کا
میرے سوا وہ کون ہے ایسا مٹا ہوا — ہان نام لیجیے تو کسی جان نثار کا
کچھ کہتے کہتے اپنی زبان بند ہوگئی — دھیان آگیا جو اُس نگہ شرمسار کا
کہنا کسی کا ہائے یہ دم توڑتے ہوئے — ٹوٹے نہ آسرا کسی اُمیدوار کا

ابتک بندھی نہ ذہن مین کچھ فکر آشیان
اور آگیا ہے سر پہ زمانہ بہار کا

پانی پھرا اُمید پہ نیل آنکھ سے ڈھلا
آیا اخیر وقت مرے انتظار کا

آج اُنکے نقشِ پا کو اُڑا لیگئی نسیم
گل ہوگیا چراغ ہمارے مزار کا

بیٹھا ہون اُس گلی مین مگر ہی یہ بیخودی
ہر اک سے پوچھتا ہون پتا کوے یار کا

کھوئی غبار راہ نے بینائی آنکھ کی
اچھا ہوا کہ روگ مٹا انتظار کا

کچھ بن پڑی نہ اُن سے تسلی دیے بغیر
احسان ہے یہ گریۂ بے اختیار کا

آیا ہے دم لبون پہ سحر ہوتی ہے حفیظ
بجھتا ہے اب چراغ شبِ انتظار کا

مرکے اونچا وفا کا نام کیا
مرنے والون نے ایک کام کیا

ان بتون کا یہ احترام کیا
یعنے سجدہ کیا سلام کیا

کوچ لاکھونکا اسجگہ سے ہوا
آہ ہم نے کہان مقام کیا

کیا ہوئے وہ نشان اگلونکے
آج مانا کسی نے نام کیا

بتکدے سے جو دل اُچاٹ ہوا
اُٹھکے کعبے کا اہتمام کیا

ضبط جس نے کیا محبت مین
سچ ہے اُسنے بڑا ہی کام کیا

غیر کے گھر سے شاید آتے تھے
کٹ گئے مین نے جب سلام کیا

اُسکی باتونکے ہم ہوے مشتاق
اُن سے جس شخص نے کلام کیا

اسکو کیا سمجھون شرم یا نفرت
پھیر کر منہ مجھے سلام کیا

زندہ در گور ہو رہا ہون حفیظ
عشق نے کام ہی تمام کیا

نام باتون مین نہ لے ناصح نادان اُنکا
چٹکیان لینے لگا دلمین پھر ارمان اُنکا

ہاے چھپائے نہ دنیا مین کوئی میرے طرح
عمر بھر ہاتھ ملا چھوڑ کے دامان اُنکا

یارب اتنا کوئی ممنون عنایت بھی نہو
سر اُٹھانے نہین دیتا مجھے احسان اُنکا

دونون جانب یہ اثر جذب محبت نے کیا
آرزو اُن کو ہماری ہمین ارمان اُنکا

حال سن سنکے مرا ضبط کہانتک آخر
کہہ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ نگہبان اُنکا

مجھسے کچھ گھر ہی کی زینت تھی نہ موقوف رکی
وہ سلامت رہین جیتا ہے دربان اُنکا

روک لی حضرت ناصح نے زبان خیر ہوئی
آچکا تھا مرے ہاتھون مین گریبان اُنکا

آکہین جلد وہ آتے ہین عیادت کیلئے
اے اجل کون ہو شرمندۂ احسان اُنکا

میر کا رنگ برتنا نہین آسان حفیظ
اپنے دیوان سے ملا دیکھئے دیوان اُنکا

کسیکو دیکھکر بیخود دل خودکام ہوجانا
اسی کو لوگ کہتے ہین خیالِ خام ہوجانا

محبت سے جو پیش آئے کوئی ہو دوست یا دشمن
ہمین تو ہر کسی کا بندۂ بے دام ہوجانا

خدا جانے کہ ہوتا کیا مآل اپنی محبت کا
بہت اچھا ہوا آغاز مین انجام ہوجانا

مٹانا ہو اگر دھبا ریاکاری کا اے زاہد
کسیکی بزم مین اکدن شریکِ جام ہوجانا

جہان دیکھو وہان کچھ ذکر ہی اپنی محبت کا
بُرا ہے آدمی کے واسطے بدنام ہوجانا

کریگا رخنہ پیدا کوئی دن دربان کا ہنگامہ
قیامت ہے ترے در پر ہجوم عام ہوجانا

حفیظ ایسے مسلمان کا بھی کوئی دین و مذہب ہے
بتونکی دوستی مین تارکِ اسلام ہوجانا

حفیظ وصل مین کچھ ہجر کا خیال نہ تھا
ہجوم عیش مین اندیشۂ مآل نہ تھا

برائی کیا ہے برتنا پرانی رسمون کا
کبھی شراب کا پینا بھی کیا حلال نہ تھا

نیا ہے اسکے برس کچھ بہار کا عالم
جنونکا جوش تو ایسا گذشتہ سال نہ تھا

خیال تمنے دلایا جو گذری باتون کا
ملال اب وہ ہوا پہلے جو ملال نہ تھا

وہ دن ہین یاد کہ برسون تھی خود فراموشی
یہ دُھن کسیکی تھی اپنا بھی کچھ خیال نہ تھا

تم آگئے کہ مری جان بچ گئی ورنہ
کچھ آج موت کے آنے مین احتمال نہ تھا

کوئی تو وجہ مسرت ہے گو کہین نہ کہین
کہ یون حفیظ کا چہرہ کبھی بحال نہ تھا

لحاظ اس نے کچھ کفر و دین کا نہ رکھا
مرے دل نے مجکو کہین کا نہ رکھا

زلیخا سے الفت نے چھُڑوائے تنکے
گھمنڈ اسنے ایسے حسین کا نہ رکھا

جو محروم دُنیا تو مایوس عقبےٰ
تری آرزو نے کہین کا نہ رکھا

حسینونکی وعدہ خلافی نے ابتو
گمان دل مین باقی یقین کا نہ رکھا

تری رہگذر دیکھکر ہے یہ حیرت
ارم نام اس سرزمین کا نہ رکھا

سفارش مری اب کرین کیا کہ تو نے
کبھی دل مرے ہمنشین کا نہ رکھا

توارد حفیظ اور اپنی غزل مین
کبھی قافیہ تک حزین کا نہ رکھا

کل جو آباد تھا گھر آج اُسے ویران دیکھا
روز بستے تجھے اوگور غریبان دیکھا

بڑھکے راحت سے کہین رنج کا سامان دیکھا
دو کو خندان تو یہان چار کو گریان دیکھا

غیر کو آج تری بزم مین مہمان دیکھا
جو سُنا کرتی تھے آنکھونسے وہ سامان دیکھا

جب نہ تھا ضبط تو کیون آئے عیادت کیلئے
تم نے کاہیکو مرا حال پریشان دیکھا

رُک گیا دل کی طرح دست تمنا بڑھکر
اُسنے مڑکر جو سوِ گوشہ داماں دیکھا

رکھتی ہے یہ اثرِ گریہ مری چشم پُرآب
ملگئی جس سے نظربس اُسی گریاں دیکھا

دیکھنا جوش پہ آجائیگا دریاے کرم
اُسکی رحمت نے جو شرمندۂ عصیاں دیکھا

آخر الامر گذرنا ہے کسی دن جی سے
یہ سمجھنا تھا کہ ہر کام کو آسان دیکھا

کیا ہوا دست طلب بڑھکے ہواِ گل مین
عاقبت خار سے اُلجھا ہوا دامان دیکھا

اک خدائی نظر آتی ہی تری حلقہ بگوش
ایک عالم کو ترا بندۂ احسان دیکھا

لا دوا درد محبت ہے سوا اسکے حفیظ
اور دُنیا مین ہراک درد کا درمان دیکھا

ہوتا ہی غم کے ہاتھون اب خون آرزو کا
ظالم تھا مدتون سے پیاسا مرے لہو کا

وقتِ بہار گلشن اک سیر کی جگہ ہے
بے اعتبار لیکن عالم ہی رنگ و بو کا

گردن مین پیار سے وہ ہاتھونکا ڈالدینا
ہم وحشیونکے حق مین اب طوق ہی گلو کا

تھے چور میکدے کے مسجد کے رہنے والے
مے سے بھرا ہوا ہی جو ظرف ہی وضو کا

مشکل بہت ہی دل مین رازِ چمن چھپانا
دو دن کے بعد آخر غنچون نے خون تھوکا

اول تو زر کی مستی پھر اُسپہ مے پرستی
منعم کو ہوگا نشۂ اک جام مین سبو کا

وقتِ جلال اُسکو ہرگز نہ چھیڑنا تھا
موسیٰ کو دیکھنا تھا موقع تو گفتگو کا

انبوہ حسرتون کا تم دیکھتے تھے جسمین
اُس دلمین رہگیا ہی اب داغ آرزو کا

پیغامبر ہوا ہے کچھ ہمکلام اُن سے
یہ صاف کہ رہا ہے انداز گفتگو کا

حاسد سے کیا مٹے گا اوج کمال میرا
منہ پر پڑا اُسی کے جسنے فلک پہ تھوکا

آہستہ ہاتھ رکھنا زخمِ جگر پہ دیکھو
ایسا نہو کہ ٹوٹے ٹانکا کوئی رفو کا

کعبے کو دیکھتے ہی تجھا نہ یاد آیا
یکبیک خیال اپنا منزل پہ جاکے چوکا

کچھ اے حفیظ ہمسے پوچھو نہ دلکی حالت
کمبخت دوست ہوکر دشمن ہے آبرو کا

آنکھون سے آج دیکھا یہ حال بیکسی کا
سنتے تھے مدتون سے کوئی نہین کسی کا

تقدیر مین لکھا تھا بدنام ہوکے مرنا
یہ مختصر فسانہ ہے اپنی زندگی کا

محشر مین اس ستم کا تم کیا جواب دوگے
عادل کا سامنا ہے وہ دن ہے منصفی کا

تم جا رہے ہو اب تک آئی نہ موت مجکو
اب اس سے بڑھکے کوئی صدمہ ہے جان کنی کا

آنا مری لحد پر چادر سے مُنہ چھپا کر
پردہ نہین تھا جس سے مدفن ہے یہ اُسی کا

جسطرح سختیون سے دم توڑتا ہو کوئی
گھٹ گھٹ کے رہگیا یون ارمان جی مین جی کا

آیا ہے دم لبون پر پتھرا گئی ہین آنکھین
نقشہ نظر مین پھر بھی پھرتا ہے اُس گلی کا

کعبے کے ڈھانے والے اور لوگ ہونگے
ہم کفر جانتے ہین دل توڑنا کسی کا

کس مُنہ سے یہ کہون مین بندہ خدا کا ہون مین
کس دن ادا ہوا ہے حق اُسکی بندگی کا

ان سختیون سے کسنے عہدِ وفا کو توڑا
آیا نہ دھیان تم کو کچھ میری عاجزی کا

پرہیز کر رہا ہون اُنکی عنایتون سے
مجکو مرض ہوا ہے اب ترک دوستی کا

جسکا خیال مجکو ہر دن رُلا چکا ہے
ناصح نے آکے چھیڑا پھر تذکرہ اُسی کا

قبر حفیظ پر کیا عبرت برس رہی ہے
چھائی ہے اک اُداسی عالم ہے بیکسی کا

دیوانے ہوئے صحرا مین پھرے یہ حال تمہارے غم نے کیا
افسوس مگر اس بات کا ہے کیا تمنے کیا کیا ہمنے کیا

جب بھڑکی ہی آتشِ داغِ جگر سرد اُسکو دیدۂ نم نے کیا
شاداب چمن مین پھولونکو ہر شام و سحر شبنم نے کیا

اچھی ہوئی اب کہ بری یہ ہوئی ان باتون کو خود ہی سمجھو
الزام ہمین کیا دیتے ہو جو تمنے کہا وہ ہم نے کیا

تاریک ہوئی ساری دُنیا کیا موت ہوئی مجھ بیکس کی
کم ایسے ہوئے ہین شہید و فا غم جسکا اک عالم نے کیا

قسمت کیطرح یہ دل نہ پھرا کعبے سے بھی اُلٹے پاؤن پھرے
آنکھونمین گلی وہ پھرنے لگی بیخود یہ طوف حرم نے کیا

کیا ایسی وفا پر ناز کرون جو باعث ہو رسوائی کی
یہ بات ہوئی مرجانیکی بدنام کیسکو ستم نے کیا

غربت مین تمہاری تربت پر رونے کو حفیظ کوئی آتا
اب شکر کرو آنسو تو بہے چھڑکا وُ بھی ابر کرم نے کیا

خاک مین ہم کو ملا دو مگر اتنا کرنا
دل بہل جائیگا کچھ رنج نہ ہلا کرنا
بیٹھکر بزم عدو مین مرا شکوا کرنا
ہو کسی طرح کی تخصیص مرے نام کے ساتھ
ہاے وہ ظلم جو کہنے مین نہ آئے ظالم
تم کیے جاؤ برائی یہ کہے دیتے ہین ہم
یہ وصیت ہی مری اہل محبت کیلیے

پھر نہ اسطرح کسیکو کبھی رسوا کرنا
ہم جو مرجائین تب دھوم کا جلسا کرنا
چار مین یون کسی کمبخت کو رسوا کرنا
ذکر اب سے جو کبھی اہل وفا کا کرنا
وہ بھی اُسیر جسے آتا نہو شکوا کرنا
کچھ اسی مین ہی اب اللہ کو اچھا کرنا
دم نکلجائے مگر دل کا نہ کہنا کرنا

سن لے اے موت کہ بر آئے کسیکی حسرت
راس آئے مرے ماتم کی تمنا کرنا

جائیے آپ تو بس کر چکے اپنی ایسی
ہان یہ کہیئے کہ ہمین چاہیے اب کیا کرنا

ہائے رے دل کی لگی اف رے مری بیتابی
انکی خاطر کے لیے غیر کا کہنا کرنا

چھوڑنا ڈاک مین دو حرف تسلی لکھکر
یاد آجائین کبھی ہم تو بس اتنا کرنا

ترک کرنا ہی محبت تو پس و پیش ہی کیا
یون سمجھ لیجیئے جس کام کو کرنا کرنا

بیٹھے بیٹھے کبھی کچھ سوچ کے رونا پہرون
روتے روتے کبھی تقدیر کا شکوا کرنا

سامنے میرے نہ لینا کسی بیدرد کا نام
دوستو مجھ پر احسان بس اتنا کرنا

کافر عشق کو کیا دیر و حرم سے مطلب
جسطرف تو ہو ادھر ہی ہمین سجدا کرنا

وضع کا دھیان رہے شان رہے آن رہے
اب سے کرنا جو کوئی کام تو ایسا کرنا

پوچھیئے ترک وطن کا نہ سبب مجھسے حفیظ
تذکرہ موت کا ہے ذکر وطن کا کرنا

چاک داماں نہ رہا چاک گریباں نہ رہا
پھر بھی پوشیدہ مرا حال پریشان نہ رہا

بزم دشمن نہ کبھی درہم و برہم دیکھی
کیا ترا دور وہ اے گردش دوران نہ رہا

مجکو افسوس کہ وہ اور عدو کے بس مین
انکو یہ غم کہ مرا اب کوئی پرسان نہ رہا

ہمنے جو بات کہی تھی وہی آخر کو ہوئی
تمنے جو راز چھپایا تھا وہ پنہان نہ رہا

منفعل ترک وفا نے مجھے برسون رکھا
چار دن اپنے کیئے پر وہ پشیمان نہ رہا

انکی شوخی بھی ہوئی ہی مری وحشت کا جواب
ہاتھ ڈالا جو گریبان مین گریبان نہ رہا

جینا دشوار محبت مین ہے مرنا دشوار
سخت مشکل ہی کوئی کام بھی آسان نہ رہا

ہنگئی داغ کلیجے کا تمناے وصال
داغ حسرت کے سوا اب کوئی ارمان نہ رہا

مرنے والونکا گا گھونٹ کر حاصل ہو تو اب
دیکھ یہ جرم بھی اب داخل عصیان نرہا

خیر سب قول و قسم جھوٹ سہی خوش رہیئے
اب مرے آپ کے وہ عہدہ پیمان نرہا

روکنے کو مجھے غیرت کے سوا اُس در پر
کوئی دربان نرہا کوئی نگہبان نرہا

مٹگیا شغل جنون اب وہ کہان جامہ دری
زور وحشت کا بھی دست و گریبان نرہا

چار گھڑی مین ترے در سے الگ ہو بیٹھا
خیر کچھ روز بھی منت کش دربان نرہا

وقت کو ہاتھ سے کھو کر کوئی دنیا مین حفیظ
عمر بھر میری طرح سر بگریبان نرہا

کسے منظور تم سے ملکے کھنچنا دور ہو جانا
مگر ہان وضع کے ہاتھون نہ مجبور ہو جانا

سرور آنکھونمین آتے ہی حیا کا دور ہو جانا
اب آگے کیا کہون نشے مین اُسکا چور ہو جانا

زرا سے زہد پر زاہد بہت مغرور ہو جانا
نتیجہ اس خودی کا ہی خدا سے دور ہو جانا

کیا در پردہ دل فی سازاُن دزدیدہ نظرونسے
قرین عقل اس پھوڑے کا ہی ناسور ہو جانا

زمانے کو ہوئی عبرت کسی کا ظلم سُن سُنکر
بُری باتون کا بھی اچھا ہو مشہور ہو جانا

گئے وہ دن کہ مین ہر بزم مین تھا زینت مجلس
غنیمت ہی کسی محفل مین اب مذکور ہو جانا

یہی آغاز اور انجام اُلفت کی علامت ہی
جگر مین داغ پڑنا داغ کا ناسور ہو جانا

کسی جلوے کا یہ بھی ایک ادنی سا کرشمہ ہی
سما کر میری آنکھونمین نظر سے دور ہو جانا

زرا ہی بات پر روٹھے ہین کیا کیا بدگمانی ہی
کہا تھا خلد مین میرے لیئے تم حور ہو جانا

نظر کر شیشۂ مے پر جو ہی نخوت جوانی کی
جھکا دیتا ہے سر آخر بہت مغرور ہو جانا

کسے آئینہ چھاتی سے لگا کر پیار کرتا ہی
ہمین سے ہی یہ شرمانا جھجکنا دور ہو جانا

کبھی ہم دیکھے ہاتھونمین کبھی دل اُنکی مٹھی مین
کبھی معذور ہو رہنا کبھی مجبور ہو جانا

شرف سے تیرے جلوے کے بنا ہی آنکھ کا شرمہ
کہین ہر کوہ کا ممکن ہے کوہِ طور ہو جانا

ستم ہی جسم و جان کا تفرقہ عہدِ جوانی مین
غضب ہے موسمِ گل مین چمن سے دور ہو جانا

وہ مستِ ناز آئے تو دکھا دون تجکو ای ساقی
لنڈھک کر شیشہ و ساغر کا پکناچور ہو جانا

کرینگے اختیار اب ہم بھی یہ شیوہ حسینونکا
کسی سے روز جا ملنا کسی سے دور ہو جانا

محبت دونون جانب سے ہوا کرتی ہی یہ سچ ہی
تجھے مجبور کرتا ہے مرا مجبور ہو جانا

ہٹا کر سامنے سے آئینہ پھر ناز سے کہئیے
نظر سے دور ہو جانا ہی دل سے دور ہو جانا

غمِ جاوید حاصل ہو تو عیشِ جاودان جانون
کوئی دم کیلئے اچھا نہین مسرور ہو جانا

اذیت جانکنی کی اور بھی دیکھی نہ جائیگی
سدھارو میری بالین سے اگر منظور ہو جانا

نظر مین جسکی تو ہی دل نہین سکتا داغ اُس کا
بجا ہے سارے عالم سے مرا مغرور ہو جانا

نہ بھولینگی کبھی چوری چھپے کی یہ ملاقاتین
سرِ شام اُنسے جا ملنا سحر کو دور ہو جانا

حفیظ اچھا سخن تا حشر رہتا ہی زبانون پر
یہ کہتا ہے مرے ہر شعر کا مشہور ہو جانا

ہنگامہ حشر کا دمِ رفتار ہو چکا
ہو اب ہزار بار جو اک بار ہو چکا

زاہد ہے اور بادہ کوثر کی آرزو
سمجھو تو ایک طرح یہ میخوار ہو چکا

اُڑتی رہینگی جیب و گریبان کی دھجیان
اب تو جنون گلے کا مرے ہار ہو چکا

میری سی کہہ چکا دل کمبخت حشر مین
بس جسکا ہو چکا یہ طرفدار ہو چکا

جس بدنصیب کا ہی ترے ہاتھ مین علاج
اچھا تمام عمر وہ بیمار ہو چکا

جب اُس گلی سے دور ہی بستر فقیر کا
ظلِ ہما وہ سایۂ دیوار ہو چکا

جاتی ہی رات وصل کی ہونیکو ہی سحر
مل جائیے گلے سے اب انکار ہو چکا

کب تک لکھو گے زُلف کا مضمون اے حفیظ
خامے کیطرح دل تو سیہ کا رہو چکا

رَدیف بائے موحدہ

جنون کے جوش مین پھرتے ہین ماری ماری آب
اجل لگا دے کہین گور ہی کنارے اب
گیا جو ہاتھ سے وہ وقت پھر نہین آتا
کہان اُمید کہ پھر دن پھرین ہمارے اب
عجب نہین ہو کہ پھر آج ہم سحر دیکھین
کہ آسمان پہ گنتی کے ہین ستارے اب
جب اُسکے ہاتھ مین دل ہو مری بلا جانے
ملے وہ پاؤن سے یا اپنے سر سے وارے اب
عنایتون کی وہ باتین نہ وہ کرم کی نگاہ
بدل گئے ہین کچھ انداز ہی تمہارے اب
یہ ڈر ہے ہو نہ سرِ رہگذار ہنگامہ
سمجھکے کیجئے دربان سے کچھ اشارے اب

حفیظ سوچیئے اس بات مین ہین دو پہلو
کہا ہے اُسنے کہ ہم ہو چکے تمہارے اب

آپ ہی سے نہ جب رہا مطلب
پھر رقیبون سے مجکو کیا مطلب
آرزو میرے دل کی برآئے
سب کا پورا کرے خدا مطلب
کر نہ مجکو سبک رقیبو نمین
یون ہنسی مین نہ تو اُڑا مطلب
رُک گئی بات تا زبان آکر
دل کا دل ہی مین رہگیا مطلب
ضد ہی ضد شیخ و برہمن کی تھی
ورنہ دونون کا ایک تھا مطلب
میری اکبات مین ہین سو پہلو
اور سب کا جُدا جُدا مطلب
غیر کی اور اسقدر تعریف
ہم سمجھتے ہین آپ کا مطلب

اگلی باتون کا ذکر جانے دو ۔۔۔ آج اس تذکرے سے کیا مطلب

خوش ہو نا فہم بھی سب سمجھ کے حفیظ
صاف ایسا ہو شعر کا مطلب

ایسے کو کیا پلائیگا پیر مغان شراب ۔۔۔ توبہ کرو کہان لب زاہد کہان شراب
میخانۂ جہان مین یہ رندون کی ہے دعا ۔۔۔ عمر رواں سے بھی ہو زیادہ رواں شراب
توبہ کا توڑنا بھی ہوا ضعف سے محال ۔۔۔ پچھتا رہا ہون چھوڑ کے مین ناتوان شراب
چھلکا رہا ہے بادۂ گلگون سبوے ابر ۔۔۔ برسا رہا ہے آج خم آسمان شراب
ڈر ہے حجاب دور نہو جائے اسلیے ۔۔۔ پیتا نہین ہے وصل مین وہ بدگمان شراب
وہ مست ہون کہ آئے نکیرین قبر مین ۔۔۔ کوثر کی لیکے میرے لیئے ارمغان شراب
میخانے مین ہے قلقل مینا کی یہ صدا ۔۔۔ یا خوف محتسب سے ہے گرم فغان شراب
اُس مست کی جو چین جبین پہ آگئی ۔۔۔ لینے لگی جگر مین مرے چٹکیان شراب
دو بوتلین شراب کی ہین دونون کاکلین ۔۔۔ آنکھین ہین جام وہ لب آتش فشان شراب
کیا ایک چلو پانی کو ترسا رہا ہے تو ۔۔۔ دیتا نہین ہے کیون مجھے پیر مغان شراب
مین گھل گیا تو شیشے مین آدھی یہ رہ گئی ۔۔۔ مجھ نیم جان کے ساتھ ہوئی نیم جان شراب
اچھی کہی ملیگی شراب طہور کل ۔۔۔ ترسو جناب شیخ کہان تم کہان شراب

اِس شش جہت مین روز ہین چاہیئے حفیظ
معشوق جام شیشہ سبو بوستان شراب

ہر دم یہی دعا ہے گذر جاؤن جی سے اب ۔۔۔ ایسا ہی کچھ اچاٹ ہے دل زندگی سے اب
پہلے تو بے قصور وہ ہم سے بگڑ گئے ۔۔۔ گردن جھکائے بیٹھے ہین شرمندگی سے اب

ہوتا ہی بوالہوس بھی محبت کا مدعی
پرہیز اسلیے ہی ہمین عاشقی سے اب

دنیا سے کچھ غرض ہے نہ مطلب ہے دین سے
ہمکو ہی کام صرف تمہاری خوشی سے اب

افسوس وقت نزع بھی بالین پہ وہ نہین ہے
نکلیگی اپنی جان تری بیکسی سے اب

کس سے نظر لڑی کہ یہ کہنا پڑا اُنھین
ملنا پڑے گا بزم مین ہمکو تم‌ہی سے اب

پوچھین اگر وہ حال تو کہنا پیامبر
مایوس ہو رہا ہی کوئی زندگی سے اب

پھر کیا بنائینگے اگر اُن سے بگڑ گئی
باز آئین ہم بھی نہ تمہاری بدی سے اب

اللہ کسقدر اُنھین دشمن کا پاس ہے
انکار کر رہے ہین مری دوستی سے اب

ہر دم کی التجا نے بگاڑا مزاج دوست
دو روز بھی بنے گی نہ اُس سرکشی سے اب

پھر اے حفیظ اُن سے بڑھاتے ہو رسم و راہ
کہنا وہ یاد ہے نہ ملین گے کسی سے اب

ردیف باے فارسی

مجھسے بگڑے ہین جو بے تقصیر آپ
جائیے کیا ہین مری تقدیر آپ

یہ نہ کہیے کچھ نہ تجھ سے ہو سکا
دیکھیئے گا آہ کی تاثیر آپ

بے تکلف کہیے جو کچھ دل مین ہے
کرتے ہین رُک رُک کے کیون تقریر آپ

حضرت ناصح نصیحت ہو چکی
کیا بدل دین گے مری تقدیر آپ

بے اثر کیون ہے مرا مضمون شوق
جب وہ پڑھتے ہین مری تحریر آپ

میکدے مین بھی ہے عزت شیخ کی
ہین وہان بھی میکشون کے پیر آپ

یہ غزل وہ ہے کہ جسمین اے حفیظ

کر گئے ہین پیروی میر آپ

کو سئیے لیکر نہ میرا نام آپ
دیکھیئے ہو جائینگے بدنام آپ

رات بھر تڑپا کیے ہم خاک پر
سیج پر کرتے رہے آرام آپ

ہجر مین ہوتا جو ہم سے کچھ بھی صبر
وصل کا دن بھیجتے پیغام آپ

حضرتِ دل حُسن والونسے وفا
چھوڑیئے بھی یہ خیال خام آپ

شہرۂ آفاق ٹھہرے حسُن مین
اور کیا پیدا کرینگے نام آپ

کیا ہوا ہمنے اگر پوچھا مزاج
کسلیئے دینے لگے دشنام آپ

اب یہ پچھتانے سے حاصل اے حفیظ
سوچتے آغاز مین انجام آپ

رَدِیفْ تاے فوقانی

یاد ہے پہلے پہل کی وہ ملاقات کی بات
وہ مزے دن کے نہ بھولے ہین نہ وہ رات کی بات

اب وہی ہم ہین کہ تصویر بنے بیٹھے ہین
ہائے وہ دن کہ کیا کرتے تھے بے بات کی بات

کبھی مسجد مین جو واعظ کا بیان سُنتا ہون
یاد آتی ہے مجھے پیر خرابات کی بات

یاد پیری مین کہان اب وہ جوانی کی ترنگ
صبح ہوتے ہی ہمین بھول گئی رات کی بات

شیخ جی مجمعِ رندان مین نصیحت کیسی
کون سُنتا ہی یہان قبلۂ حاجات کی بات

ہاے پھر چھیڑ دیا ذکر عدو کا تمنے
پھر نکالی نہ وہی ترکِ ملاقات کی بات

جب لیا عہد شبِ وصل کہا اُسنے حفیظ
صبح کو یاد رہیگی یہ ہمین رات کی بات

دل مین ہین وصل کے ارمان بہت — جمع اس گھر مین ہین مہمان بہت
آئے تو دست جنون زورون پر — چاک کرنے کو گریبان بہت
میری جانب سے دل اُس کا نہ پھرا — دشمنون نے تو بھرے کان بہت
لیکے اک دل غم کو نین دیا — آپ کے مجھ پہ ہین احسان بہت
ترک الفت کا ہمین کو ہی غم — وہ بھی ہین دل مین پشیمان بہت
دل کے ویرانے کا عالم ہی کچھ اور — ہم نے دیکھے ہین بیابان بہت
خاک ہونے کو ہزارون حسرت — خون ہونے کو ہین ارمان بہت
صدمۂ ہجر اُٹھانا مشکل ہے — جان دینا تو ہے آسان بہت

رشک جن پر ہے فرشتون کو حفیظ
ایسے دُنیا مین ہین انسان بہت

اے کاش نظر آئے اب موت ہی کی صورت — فرقت مین مرے دلکو چین آئے کسی صورت
قربان ہی سر اُسپر جان اُسپہ تصدق ہی — تلوار پری پیکر قاتل ہی پری صورت
اپنا ہی بنانا تھا جب ساری خدائی کو — کیون ایسی بتونکو پھر اللہ نے دی صورت
جب عالم صورت مین کی سیر تو یہ جانا — ہی سارے مرقع مین بس ایک تری صورت
آنکھون مین جو کھب جائے دلمین جو اُتر آئے — نقشہ ہی وہی نقشہ صورت ہے وہی صورت
کرتا نہین اب کوئی جھوٹا بھی کبھی وعدہ — افسوس تسلی کی یہ بھی نہ رہی صورت
مجنون کو جو دیکھا تو اشک آنکھون مین بھر آئے — آغاز محبت مین اپنی تھی یہی صورت
ساقی کی مذمت کا لینا ہے ہمین بدلا — واعظ کو پلانا ہی تھوڑی سی کسی صورت
ہمنے جو تمہین دیکھا اسمین برائی ہی — سب دیکھتے ہین آخر آنکھونسے بھلی صورت

ملجا ؤ حفیظ اُن سے بگڑتا نہین کچھ اب بھی
پھر ربط کی ممکن ہی دو دن مین وہی صورت

ردیف تاے ہندی

دل پر لگا رہی ہے وہ نیچی نگاہ چوٹ
پھر چوٹ بھی وہ چوٹ جو ہی بے پناہ چوٹ

پھوڑا سر اُسکے در سے کہ برسی جنون مین سنگ
مجکو دلا رہی ہے عجب اشتباہ چوٹ

بجلی کا نام سنتے ہی آنکھین جھپک گئین
روکے گی میری آہ کی کیا یہ نگاہ چوٹ

لا پچ اثر کا ہو نہ کہین باعثِ ضرر
ٹکرا کے سر فلک سے نہ کھا جائے آہ چوٹ

مُنھ ہر دہان زخم کا سیتے ہین اسلیئے
مطلب ہے حشر مین بھی نہو داد خواہ چوٹ

ملتی ہے چپ کی داد یہ مشہور بات ہے
جل جائے آسمان جو کرے ضبطِ آہ چوٹ

اُٹھتے ہی دل مین ٹیس جگر مین تپک ہوئی
کرتی ہی درد ہجر سے گو یا نباہ چوٹ

آنکھون کو راس آئے لڑانا نگاہ کا
کیا مفت کھا گیا ہو دل بیگناہ چوٹ

چو کھٹ پہ تیری شب کو ٹپکتا ہے سر حفیظ
باور نہ ہو تو دیکھ جبین سے ہے گواہ چوٹ

ردیف ثاے مثلثہ

شب وصل ہی بحث و حجت عبث
یہ شکوے عبث یہ شکایت عبث

ہوا اُن کو کب اعتمادِ وفا
جتاتے رہے ہم محبت عبث

یہان اب تو کچھ اور سامان ہے
وہ آتے ہین بہرِ عیادت عبث

نصیبون سے اپنے ہی شکوہ ہمین | کرین کیون کسیکی شکایت عبث
مرا حال سنکر وہ ہین بیقرار | کہا کس نے ذکر محبت عبث
فلک مرقدون سے نہ رکھ یہ غبار | مٹا بیکسون کی نہ تربت عبث
سنو نگا تری ہوش مین آ تو لون | ابھی سے ہی ناصح نصیحت عبث
یہ پردہ حسینون کو لازم نہ تھا | چھپاتے ہین یہ اچھی صورت عبث
وہ پہلے سلوک آپکے یاد ہین | مرے حال پر اب عنایت عبث
تکلف مین پھر وہ کہان سادگی | یہ آرایش حسن و زینت عبث

حفیظ اس زمین مین کہو شعر کم
دکھاؤ نہ زور طبیعت عبث

ردیف جیم تازی

گھر کونسا ہے جسمین نہین کچھ نفاق آج | ملتا ہی ڈھونڈھنے سے کہین اتفاق آج
دم بھر کا انتظار بھی ہے جی کو شاق آج | حد سے بڑھا ہوا ہے ترا اشتیاق آج
کل صبح ہوتے ہی وہ سدھارینگے اپنے گھر | جاری مری زبان پہ ہے الفراق آج
کچھ دیر اک بزرگ کی صحبت کے فیض سے | پوچھو نہ میکدے مین رہا کیا مذاق آج
کل راستے مین نامہ گرا آیا نامہ بر | آتا ہے پیش دیکھیے کیا اتفاق آج
واعظ نے کل پڑھا جو محبت کا حال کچھ | رکھی ہوئی کتاب ہی بالاے طاق آج
قاصد چلا ادھر سے ادھر سے پیامبر | دونون طرف بڑھا ہی مگر اشتیاق آج
کل تک تو رات عیش سے اپنی بسر ہوئی | گھیرے ہی شام ہی سے بلاے فراق آج

کیا کام اُس کو اگلے خیالات سے حفیظ
ہو جسکی شاعری کا اچھوتا مذاق آج

کسنے ہنسکر ناز سے پوچھا مزاج
اب مجھے ملتا نہین اپنا مزاج

رات دن لب پر دعا ہی موت کی
پوچھتے کیا ہو دعا گو کا مزاج

دل پھرا میرا بھی جب تیری آنکھ
مین بھی بدلا جب ترا بدلا مزاج

ڈبڈبا آئے میری آنکھون مین اشک
جب کسی نے ہجر مین پوچھا مزاج

چھیڑنا کُڑھنا کڑھانا ہر گھڑی
آپنے پایا ہی کیا اچھا مزاج

باتون باتون مین اُلجھ پڑنا یہ کیا
جائیے کس کام کا ایسا مزاج

نمسے کے فقر دن مین آخر آگئے
کسقدر رہی آپ کا سیدھا مزاج

ہر گھڑی بنتا بگڑتا ہے حفیظ
دل ہمارا ہے حسینون کا مزاج

رَدِیفْ ہائے حُطّی

جان شوخی نے لی حیا کی طرح
کی ادا نے جفا قضا کی طرح

بے نیازی کی شان اے زاہد
کچھ بتون مین بھی ہی خدا کی طرح

اُن کے در پر صدا لگا آنا
دوسرے تیسرے گدا کی طرح

رہنے دے کچھ مری مروت بھی
شرمگین آنکھون مین حیا کی طرح

کیا خرابی ہے اسمین اے زاہد
تھوڑی پی لے اگر دوا کی طرح

اب مروت بھی ان حسینون مین
نظر آتی نہین وفا کی طرح

مٹ کے اُٹھے ہم اُس گلی سے حفیظ
جم کے بیٹھے جو نقش پا کی طرح

کسے قیام یہان عمر جاودان کی طرح
رہا مین وہم کی صورت مٹا گمان کی طرح

ہوا چمن کی کھلاتا ہے ہر سحر صیاد
مزے قفس مین بھی ہین مجکو آشیان کی طرح

دیا نہ راہ عدم مین کسی نے ساتھ مرا
ہر اک نے چھوڑ دیا گرد کاروان کی طرح

بڑا مزہ ہو جو میرا بھی دل بدلجائے
تری نگاہ کی صورت تری زبان کی طرح

کبھی خلاف ہو مجھسے کبھی رقیبون سے
کسی کے دوست نہین تم بھی آسمان کی طرح

کبھی تو گھر مین بھی صیاد کے گرے بجلی
قفس مین آگ لگے میرے آشیان کی طرح

کسی گلی مین کہین رات ہم نے دیکھا تھا
میان حفیظ ٹہلتے تھے پاسبان کی طرح

ردیف خائے معجمہ

وہ بلائین کہین جواب گستاخ
ہون مرے ہاتھ اُنکے لب گستاخ

چڑھ گئے سر رقیب مُنھ پاکر
کوئی ہوتا ہے بے سبب گستاخ

اب یہ تکیہ کلام ہے اُن کا
نام میرا ہے بے ادب گستاخ

ہاتھ ڈالا مرے گریبان مین
اس قدر آپ پہلی شب گستاخ

وصل کی التجا پہ کہتے ہین
تم بہت ہو چلے ہو اب گستاخ

چھیڑ کر رنج مول لیتے ہین
حضرت دل بھی ہین غضب گستاخ

کچھ دنون سے حفیظ اپنا بھی

پڑ گیا تھا کہین لقب گستاخ

ردیف دال مہملہ

دل کو اسی سبب سے ہی اضطراب شاید
قاصد پھرا ہی لیکر خط کا جواب شاید

آنکھین چڑھی ہوئی ہین باتین ہین بہکی بہکی
آئے ہو تم کہین سے پی کر شراب شاید

کیا جانے کس ہوا مین اتنا ابھر رہا ہے
ہستی نہین سمجھتا اپنی حباب شاید

مجھ پر جو وہ سحر سے اسدرجہ مہربان ہین
شب کی دعا ہوئی ہی کچھ مستجاب شاید

بیوپار مے فروشون سے آج چھوٹتا ہو
طے ہو حساب اپنا روزِ حساب شاید

بیمار ہون۔ بندھی ہی دُھن رات دن سفر کی
غربت مین اپنی مٹی ہوگی خراب شاید

پچھلے سے وصل کی شب آثار صبح کے ہین
نکلے گا رات ہی کو آج آفتاب شاید

آیا بہت دنون پر زاہد جو میکدے مین
بھولی ہوئی تھی اسکو راہ صواب شاید

برسات کی کمی سے کیا قدر گھٹ گئی ہی
ایسی کبھی بکی ہو ارزان شراب شاید

اپنے دماغ مین تو اب یہ بسی ہوئی ہی
بہتر ترے پسینے سے ہو گلاب شاید

بزم عدو مین آ کر جسطرح ہم جلے ہین
دوزخ مین ہو کسی پر ایسا عذاب شاید

اشکون سے تر ہوئی تھی یون رات سیج اُنکی
یاد آ گیا تھا کوئی ہنگام خواب شاید

اے شیخ تو ملا کر دیکھ اُن سے عمر اپنی
حورون کا ڈھل گیا ہو اب تو شباب شاید

توبہ حفیظ سے کا پڑ جائے جسکو چسکا
پھر اُس سے مرتے دم تک چھوٹے شراب شاید

ملے دولت وصل فرقت کے بعد
مزہ عیش کا ہے مصیبت کے بعد

وہ اپنی خطا پر جو نادم ہوئے
پشیمان ہوئے ہم شکایت کے بعد

سنا کر ہمین وہ نہون مہربان
محبت یہ کیسی عداوت کے بعد

نہ پوچھیے اُس گھڑی کا مزہ
کہ جب صلح ہو جائے حجت کے بعد

ہوئی سہو خط کی عبارت بھی ہائے
پھرا نامہ بر اتنی مدت کے بعد

ہوئے جاکے رسوا تری بزم سے
نصیبون مین ذلت تھی عزت کے بعد

حفیظ آنکھ ساقی سے شرما گئی
جو تھوڑی سی پی آج مدت کے بعد

زمانے مین رہیگی کیا تری یاد
فقط رہجائیگی نیکی بدی یاد

ابھی کیا دشمنون سے جب ملینگے
کرینگے وہ ہماری دوستی یاد

عدو کی یاد تو آٹھون پہر ہے
ہمین بھی آپ کرتے ہین کبھی یاد

بھلا دے دشمنونکی دشمنی کو
مگر رکھ دوستون کی دوستی یاد

ملا تھا مجکو صحرا سے جنون مین
مجھے مجنون کی ہے آوارگی یاد

محبت نے بھلا دین اور باتین
رہی اک انکساری عاجزی یاد

حفیظ اُسکو محبت کا لگا روگ
غزل جس کو ہماری ہو گئی یاد

یونہین ہر شام سے تا صبح فریاد
ستاتی ہر کسی کی رات بھر یاد

ابھی کسنے تمہین تڑپا دیا تھا
کہو۔ ہے میرے نالون کا اثر یاد

عدم کا دھیان بھولین اہل ہستی
مسافر کو سفر مین ہو نہ گھر یاد

بہت کچھ اپنی جانب سے بھی کہنا
مری باتین بھی رکھنا نامہ بر یاد

مرے غمخوار نے سمجھا کے مجکو
شب غم شام سے جی پر بنی تھی
دم رخصت خدا کو سونپتے ہو
جگر پر اک چھری سی پھر رہی ہے

دلائی اُسکی اک اک بات پر یاد
خدا آیا مگر پھلے پہر یاد
رہیگی یہ محبت بھی مگر یاد
ابھی تک ہے وہ چتون وہ نظر یاد

حفیظ اک شاعری نے سب بھلائی
ہمین لاکھون طرح کے تھے ہنر یاد

ردیف دال ہندی

اسقدر زاہد عبادت پر گھمنڈ
سامنے اُنکے جو قابو مین رہے
ابتو اپنی بیکسی پر ناز ہے
کوہکن سے کیا ہوا انجام کار
کاش سیرت کا بھی کچھ ہوتا خیال
اُنکے قدمون پر گرتا ہون جبین

کاش ہوتا اُسکی رحمت پر گھمنڈ
چاہیے ایسی طبیعت پر گھمنڈ
تھا کبھی اُنکی عنایت پر گھمنڈ
کیا کرے اب کوئی محنت پر گھمنڈ
حسن والون کو ہے صورت پر گھمنڈ
کیون نہو اب مجکو قسمت پر گھمنڈ

شاعری ہے اور یہی چیز اے حفیظ
لوگ کرتے ہین لیاقت پر گھمنڈ

ردیف ذال معجمہ

لکھدے عامل کوئی ایسا تعویذ
یار ہوجائے گلے کا تعویذ

کب مسخر یہ حسین ہوتے ہین
سب یہ بیکار ہے گنڈا تعویذ

نہ ہوا یار کا غصہ ٹھنڈھا
بارہا دھو کے پلایا تعویذ

سر سے گو ذکی بلا جاتی ہے
لائے تو ردّ بلا کا تعویذ

مر کے یہ دل کی تڑپ باقی ہے
شق ہوا میری لحد کا تعویذ

ہر طرح ہوتی ہے مایوسی جب
لوگ کرتے ہین دعا یا تعویذ

آرزو خاک مین دشمن کی ملے
اسلیے دفن کیا تھا تعویذ

اپنے ہاتھون سے جو لکھا اُنے
ہمنے اُس خط کو بنایا تعویذ

جس سے آیا ہوا دل رُک جائے
کوئی ایسا بھی ہے ٹکا تعویذ

دل پسیجا نہ کسی دن اُنکا
روز لکھ لکھ کے جلایا تعویذ

کام لو جذب محبت سے حفیظ
نقش کیا چیز ہے کیسا تعویذ

ردیف رائے مہملہ

مرا دل آگیا ہے اک حسین پر
یہ کہنا تھا کہ وہ بولے ہمین پر

نہ دیکھو آئنہ بن ٹھن کے۔ دیکھو
تمہارا دل نہ آجائے تمہین پر

خراشِ دل نہین سلے چارہ گرۃ
کھدا ہی نام اُسکا اس نگین پر

تمہے دل دینے مین کیا عذر ہمکو
تصدق جان تک ایسی حسین پر

دکھاؤ آنکھ یا تیوری چڑھاؤ
گمان ہی دل چُرانے کا تمہین پر

ستا کر ہمکو دشمن شادمان ہین
ہمارا صبر پڑتا ہے اُنہین پر

خدا کی شان دشمن کا جنازہ
اُٹھائین آپ دوشِ نازنین پر

نکل آیا سیہ بختی مین اک حسن
پسا دل اُسکی چشمِ سرمگین پر

کسی سے جب دُد لڑتے روٹھتی ہین
تو آجاتی ہو اک آفت ہمین پر

نہ نکلے حسرتِ دیدار مین جان
نہ آئے دل کسی پردہ نشین پر

حفیظ ایسی کہی کیا بات تمنے
کہ ابتک ہے شکن اُنکی جبین پر

دل لیکے ہر بشر کا ستمگر نہ چال کر
کھوٹے کھرے سبھی ہین ذرا دیکھ بھال کر

ساقی عبث عبث ہے تجھے محتسب کا ڈر
تھوڑی سی دی بھی دی مجھے پیکو سے ڈھال کر

جب حرص اُبھارتی ہی تو کہتی ہی مجھ سی عار
مرجا مگر کسی سے نہ ہرگز سوال کر

مین خط مین شوقِ دید کہانتک رقم کرون
لے جا تو نامہ بر مری آنکھین نکال کر

مطلب کے آشنا ہین حسین کون کیا ہین
دل کا معاملہ ہے ذرا دیکھ بھال کر

بیٹھین مرے لحد کی نہ رسوا کرین تمہین
پھیرو گلے پہ تیغ تو دامن سنبھال کر

شادی سے غم کی قدر سوا چاہیے حفیظ
تھوڑی سی ہو خوشی تو بہت سا ملال کر

جلاؤ غیر کو بجلی گرا کر
نظر ہمسے ملاؤ مسکرا کر

جو بیٹھے وہ کبھی محفل مین آکر
تو اُٹھے سیکڑون فتنے اُٹھا کر

ہنسو بولو کہ ہے یہ وصل کی شب
نہ بیٹھو آج کے دن منہ بنا کر

کہا اُسنے سوالِ وصل سُنکے
ارے جا ہوش کی اپنے دوا کر

وہ وحشی ہون کہ میری خاک سی بھی
نکلتی ہے صبا دامن بچا کر

خدا جانے وہ کیا سمجھے دم نزع
جو رو دیئے مجکو سینے سے لگا کر

حفیظ ایسی کسی کو کیا پڑی ہے
جو لے جائے وہان تمکو منا کر

میلے نہ تیور انکے ہون گرد و غبار دیکھکر
جائین تھی نہ خوش وہ گھر میرا مزار دیکھکر

وعدہ کسی سے ہو نہو جائین نہ جائین وہ کہین
مجکو تو شک سا ہو گیا شب کا نکھار دیکھکر

میری نظر کی داد دو میری تلاش کو کہو
لاکھون مین چُن لیا تمہین روز شمار دیکھکر

کوئی نہ کوئی تو وفا آگئی یاد اس گھڑی
روئے جو زار زار وہ میرا مزار دیکھکر

گل جو چمن چمن کھلا زخم جگر ہرا ہوا
جوش جنون سوا ہوا جوش بہار دیکھکر

کرتے تھے میرے زخم کی پہلے جو چارہ سازیان
ہنستے ہین اب وہی مجھے سینہ فگار دیکھکر

اُٹھتے نہ تھے قدم مرے تلوون مین تھے یہ آبلے
کہتا ہون مین خضر کو دشت مین خار دیکھکر

کہنے سے زاہدونکے یون توبہ تو لاکھ بار کی
ضبط مگر نہ ہو سکا ابر بہار دیکھکر

اُنکی کہان ہین صورتین جنکی یہ سب ہین صنعتین
روتی ہے گھر مین بیکسی نقش و نگار دیکھکر

خاک مین ہین جو مل گیا اس کا نہین مجھے گلہ
سوئے فلک نہ دیکھئے میرا مزار دیکھکر

اُسنے حفیظ بزم مین اپنے قریب دی جگہ
رشک سے غیر جل مرے میرا وقار دیکھکر

پڑھکر درود ساقیِ کوثر کے نام پر
وہ مست ہون کہ ہاتھ بڑھاتا ہون جام پر

پڑھتے ہین فاتحہ وہ شہیدون کے نام پر
ہنستی ہے موت خضر علیہ السلام پر

تنہا رہے تو دھوپ سے بدتر ہے چاندنی
کیا لطف آپ سوئے اکیلے جو بام پر

کل جنکو مے کے نام سے ہوتا تھا اجتناب
جنت وہ آج بیچتے ہین ایک جام پر

اُٹھنے کو جب ہوئے تو یہ کیا رات دن کی قید
وعدہ تم آج صبح کا ٹالو نہ شام پر

جتنا تھا جس کا ظرف پلائی اُسی قدر
ساقی صد آفرین ہے ترے اہتمام پر

ہم ایسے پاکباز کو واعظ بُرا کہے
ایسے ہی تو لگاتے ہین تہمت امام پر

لاتا ہے کون اُنکی عداوت کو دھیان مین
ہم تو مٹے ہوئے ہین محبت کے نام پر

تھوڑی بچی کچھی جو رہی ہو تو دوست کو
ساقی پلا دے ساقیِ کوثر کے نام پر

آتا ہے یاد اُس سے مجھے امتحان کا وقت
باندھی ہے آج اُسنے کمر قتل عام پر

ساقی کی آنکھ سے نگہ تشنہ لب پڑی
اسکے پڑی نگاہ کچھ اسطرح جام پر

ان کو غرور حسن ہمین عاجزی پسند
اپنی جگہ پہ وہ تو ہم اپنے مقام پر

کروٹین بدل رہا ہون شبِ وعدہ شام سے
اُمید ہنس رہی ہے مرے اہتمام پر

مجھ پر اب اے **حفیظ** ہے انکا دباؤ یون
جس طرح ہو کسی کی حکومت غلام پر

جھکایا سر جو اُسکے آستان پر
دماغِ عجز پہونچا آسمان پر

بیان کو ناز ہے میری زبان پر
زبان کو ناز اس طرزِ بیان پر

جو کہتے ہین وہی ہوتا ہے اکدن
ہمین بھی ناز ہے اپنی زبان پر

مرین اس زندگی پر حضرتِ خضر
کرین تکیہ حیاتِ جاودان پر

بہار اُس باغ کی کیا تھی نہ پوچھو
بلا کا روپ ہے جسکی خزان پر

جفاؤن پر بھی یہ پاسِ وفا ہے
شکایت آ نہین سکتی زبان پر

زمانہ ذکرِ اُلفت کا ہے مشتاق
لگے ہین کان میری داستان پر

تڑپئے رات دن کبتک قفس مین
کہین بجلی گرے بھی آشیان پر

وہان فرصت نہین ہی کو سنے سے
یہان ہر دم دعا اپنی زبان پر

مری اُفتادگی سے ہے طرفہ معراج
گرا یا ضعف نے اُس آستان پر

اُٹھا کر کوثر و تسنیم سے ہاتھ
ڈٹا ہون اب درِ پیر مغان پر

ہم اُنکے وہ ہمارے ہو رہینگے
یہ ٹھہری صفائی امتحان پر

بلندی کو نظر آتی ہے پستی
زمین چھائی ہوئی ہی آسمان پر

یہین سی کرتے ہین کعبے کو سجدہ
رگڑتے ہین جبین اک آستان پر

چلے ہی آتے ہین صرصر کے جھونکے
گرا نہی پڑتی ہی برق آشیان پر

وہان سے جھڑکیان کھا کر جو نکلے
نکالا خوب غصہ پاسبان پر

حفیظ اُستاد کی تقلید کیسی
بھروسا چاہیئے اپنی زبان پر

اکڑے نہ سرو آمدِ فصلِ بہار پر
آزاد ہے تو جبر [illegible] اختیار پر

گھر کر برس رہی ہے گھٹا سبزہ زار پر
گلکاریان ہین دامن ابر بہار پر

برگشتگی بڑھی جو نظر اُن کی پھر گئی
طرہ ہوا یہ گردشِ لیل و نہار پر

زلفین بکھر گئی ہین تو عالم ہی اور ہے
اچھا پھبا ہی سوگ مرے سوگوار پر

جب سے کسی نے دست تسلی اُٹھا لیا
رکھے ہون دونون ہاتھ دل بیقرار پر

جھکتی ہی بار بار جو اُٹھکر حیا سے آنکھ
شوخی نثار ہے نگہ شرمسار پر

گر پڑکے اُس گلی مین پہونچتا ہی بار بار
ہمت کا خاتمہ ہے ہمارے غبار پر

تم بات کے دھنی ہو نہ پورے ہو عہد کے
آخر کوئی اُمید ہو کس اعتبار پر

کسطرح کوئی پیار کرے ہر حسین کو
سچ ہی کہ ایک دل نہین آتا ہزار پر

نکلے جو منہ سے اُف تو زبان قطع کیجئے
کیا اختیار گریۂ بے اختیار پر

پامال ہو گیا کبھی برباد ہو گیا
کیا کیا ستم ہوئے مری مشت غبار پر

اُنکے دیئے ہوئے یہ محبت کے پھول ہین
صدقے ہزار باغ دل داغدار پر

برسات مین حلال ہے توبہ کا خون بھی
بجلی نہ گر پڑے کسی پرہیزگار پر

آنے مین اُنکو عذر ہی جانے مین ہمکو عذر
مجبوریان ہین دونون طرف اختیار پر

مجرم وہ ہین کہ شان کریمی خدا گواہ
کرتے رہے گناہ ترے اعتبار پر

عبرت سمان دکھاتی ہی غربت کی موت کا
روتے ہین راہگیر ہمارے مزار پر

اظہار درد ہجر سے بیچین ہے کوئی
الزام آگیا دل ناکردہ کار پر

دُنیاے بے ثبات کی اللہ رے ہوس
مرتے ہین لوگ زندگی مستعار پر

تڑپا رہی ہے ہجر مین برسات ای حفیظ
گرتی ہے روز برق دل بیقرار پر

ردیف زاے معجمہ

ہرادا سے ہو جسکی پیدا ناز
کیون نہ کہیئے اُسی سراپا ناز

لیکے دل مل رہے ہین تلوون سے
اچھے غمزے ہین اور اچھا ناز

زلف بکھرا کے منہ چھپا لینا
ہاے یہ ناز ہے بلا کا ناز

چار دن ہے یہ حسن کا عالم
حسن والو کروگے پھر کیا ناز

کچھ نہین حد سے بھی گذر جاتا
کیجیے ناز لیکن اتنا ناز

ناز بردار ہم تمہارے ہین
اور رکھا ہے کب اُٹھیگا ناز

۱۷۵۳۱

وہ جنازہ اُٹھائے وائی نصیب — مرگئے ہم اُٹھا کے جس کا ناز
جل گیا طور غش ہوئے موسیٰ — اک جھلک مین تھا یہ کرشما ناز

دل کی حالت حفیظ کیا کہیئے
ورنہ ہم اور اُٹھائین بیجا ناز

ردیف سین مہملہ

کیا اُنکی نذر کیجیئے اب کیا رہا ہی پاس — ...بال ہر نہ دل مبتلا ہی پاس
مجکو کسی گلی مین یہ گھیرے ہوے ہی وہم — سائے کو جانتا ہون کہ کوئی کھڑا ہی پاس
بازو پہ باندھ لی ہی کسی شئے کی اک ڈلی — کھائینگے وقت پر کہ یہ اچھی دوا ہی پاس
منظور جو سیر ہے بازار حسن کی — پوچھو یہ بوالہوس سے کہ جنس وفا ہی پاس
ظلمت ٹھہر سکی ہے کہین نور کے قریب — دوری بتون سے ہو تو سمجھیئے خدا ہی پاس
اس وقت پر چھپے نہ کسی کا غرور حسن — آئینہ سامنے دل نا آشنا ہی پاس

جیتے ہین آج تک کسی اُمید پر حفیظ
ڈھارس ہی جس سے ایک یہی آسرا ہی پاس

سنتے ہین اب نہ رہا ہونگے گرفتار قفس — یونہین مرجائینگے گھٹ گھٹ کے سزاوار قفس
ذبح کرتا ہی تو اتنا ہی بتادے صیاد — مین گنہگار چمن ہون کہ گنہگار قفس
ایک اُمید رہائی کی یہی باقی ہے — چھوڑ دے جان ہی لیکر کہین آزار قفس
مجھ گرفتار کو کیا سیر چمن کی اُمید — میرے صیاد سے اُٹھتا ہی نہین بار قفس

دھری قیدین مرے اکدم کو ہین ہستی کی حفیظ

دل گرفتار ہوس روح گرفتار قفس

ردیف شین معجمہ

قاصد کو وہان لیگئی انجام کی خواہش
اسے کاش بر آئے کسی ناکام کی خواہش

اے پیر خرابات ادھر بھی نظر لطف
لائی ہے مجھے کھینچکے اِک جام کی خواہش

دل آتے ہی آئی ہی دعا موت کی لب پر
آغاز محبت مین ہے انجام کی خواہش

اے موت مجھے منزل اول پہ لگا دے
پوری ہو کہین گردش ایّام کی خواہش

پھر مین اُسے دینے کو چلا آج دعائین
پھر مجکو وہان لے چلی دشنام کی خواہش

دن بھر ترا دیدار ہو شب بھر ہو ترا وصل
یہ صبح کے ارمان ہین وہ شام کی خواہش

مدت سے یہ تکلیف کی خوگر ہے طبیعت
آجائے اجل ہو اگر آرام کی خواہش

دل مین نہ بہت حسرتِ دُنیا کو جگہ دے
اچھی نہین ہوتی ہی بُرے کام کی خواہش

شاعر کے سوا ایسے حفیظ اور ہین کچھ لوگ
دُنیا مین مٹاتی ہے جنھین نام کی خواہش

جب دل سے گئی اُنکی ملاقات کی خواہش
باقی نرہی پھر تو کسی بات کی خواہش

آئے وہ زمانہ کہ وہ مہمان ہون اپنے
حسرت ہی اسی دنکی اسی رات کی خواہش

اب شام کے نالے یہی تاثیر دکھا دین
پھر وقت سحر ہو نہ مناجات کی خواہش

القاب ترے اور حسینون کو لکھین گے
چھیڑیگی جواب حرف وحکایات کی خواہش

تصویر حفیظ اُنکی طلب کرتے ہین اُنسے
حضرت کو ہوئی ہی نئی سوغات کی خواہش

ایسے کہین کے لوگ نہین مبتلاۓ عیش
پھیلی ہوئی ہی ہند مین گھر گھر وباۓ عیش

کچھ پوچھیے نہ عہد جوانی کے ولولے
انسان کو سوجھتی ہی نہین کچھ سواۓ عیش

زاہد کو خلد کی۔ کبھی کوثر کی موج ہے
کیا کیا اُڑاۓ اُڑاۓ پھرتی ہی اسکو ہواۓ عیش

بستر لگائین ہم بھی کبھی زیرِ قصرِ یار
ڈالے ہمارے سر پہ کبھی سایہ ہماۓ عیش

انسان بہت نہ خوگرِ راحت ہوۓ **حفیظ**
وہ مبتلاۓ غم ہے جو ہے مبتلاۓ عیش

یارب مرے دماغ تک آۓ نہ بوۓ عیش
دل مین جگہ کرے نہ کبھی آرزوۓ عیش

زاہد ترا بہشت بھی راحت کی ہی جگہ
ہم تو کسی گلی کو سمجھتے ہین کوۓ عیش

مسند سے کم نہین ہے فقیرون کا بوریا
اپنی نظر مین خاک نہین آبروۓ عیش

دو دشمنونکے دور مین راحت کہان نصیب
تو ہی عدوۓ جان تو فلک ہی عدوۓ عیش

بیٹھا ہوا ہے اب یہ مصیبت سے دل **حفیظ**
جاتا نہین خیال بھی اپنا تو سوۓ عیش

ردیفِ صاد مہملہ

اسقدر بیتاب ہی کیون آج میری دلکی حرص
آگئی شاید کچھ اسمین خنجرِ قاتل کی حرص

نکلے جنگل سے ادھر بھی آگیا ہون شوق مین
کھینچ لائی مجکو محشر مین کسی محفل کی حرص

ٹھوکرین در در کی کھاتا ہون اسیکے ہاتھ سے
کھوۓ دیتی ہی مجھے دنیا سے میرے دل کی حرص

ہاتھ ہی قاتل کا نازک کند ہی خنجر کی دھار
دیکھیے مٹتی ہی کیونکر اب دلِ بسمل کی حرص

طالبِ دنیا نہوگا سیر دولت سے **حفیظ**

جسقدر پائیگا بڑھتی جائیگی دل کی حرص

رَدِیف ضَاد مُعجَمہ

یون اُٹھا دے ہمارے جی سے غرض ہو نہ تیرے سوا کسی سے غرض

وہ منائیگا جس سے روٹھے ہو ہمکو منت سے عاجزی سے غرض

یہ بھی احسان ہے قناعت کا اپنی اٹکی نہین کسی سے غرض

یہ محل بھی مقام عبرت ہے آدمی کی ہو آدمی سے غرض

دردمندون کو کیا دوا سے کام غم نصیبون کو کیا خوشی سے غرض

حسن آرائشون کا ہو محتاج اُسکو آئینے آرسی سے غرض

چور ہین نشۂ محبت مین مے سے مطلب نہ میکشی سے غرض

دیر تک دید کے مزے لوٹے خوب نکلی یہ بیخودی سے غرض

بے نیازی کی شان ہی یہ نہین اُس کو بندونکی بندگی سے غرض

تیری خاطر عزیز ہے ورنہ مجکو دشمن کی دوستی سے غرض

ہم محبت کے بندے ہین واعظ ہم کو کیا بحث مذہبی سے غرض

دیر ہو کعبہ ہو کلیسا ہو اُسکی دھن اُسکی بندگی سے غرض

شیخ کو اس قدر پلاتے کیون میکشون کو تھی دل لگی سے غرض

اس کو سمجھو نہ خطِ نفس حفیظ
اور رہی کچھ ہے شاعری سے غرض

اچھا ہو وہ سُنے نہ مری التجا غرض کیون اپنے دل کا بھید کہو کوئی کیا غرض

یہ کیا کہا کہ مجکو رقیبون سے کیا غرض / ملتا نہین ہو کوئی کسی سے بلا غرض

ہمکو ہو رشکِ غیر یہ کہنے کی بات ہو / ہم کیون جلین کسی سے ہمین واسطا غرض

دیتے ہین جھڑکیان وہ مجھے عرضِ حال پر / بیدرد سے کسی کی نہ ڈالے خدا غرض

ناکام جسکے واسطے پھرا ہون ہزار بار / اُنکی اُسی سے جاکے مری بارہا غرض

خواہش ہو اُسکی اور مری آرزو ہو اور / مطلب مرا جدا ہے عدو کی جدا غرض

خواہش ہی پر مدار ہو ہر کام کا حفیظ
دُنیا کے کاروبار کی ہے رہنما غرض

ردیف طاء مہملہ

کچھ میکدے ہی مین نہین جانے سے احتیاط / گھر پر بھی اب ہو پینے پلانے سے احتیاط

پلکون سے چاہتا ہون وہ گیسو سنوارنا / کرتے ہین لوگ غیر کے شانے سے احتیاط

تم میہمان کہین نہ سہی میزبان سہی / لازم ہو پھر بھی روٹھ کے جانے سے احتیاط

اب جانیے بھی دل نہ ہمارا دُکھائیے / کرتے ہین بیکسون کے ستانے سے احتیاط

رکھتے ہو اب زمین پہ قدم پھونک پھونک کر / ہم کو مٹا کے حشر اُٹھانے سے احتیاط

وہ جانتے ہین وسعتِ تقریر ہی نہین / ہم کرتے ہین بات بڑھانے سے احتیاط

جسکو جلا جلا کے کیا آپ ہی نے خاک / اُسکی لحد پہ شمع جلانے سے احتیاط

اک طرح کا سوال دعا مانگنا بھی ہے / مرنا قبول ہاتھ اُٹھانے سے احتیاط

اے ہمنشین نہ چھیڑ محبت کا تذکرہ / کانون کو اب ہو ایسے فسانے سے احتیاط

تم ہی نہین تو ساری خدائی سے کیا غرض / دنیا سے احتیاط زمانے سے احتیاط

کل تک تھی جسکی دیدۂ و دلمین جگہ حفیظ
پہلو مین آج اُسکو بٹھانے سے احتیاط

ردیف ظاۓ معجمہ

اُٹھ گیا جی سے زندگی کا لحاظ
اسقدر حد ہے بیکسی کا لحاظ

چھیڑ کر بزم مین یہ سُننا تھا
پیچ ہے تمکو نہین کسی کا لحاظ

غیر کی بات کا خیال آتا
کچھ تو ہو میری عاجزی کا لحاظ

حور کا نام سُن کے کانپ اُٹھے
اس قدر بھی نہو کسی کا لحاظ

وقت پر سب کو آزما دیکھا
کون کرتا ہے دوستی کا لحاظ

چھپکے ملنے کا وعدہ اُسنے کیا
اب تو کرنا پڑا سبھی کا لحاظ

دور رکھتا ہون شمع بالین سے
یہ شبِ غم ہے بیکسی کا لحاظ

زاہدون سے چھپا کے پیتا ہون
اب بھی آتا ہے میکشی کا لحاظ

خواہش دید تھی جو اے موسیٰ
پہلے کرنا تھا بیخودی کا لحاظ

اک زمانہ اُنھین کا ہے گاہک
اب کہانتک ہو ہر کسی کا لحاظ

دیکھتے ہم رقیب کی آنکھین
یہ بھی ہے حضرت آپ ہی کا لحاظ

شعر تہذیب سے گرے نہ حفیظ
ہے اگر پاک شاعری کا لحاظ

ردیف عین مہملہ

پھر دے رہا ہی دل کہین آنیکی اطلاع
آنا ہی دل کا جان سے جانیکی اطلاع

کس کسکے دل مین تیر نظر سے چھید کئے
ناوک فگن کو ہوگی نشانیکی اطلاع

وحشت مجھے قرار سے رہنے بھی دیگی کہین
کیا دون کسی کو اپنے ٹھکانیکی اطلاع

کل پیش ہوگا کاتب اعمال کا لکھا
حاکم کے پاس جائیگی تھانیکی اطلاع

غفلت کی نیند اور بھی سوتا یہ آدمی
ہوتی اگر نہ موت کے آنیکی اطلاع

افلاک پر دماغ ہی اس مشت خاک کا
کسنے بناکے دی ہے مٹانیکی اطلاع

دشوار تاب ضبط ہی ہشیار اے فلک
دیتا ہون تجھکو آگ لگانیکی اطلاع

غنچے چٹک رہے ہین چہکتی ہی عندلیب
گلشن مین ہی بہار کے آنیکی اطلاع

افسوس اپنے حال کی اسکو خبر نہین
ہوتی ہے جسکو ایک زمانیکی اطلاع

تسکین اضطراب ہی وعدی کی شب **حفیظ**
دل کی تڑپ ہے یار کے آنیکی اطلاع

سو بناؤ ایک اسکی سادی وضع
سادگی مین بھی ہے انوکھی وضع

ایک عالم سے ہے نرالی وضع
اس سے ملتی نہین کسیکی وضع

چھوڑ کر ہم کو وہ عدو سے ملے
اس کو کیا کہئے اپنی اپنی وضع

رنگ کیا کیا زمانے نے بدلے
ایک اپنی کبھی نہ بدلی وضع

دوش پر ہے کمان کمر مین تیغ
کس غضب کی ہی بانکی ترچھی وضع

حسن اور اسپہ حسن آرائش
اچھی صورت اور اسپہ اچھی وضع

تم سے ملکر نہ ہم کسی سے ملے
کس نے یون عمر بھر نباہی وضع

جامہ زیبی حسینون پر ہے ختم
انکی ہر وضع ہے بلا کی وضع

مٹ گئے اے **حفیظ** کیا کہنا
خوب ہی آپ نے نباہی وضع

ردیف غین معجمہ

غرور کیا جو ہوا حسن عارضی کو فروغ
سمجھ لو چار ہی دن تک ہے چاندنی کو فروغ

نگاہ دیکھ چکے خوب حسن والون کی
ہماری آنکھ کے ہوتے ہوا کسی کو فروغ

کیا ہی کون ومکان ایک اسکے جلوے نے
کہین ملک سے ہوا بڑھکے آدمی کو فروغ

ہمارے سامنے جمتا نہین کسی کا رنگ
تمہارے سامنے ہوتا نہین کسی کو فروغ

عجب نہین کہ گھٹے قدر سچے موتی کی
کہ آجکل ہی زمانہ مین جھوٹ ہی کو فروغ

جہان مین ذکر رہا قیس کی محبت کا
زہے نصیب کہ ہوتا ہی عاشقی کو فروغ

بجھی ہوئی ہے طبیعت **حفیظ** کیا کہئے
رہا نہ اپنے زمانے مین شاعری کو فروغ

ردیف فا

جو ہو چکے ہین زمانے کے حال سے واقف
وہ لوگ ہونگے ہمارے خیال سے واقف

کچھ اور سے کہ نہ دے دولت قناعت دی
مری زبان نہو یارب سوال سے واقف

دغا فریب ہین مشہور ان حسینوں کے
وہ کون ہی جو نہین انکی چال سے واقف

ادھر جو ترک محبت کا وہم دل مین ہوا
ادھر وہ ہو گئے میرے خیال سے واقف

تجھی پہ کیا ہے بہت ایسے لوگ ہین ناصح
کہ وہ ہوے نہ محبت کے حال سے واقف

غم فراق کی ہمسے مصیبتین سُنیئے	نہ کیجئے ہمین عیش وصال سے واقف

زمانے کی یہ ہے بیقدریون کا حال حفیظ
ہوئے نہ آپ ہم اپنے کمال سے واقف

بڑھ چلے ہین پاؤن وحشت مین بیابان کیطرف	دوڑتے ہین ہاتھ اپنے جیب وگریبان کیطرف
اسلیے جاتے نہین ہم کوی جانان کیطرف	رشک کہتا ہے کہ دیکھے کون دربان کیطرف
دیکھکر وصل گل وبلبل یہ شرمائے وہ آج	آئین پھر سیر کو شاید پھر گلستان کیطرف
یہ بگولے اُٹھ رہے ہین کسکے استقبال کو	کون آج آنے کو ہے کوے غریبان کیطرف
بڑھ رہی ہین اُنکی زلفین پھانسنے کو دل مرا	جھک رہا ہے غول پریونکا سلیمان کیطرف
آدمی کا آدمی ہر حال مین ہمدرد ہو	اک توجہ چاہیئے انسان کو انسان کیطرف
فاش ہو پردہ نہ اُس پردہ نشین کے عشق کا	دیکھتے ہین سب مرے چاک گریبان کیطرف
دشمنون کے دل مین بھی ہے زمزمہ سنجونکی قدر	آنکھ ہے صیاد کی مرغ خوش الحان کیطرف
پھر گل وبلبل مین کوئی تفرقہ پڑنے کو ہے	آج پیرہن کرکے جاتے ہین گلستان کیطرف
اے زلیخا پاکدامانی کا تیری کیا ثبوت	بڑھ گئے دستِ ہوس یوسف کے دامان کیطرف

بتکدے مین پائے بت پر سر جھکائے ہے حفیظ
برہمن تکتے ہین اُس مردِ مسلمان کیطرف

یہ دن اور مجھ پہ یہ بیداد صد حیف	قفس اور فصل گل صیاد صد حیف
کیا تونے مجھے برباد صد حیف	ارے او بانیِ بیداد صد حیف
بتون کا حسن دیوانہ بنا دے	بشر بھولے خدا کی یاد صد حیف
نہ پہونچی کان تک اُسکے نہ پہونچی	ہوئی کیا رائیگان فریاد صد حیف

جو اپنے عہد و پیمان بھول جائے
ہمین تڑپائے اُسکی یاد صد حیف

کہان کس وقت تجکو موت آئی ہے
تری ناکامیان فسرہاد صد حیف

محبت مین فلک کتنون پہ ٹوٹے
پڑی کس کس پہ یہ اُفتاد صد حیف

تجھے تو ذبح کرنا بھی نہ آیا ہے
مرے قاتل مرے جلاد صد حیف

حفیظ اُن سے ہوا قطعِ تعلق
چھٹا ھم سے عظیم آباد صد حیف

ردیف قاف

کوئی جہان مین نہ یارب ہو مبتلائے فراق
کسیکی جان کی دشمن نہو بلائے فراق

ہزار طرح کے صدمے جو ہون گوارا ہین
مگر اُٹھا نہین سکتا ہو دل جفائے فراق

لبون پہ جان ہو اب صدمہای دوری سی
خبر وصال کی دیتی ہو انتہائے فراق

زبان بند ہو یہ جوشِ غم کا عالم ہے
بیان ہو نہین سکتا ہو ماجرائے فراق

کرین جو ضبط کلیجے سرا ہیئے اُسکے
کہ آسمان کو ہلاتی ہین نالہائے فراق

تڑپ رہا ہون کہین جان بھی نکلجائے
خدا کرے کہ کہین ہو بھی انتہائے فراق

جدا حفیظ ہوا کون تیرے پہلو سے
لبون پہ آٹھ پہر ہی جو ہائے ہائے فراق

دلکو ہے اُس رہگذر کا اشتیاق
ہو گیا حج کے سفر کا اشتیاق

قصر جنت کی تمنا کیا کرون ہے
رہنے دیگا اُسکے گھر کا اشتیاق

ایک پر اب ایک کو ترجیح ہے
کم نہین دل سی نظر کا اشتیاق

جھومتا ہون سنگ اسود چوم کر
دیکھنا اُس سنگ در کا اشتیاق

صبحدم وہ بلبل و گل کا ملاپ
دونون جانب ہے اثر کا اشتیاق

پڑ گیا لپکا کسیکی دید کا
کم نہوگا اب نظر کا اشتیاق

خشک اگر ہوگا لہو تو نہین حفیظ
جان لے گا شعر تر کا اشتیاق

ردیف کاف تازی

ہر چند تجھے رونا ہر شب ہے مگر کبتک
تو ساتھ مرا دیگی اے شمع سحر کبتک

اللہ تک انسانکی ممکن ہے رسائی جب
اپنا کسی محفل مین ہوگا نہ گذر کبتک

در تک بھی نہ تو آئے اللہ رے استغنا
چوکھٹ پہ تری آخر ٹپکے کوئی سر کبتک

ملجائے منجم تو دریافت کرون اُس سی
آئیگا مرے گھر مین وہ رشک قمر کبتک

جب یاد نہین رہتی وعدہ کی گھڑی تمکو
پھر راہ کوئی دیکھے ہر شام و سحر کبتک

غم کیا جو ہوے رسوا آغاز محبت مین
انجام یہی ہوتا چھپتی یہ خبر کبتک

ناصح کی نصیحت سے ٹھہرا تو ہے دل لیکن
اب دیکھیے رہتا ہے اسکا بھی اثر کبتک

دیکھین تو کہانتک ہے غم اپنے نصیبون مین
غیرون کی خوشی انکو ہو مد نظر کبتک

آنکھین نہ ملاؤگے کیا سر نہ اُٹھاؤگے
کچھ باتین کرو صاحب یہ نیچی نظر کبتک

رو دھو کے کیا تو کچھ آنکھون نے علاج اسکا
اب دیکھیے بھرتا ہے ناسور جگر کبتک

تنگ آکے کبھی کرنا فریاد و فغان تا کے
دل کو کبھی سمجھانا ہوگا نہ اثر کبتک

دامن سے کسینے بھی آنسو نہ کبھی پونچھے
بیکس کیطرح رونا اے دیدۂ تر کبتک

جس رات کی ہر ساعت اک دن ہی قیامت کا
اُس شام کی اب دیکھین ہوتی ہی سحر کبتک

آخر کو یہ تنگ آکر غمخوار بھی کہہ اُٹھے
بیٹھا کوئی سمجھائے اب آٹھ پہر کبتک

للہ حفیظ اُٹھکر اب سوے وطن چلیے
بیکار بھی اے حضرت یہ عزم سفر کبتک

کیا ہوگا حال جوشش جنونکا بہار تک
باقی نہین ابھی سے گریبان مین تار تک

رخصت ہین گو کہ ہجر مین صبر و قرار تک
کرنا ہے پھر بھی ضبط ہمین اختیار تک

ہم کبکے مر چکے تھے جدائی مین ای اجل
جینا پڑا کچھ اور ترے انتظار تک

وحشت مین خاک چاک گریبانیان ہوین
پہونچے نہ ہاتھ جب تک ہی گردنکی ہار تک

سچ ہی کہ ایک دم سی ہی سو طرح کی خوشی
ساری چہل پہل ہی چمن مین بہار تک

ٹوٹی اگر اُمید تو اُکھڑے گا دم مرا
ٹھہرا ہے زندگی کا مدار انتظار تک

اُڑتی ہے خاک جب سے مٹا قبر کا نشان
رونق تھی بیکسی کی ہمارے مزار تک

ہم خود ہین توبہ کرنے کو زاہد مصر نہو
پینے دے ہمکو اور بھی ابکے بہار تک

وہ کیا کہ پوچھتی نہین کمبخت کو اجل
ساری مصیبتین ہین دل بیقرار تک

اُسکے کرم سے پھر ہون کہین کم مری گناہ
اب سے کرون شمار جو روز شمار تک

اُن کا نظارہ دور سے ہو یا نہو حفیظ
جانا ہمین ضرور ہے اُس رہگذار تک

عیادت کو میری وہ آئے نہ ابتک
اجل اب دکھائیگی تو راہ کب تک

ستا کر مجھے وہ مرا ضبط دیکھین
زبان کاٹ ڈالون جو ہلجائین لب تک

ہمین بھی ضد اس بات کی آگئی اب
نہ جائینگے ہم وہ نہ آئینگے جب تک

کبھی وصل پر کیا وہ راضی نہو نگے
یہ انکار دیکھین تو رہتا ہی کب تک

یہ پہلے ہی دن کیون لحد مجھ سے لپٹی
دلہن بات کرتی نہین ایک شب تک

مری جان آنکھون مین اٹکی رہیگی
مجھے دیکھنے تم نہ آؤ گے جب تک

حفیظ اب یہ ہی دھوم تیرے سخن کی
کہ شہرہ ترا ہند سے ہی عرب تک

غش ہوئے موسیٰ پہونچکے طور تک
سوچیے اس بات کو اب دور تک

سو نصیحت کی ہے ناصح ایک بات
کم ہی بولے آدمی مقدور تک

تھے ہمین ہم بزم دخلوت مین جہان
اب وہان اپنا نہین مذکور تک

دیکھنے والے کہان پہونچے نہین
رہ گئے موسیٰ تو کوہ طور تک

حسن مین تیرا کوئی ثانی نہین
آگئی زاہد کی انس مین حور تک

شیخ پر ہے میکشی کا اتہام
آپ تو کھاتے نہین انگور تک

سامنے کے یہ نہین مضمون حفیظ
اب نظر جاتی ہے اپنی دور تک

قفس کی سختیان جھیلین یہانتک
پھڑک کر روح پہونچی آشیان تک

رسا قسمت جو ہی پہونچے گا اک دن
ہمارا سر کسی کے آستان تک

نہ ہو گا گالیون کا سلسلہ ختم
دعائین دے کوئی کبتک کہان تک

کسی کے رعب نے لب سی دیے ہین
کبھی دل کی نہ آئے گی زبان تک

سمجھ لے آدمی انجام اپنا
امید زندگی آخر کہان تک

مچا ہے میکدے مین جشن نوروز
مزے مین آج ہے پیر مغان تک

یہ مہندی پاؤن کی کیا چھوٹ جاتی
جو آپ آتے کبھی میری مکان تک

ارے او بدگمان کچھ انتہا بھی
ہمین تو آزمائیگا کہان تک

سہارا تھا اک آوازِ جرس کا
خدا ہے اب پہونچون کاروان تک

ترے کوچے مین یہ ہنگامہ یہ بھیڑ
زمین کا شور پہونچا آسمان تک

نہ ٹھہرا نجد مین ناقہ نہ ٹھہرا
ہوا مجنون کا دشمن ساربان تک

ترے کشتونکی حورین بھی ہین مشتاق
کہان کی بات پہونچی ہے کہان تک

شبِ قدر اپنی تھی صبحِ شبِ وصل
وہ عالم تھا زمین سے آسمان تک

مناسب ہے حفیظ اب مے سے توبہ
پہونچے قرض کی حضرت کہانتک

ردیفِ کافِ فارسی

پاک طینت ہین میکدے کے لوگ
ڈھونڈھنے سے ملینگے ایسے لوگ

چھپ کے کچھ اور ہوتے ہین ظاہر
اچھی صورت کیطرح اچھے لوگ

تیرے چھینٹون مین آنے کو واعظ
کچھ وہ مسجد ہی کے ہین کچے لوگ

حضرتِ شیخ جو کہین سن لو
انکی کیا بات ہین یہ اگلے لوگ

منہ دکھاے قضا تو دیکھین ہم
کس ادا پر ہین اسکی مرتے لوگ

میرے ساقی کے دور سے پہلے
بے پئے بھی بہک گئے تھے لوگ

ان حسینون کے عہد۔ کیا کہنا
ایسے ہوتے کہان ہین سچے لوگ

کل جو اورون کے ذکر کرتے تھے
آج کرتے ہین انکے چرچے لوگ

پہلے ہو گی حرام اے زاہد	اب تو پیتے ہین اچھے اچھے لوگ
تم رقیبون مین خوبیان ڈھونڈھو	ہم کو جچتے ہین ایسے ویسے لوگ

اُٹھ گئے اے **حفیظ** دنیا سے
اپنی صحبت کے کیسے کیسے لوگ

ردیف لام

آ گیا تھا ایک دن ترک محبت کا خیال	سرنگون رکھتا ہے ابتک اُس ندامت کا خیال
یہ سمجھکر مجھسے بیدل ناصح مشفق نہو	کون کرتا ہے محبت مین نصیحت کا خیال
رہ گئے قصدِ سفر پر اپنے اُٹھ اُٹھکر قدم	جب وطن مین آگیا دشتِ مصیبت کا خیال
دل سے پھر دن ہی کیا کرتا ہون قسمت کا گلہ	ٹالتا ہون اس طرح اُنکی شکایت کا خیال
منفعل ہونے نہین دیتا گناہون پر مجھے	کسقدر تسکین دہ ہے اُنکی رحمت کا خیال
بھول جائے وصل مین ممکن ہے صدمہ ہجر کا	عیش مین قائم نہین رہتا مصیبت کا خیال
آگئی بوئے ریا تھا جو طاعت مین لگاؤ	مجکو دوزخ مین لیے جاتا ہے جنت کا خیال
ایکدن جس سے ملا اُس سے نباہے رسم و راہ	آدمی کو چاہیے صاحب سلامت کا خیال
مین کچھ اپنی جان کا دشمن تو ہی ناصح نہین	دل سے جاتا ہی نہین اُس بیمروت کا خیال
لوگ رکھتے ہین مرقع مین حسینونکی شبیہ	ہمنے دلمین رکھ لیا اک اچھی صورت کا خیال

اور بھی سو طرح کے صدمے ہین لیکن اے **حفیظ**
جان لیوا ہے محبت مین رقابت کا خیال

دشمن بھی یہ کہے جو سنے میرے جی کا حال	ایسا خراب ہو نہ الٰہی کسی کا حال

فرقت مین آکے موت بھی بالین سے پھر گئی
دیکھا گیا نہ اُس سے مری بیکسی کا حال

بہیرون ہو دل پہ ہاتھ یہ ہو اختلاج قلب
دم بھر جو کان رکھکے سنو میری جی کا حال

حاتم کا ذکر خیر ہو قارون کے سامنے
لازم نہین بخیل سے کہنا سخی کا حال

جو ہین وہ گون کے یار غرض کے ہین آشنا
دنیا مین آجکل ہے یہی دوستی کا حال

شہرہ جمال دوست کا سنکر ہوا ہون غش
موسیٰ سے کچھ الگ نہین مری بیخودی کا حال

رہتی ہے کار خیر کی شہرت ہوئے بغیر
آخر کو چھپ سکا نہ مری میکشی کا حال

پوچھے مزاج جب کوئی پہلو مین بیٹھکر
اُسوقت پوچھیے نہ ہماری خوشی کا حال

ٹھہری حفیظ پرسش اعمال حشر پر
کہنا پڑے گا چار مین ناچار جی کا حال

سنور کر ہوئی لاش تربت مین داخل
دلہن ہو گئی آج خلوت مین داخل

اُنھین چاہ کر پائے الزام لاکھون
محبت ہوئی ہے عداوت مین داخل

حسینونکی ہٹ دھرمیان کچھ نہ پوچھو
مکرنا تو ہے اُنکی عادت مین داخل

جفا ان حسینون کے حصے مین آئی
وفا ہو گئی اپنی طینت مین داخل

یہان بسکہ ستم کو کرم جانتے ہین
وہان شکر بھی ہو شکایت مین داخل

گنہ زہد سب کا ہوا میکدے مین
اگر دوزخی ہونگے جنت مین داخل

حفیظ اپنے اشعار ہین معرفت مین
مری شاعری ہے عبادت مین داخل

نہ پوچھو مرے جی کا حال آجکل
سراپا ہون رنج و ملال آجکل

حیا سے یہ گردن جھکانا نہین
اُنھین بھی ہے کچھ انفعال آجکل

بھلایا تھا برسون مین ہم نے جسے
بندھا ہے وہی پھر خیال آجکل

ہوا بیوفائی کا بازار گرم
وفا کا ہے دُنیا مین کال آجکل

کہون تجھ سے کیا حال اے چارہ گر
طبیعت بہت ہے نڈھال آجکل

محبت مین تو صبر ہوتا نہین
مجھے ہے یہ حاصل کمال آجکل

وہ جھگڑے شب و روز کے مٹ گئے
ہوے خواب اگلے خیال آجکل

چلو حیدرآباد تم بھی حفیظ
وہین کچھ ہے قدرِ کمال آجکل

ہمین سے پوچھتے ہو کیا ہوا دل
ہوا کیا خون ہو کر بہ گیا دل

نہین ہے جب تمہارے کام کا دل
تو لاؤ پھیر دو مجھکو مرا دل

اُبھارے کوئی اُمید اب تو اُبھری
ہجوم یاس سے بیٹھا ہوا دل

ہمارے سامنے ہمکو دکھا کر
غضب ہے اُسنے تلوون سے ملا دل

کھٹکتی ہے مری پہلو مین اک شے
خدا جانے کوئی کانٹا ہے یا دل

چمک بجلی کی تم کیا دیکھتے ہو
ادھر دیکھو تڑپتا ہے مرا دل

پڑا یہ تفرقہ فرقت مین اُسکی
جدا ہم دلسے ہین ہمسے جدا دل

وہ کس شوخی سے مٹھی مین چھپا کر
ہمین سے پوچھتے ہین کیا ہوا دل

اُدھر ہے جانکی خواہان وہ چتون
ادھر ہے جان کا دشمن مرا دل

پتا قاصد یہ ہے اُس رہگذر کا
پڑے ہین اُس گلی مین جابجا دل

حفیظ اسکا تو شکریہ ادا کر
حسینون کو پسند آیا ترا دل

گناہ اپنے کہان اب شمار کے قابل
ہوسے تو رحمتِ پروردگار کے قابل

یہ شوخ رنگ یہ بوباس دیکھ لے زاہد
ملی ہی آج تو پرہیزگار کے قابل

عدو کو آپنے شیدا کہا غضب ہی کیا
خطاب تھا یہ کسی جان نثار کے قابل

ملا نہ خاک مین اے آسمان حسینون کو
یہ پھول ہین چمنِ روزگار کے قابل

ہم اور اس ستم بیحساب کے لائق
رقیب اور کرم بیشمار کے قابل

کسیکا نقش قدم دیکھکر یہ دل نے کہا
یہی جگہ ہی ہمارے مزار کے قابل

نہ کر شمار کہ بخشش سے ہے بیشمار تری
مری گناہ ہین یارب شمار کے قابل

مرے شباب کی توبہ پہ جا نہ اے زاہد
کہ نشّے کی نہین بات اعتبار کے قابل

یہ کیون حفیظ کی کی تمنے اتنی آؤبھگت
یہ آدمی تو نہ تھا اس وقار کے قابل

تمہین جب کہو دل لگانیسے حاصل
ہمین پھر محبت جتانے سے حاصل

کڑا امتحانِ وفا ہے یہ کہنا
کسی کو ہمین آزمانے سے حاصل

نہ آنے کو کافی تھا عذرِ نزاکت
شبِ وعدہ مہندی لگانے سے حاصل

اُسے جانچیے عہد وپیمان ہی جس سے
ہمین جھوٹ سچ آزمانے سے حاصل

اثر جس کو کہتے ہین معدوم شے ہی
دعا کیلیے ہاتھ اُٹھانے سے حاصل

پتنگون کی اتنی ثنا بزم مین کیون
کسی دل جلے کو جلانے سے حاصل

بگڑ بیٹھنے کا جو باعث ہو کہیئے
یہ ہنس ہنسکے باتین بنانے سے حاصل

نہ دے اے فلک رنج ہم غمزدون کو
ستائے ہوؤن کو ستانے سے حاصل

کرو آدمی بنکے آہستہ باتین
ابھی سر پہ دُنیا اُٹھانے سے حاصل

سپ چلے آتے ہین یونہین مشتاق گھر پر
کہین آپ کو جانے آنے سے حاصل

حفیظ اس فن شعر کی ہمکو عزت
ہوئی مصحفی کے گھر انے سے حاصل

جان ہی جائے تو جائے درد دل
بس یہی ہو اک دوائے درد دل

اب تڑپنے مین مزا ملتا نہین
ہو چلی جان آشنائے درد دل

امتحان ضبط ہے منظور آج
جسقدر چاہے ستائے درد دل

بھاگتی ہو درجس سے موت بھی
وہ بلا ہو یہ بلائے درد دل

رحم کب آیا کسی بے درد کو
ہو چکی جب انتہائے درد دل

کھا کے کچھ سو رہتی ہین حرمان نصیب
ایک یہ بھی ہو دوائے درد دل

ہم سے روگی کا نہین ممکن علاج
لا دوا ہین مبتلائے درد دل

رہتی ہو سینے ہی پر تصویر دوست
ہو یہ تعویذ اک برائے درد دل

روتے روتے بندھ گئی ہچکی حفیظ
کہتے کہتے ماجرائے درد دل

ردیف میم

بیٹھے ہین آج ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ہم
بگڑی بتون سے روٹھ گئے ہین خدا سے ہم

جاؤ بھی اب نہ دو ہمین جھوٹی تسلیان
مر جائینگے تڑپ کے تمہاری بلا سے ہم

کہتے ہین ہم کچھ آپسے اپنا سوال ہو
کہتے ہین وہ کہ بات کرین کیا گدا سے ہم

محشر مین لوگ پائین گے اپنی مراد جب
کیا آپکو بھی مانگ نہ لین گے خدا سے ہم

عدو کو آپنے شیدا کہا غضب ہی کیا ۔ خطاب تھا یہ کسی جان نثار کے قابل

ملا نہ خاک مین اے آسمان حسینون کو ۔ یہ پھول ہین چمنِ روزگار کے قابل

ہم اور اس ستم بیحساب کے لائق ۔ رقیب اور کرم بیشمار کے قابل

کسیکا نقش قدم دیکھکر یہ دل نے کہا ۔ یہی جگہ ہی ہمارے مزار کے قابل

دماغ عرش برین پر ہوا تو واعظ کا ۔ بنا یہ خوب ہی باتین بگھار کے قابل

نہ کر شمار کہ بخشش سے ہے بیشمار تری ۔ مرے گناہ ہین یارب شمار کے قابل

مرے شباب کی توبہ پہ جا نہ اے زاہد ۔ کہ نشے کی نہین بات اعتبار کے قابل

پسِ فنا بھی ہی ساتھ اپنے گردش قسمت ۔ زمین ٹھہرتی نہین اب مزار کے قابل

یہ کیون حفیظ کی - کی تمنے اتنی آؤبھگت
یہ آدمی تو نہ تھا اس وقار کے قابل

تمہین جب کہو دل لگانے سے حاصل ۔ ہمین پھر محبت جتانے سے حاصل

کڑا امتحانِ وفا ہے یہ کہنا ۔ کسی کو ہمین آزمانے سے حاصل

نہ آنے کو کافی تھا عذرِ نزاکت ۔ شبِ وعدہ مہندی لگانے سے حاصل

اُسے جانچئے عہد و پیمان ہی جس سے ۔ ہمین جھوٹ سچ آزمانے سے حاصل

اثر جس کو کہتے ہین معدوم شے ہی ۔ دعا کیلیے ہاتھ اُٹھانے سے حاصل

پتنگون کی اتنی ثنا بزم مین - کیون ۔ کسی دل جلے کو جلانے سے حاصل

بگڑ بیٹھنے کا جو باعث ہو کہیے ۔ یہ ہنس ہنسکے باتین بنانے سے حاصل

نہ دے اے فلک رنج ہم غمزدون کو ۔ ستائے ہوؤن کو ستانے سے حاصل

کرو آدمی بن کے آہستہ باتین ۔ ابھی سر پہ دُنیا اُٹھانے سے حاصل

چلے آتے ہین یونہین مشتاق گھر پر | کہین آپ کو جانے آنے سے حاصل

حفیظ اس فن شعر کی ہمکو عزت
ہوئی مصحفی کے گھرانے سے حاصل

جان ہی جائے تو جائے درد دل | بس یہی ہے اک دوائے درد دل
اب تڑپنے مین مزا ملتا نہین | ہو چکی جان آشنائے درد دل
امتحان ضبط ہے منظور آج | جس قدر چاہے ستائے درد دل
رحم آیا کب کسی بے درد کو | ہو چکی جب انتہائے درد دل
بھاگتی ہے دور جس سے موت بھی | وہ بلا ہے یہ بلائے درد دل
کھا کے کچھ سو رہتے ہین حرمان نصیب | ایک یہ بھی ہے دوائے درد دل
ہم سے رد گی کا نہین ممکن علاج | لادوا ہین مبتلائے درد دل
رہتی ہے سینے ہی پر تصویر دوست | ہے یہ تعویذ اک برائے درد دل

روتے روتے بندھ گئی ہچکی حفیظ
کہتے کہتے ماجرائے درد دل

ردیف میم

بیٹھے ہین آج ہاتھ اُٹھا کر دعا سے ہم | بگڑی بتون سے روٹھ گئے ہین خدا سے ہم
جاؤ بھی اب نہ دو ہمین جھوٹی تسلیان | مرجائینگے تڑپ کے تمھاری بلا سے ہم
کہتے ہین ہم کچھ آپ سے اپنا سوال ہے | کہتے ہین وہ کہ بات کرین کیا گدا سے ہم
محشر مین لوگ پائینگے اپنی مراد جب | کیا آپکو بھی مانگ نہ لینگے خدا سے ہم

ہر روز کی جفا سے جگر خون ہو گیا
تنگ آ گئے ترے ستم ناروا سے ہم

عمر ابد تمہین کو مبارک جناب خضر
ایسے نہین کہ جان چرائین قضا سے ہم

تمکو ہماری لاش پہ آنا ہی شرط ہے
یہ کیا کہا کہ رو نہ سکین گے حیا سے ہم

مجنون ہین کرین جو حسینون سے دوستی
دیوانے ہین ملین جو کسی بیوفا سے ہم

مدت ہوئی حفیظ کہ وہ ہمسے پھر گئے
ابتک مگر پھرے نہین عہد وفا سے ہم

کرم ہو غیر پہ خوش ہین ترے ستم سے ہم
ہزار عیش نہ بدلین اس ایک غم سے ہم

پڑے ہین صورت نقش قدم گلی مین تری
ملے ہین خاک مین جھککر ترے قدم سے ہم

نگاہ لطف نے دیوانہ کر دیا جب سے
پناہ مانگتے ہین آپ کے کرم سے ہم

ڈبو رہی ہے یہی آبرو محبت مین
دہائی ضبط کی رسوا ہین چشم نم سے ہم

کچھ آج یونہین سا نکلا ہے اپنے دلکا بخار
جو پھوٹ پھوٹکے روئے وفور غم سے ہم

سما گیا ہے یہ کس کا غرور آنکھون مین
کہ دیکھتے ہین فلک کو نگاہ کم سے ہم

ابھی ہو نوح کا طوفان فسانہ عالم مین
اک آستین ہٹا لین جو چشم نم سے ہم

نہ کھائیے دم وعدہ ہمارے سر کی قسم
یہی قسم ہے تو باز آئے اس قسم سے ہم

کسی کے ہجر مین جی سے گذر کے آج حفیظ
کرین گے شاد عدو کو نوید غم سے ہم

یہ ہوئے بیتاب درد دل سے ہم
اُٹھے گھبرا کر تری محفل سے ہم

ہو تمہین ملنا مبارک غیر سے
جو کہا تمنے کہین کس دل سے ہم

درد فرقت کی اذیت جھیل لی
اب نہین ڈرتے کسی مشکل سے ہم

خوب بھڑکی آتش رشکِ عدو
جل کے اُٹھے ہین تری محفل سے ہم

جان اپنی کچھ ہمین دوبھر نہین
کیون نہ لڑائی مول لین قاتل سے ہم

غیر بھی کھائے گا اک دن یہ فریب
خوش ہین اُسکے وعدۂ باطل سے ہم

پھر ملے اُس بیوفا سے اے حفیظ
ہو گئے مجبور اپنے دل سے ہم

ردیف نون

رکھا ہی پاؤن جب سے محبت کی راہ مین
پست و بلند ایک ہے اپنی نگاہ مین

کیا ہو یہ خوبیان جو ترے خال و زلف کی
آجائین ایک دن مرے بخت سیاہ مین

وہ فتنہ فتنہ اور وہی حشر حشر ہے
اُٹھے جو اُس گلی مین رہے اُس نگاہ مین

ہم سے وہ کیا چھپائینگے اُلفت رقیب کی
جو اُنکے دل مین ہے وہ ہماری نگاہ مین

آئینہ دیکھتے ہو بہت گھور گھور کے
کیا آپ ہی سماؤ گے اپنی نگاہ مین

زاہد وہ زہد خشک مین تیرے مزہ کہان
جو لذتین ہین بادہ کشون کے گناہ مین

شوخی ترے خرام کی کیا گل کتر گئی
نقشِ قدم کے پھول بچھائی ہین راہ مین

کیونکر دل رقیب سے ملجائے دل مرا
ہوتا بہت ہی فرق سفید و سیاہ مین

مشتاق جسکے جلوے کی آنکھین ہین اے حفیظ
جب وہ نہین تو ہیچ ہے عالم نگاہ مین

وہ کیسے لوگ ہین جو عہد و پیمان سے مکرتے ہین
یہان تو جو زبان سے کہدیا وہ کرگذرتے ہین

پشیمان ظلم سے ہو کر تلافی روز کرتے ہین
کچھ ایسے بیوفا وہ ہین وفا کا دم بھی بھرتے ہین

حسین سنتے ہین جب یہ بات کیا کیا ناز کرتے ہین
عجب جادو ہے اتنا منھ سے کہدینا کہ مرتے ہین

محبت اور پھر شکوہ شکایت اسکی کیا معنی
سمجھ لو جان پر سو طرح کی صدمے گذرتے ہین

ڈرو اُن سے جو اپنے دلمین لے رہتے ہین باتونکو
جو منہ سے کچھ نہین کہتے وہ سب کچھ کر گذرتے ہین

برا ہمکو کہین وہ اے خوشا طالع زہے قسمت
شکایت اپنی سنکر ہم بہت کچھ شکر کرتے ہین

نہ جانے ناصحو کیا ملیگا کہنے سننے سے
ہمارا مغز خالی کر چکے اب اُنکو بھرتے ہین

صف محشر مین مجکو دیکھکر گھبرائے جاتے ہین
زمانے کے نڈر تھے جو وہ مجھ سے آج ڈرتے ہین

شب وصل اور یہ انکار یہ ضد ہائے کیا کہیے
ہماری آرزو کو آج بھی ذبح کرتے ہین

نہین معلوم کس سے رات کو ملنے کا وعدہ ہے
کہ وہ کچھ دن رہے سے آج بنتے ہین سنورتے ہین

ہر اک ضد اپنی رکھ لینا گلے مین ڈالکر باہین
اگر سچ پوچھیے تو ہم انہین چالون پہ مرتے ہین

نظر کس کی پھری اپنی جو قسمت پھر گئی ایسی
کہ وہ اُلٹی ہی پڑتی ہے جو ہم تدبیر کرتے ہین

اجل آنے کی اک مدت مقرر ہو تو کیا غم ہو
برا ماتم تو اُن کا ہے کہ جو بیوقت مرتے ہین

مبارک بخیہ گر کو چارہ ساز دل کو ہو مژدہ
خلش ناخن کی کہتی ہے کہ منہ زخمونکے بھرتے ہین

وہان کا آنا جانا چھوڑے اک مدت ہوئی پھر بھی
اُچھلتا ہے کلیجا اُس گلی سے جب گذرتے ہین

کہا تھا کچھ کہ وقت نزع وہ کہتے ہوے اُٹھے
جو ایسے ہوتے ہین وہ بیکسی کی موت مرتے ہین

حفیظ ایسا جو ہو نادان خوش ہو اُنکی باتون سے
حسینون سے وفا ہوتا نہین وعدہ جو کرتے ہین

کہین سے نامہ و پیغام آتے ہین نہ جاتے ہین
مزے سے اپنے گھر بیٹھے مقدر آزماتے ہین

محبت کیا بڑھی ہے وہم باہم بڑھتے جاتے ہین
ہم اُن کو آزماتے ہین وہ ہم کو آزماتے ہین

تمیز اچھے برے کی حسن والون کو ہو اے توبہ
اُسیکے ہو کے رہتے ہین کہ جس سے کچھ یہ پاتے ہین

نہ گھٹتی شان معشوقی جو آجاتے عیادت کو
بُرے وقتون مین اچھے لوگ اکثر کام آتے ہین

نہین کہتے جو ہم مُنہ سے تو یہ اپنی مروت ہی
چُرانا دل کا ظاہر ہی کہ وہ آنکھین چراتے ہین

سمان اُس بزم کا برسون ہی گذرا ہی نگاہون سی
کب ایسے ویسے جلسے اپنی آنکھون مین سماتے ہین

کہان تک امتحان کب تک محبت آزمانا یہ
انہین باتون سے دل اہل وفا کے چھوٹ جاتے ہین

خمار آنکھون مین باقی ہی ابھی تک بزم دشمن کا
تصدق اس ڈھٹائی کے نظر ہمسے ملاتے ہین

نہین آتے جو لب تک ضعف سی تو کیون ہو مایوسی
یہی نالے تو ہین جو عرش کے بھی پار جاتے ہین

دل اک جنس گرانمایہ ہی لیکن آنکھ والون مین
یہ دیکھین حسن والے اسکی قیمت کیا لگاتے ہین

لگا رکھا ہی باتو نین جو ایسے مین وہ آجائین
ابھی تو حضرت ناصح کو دیوانہ بناتے ہین

کہان تک احتیاط اے سیر سنبل دیکھنے والے
جہان اُٹھتے ہین فواری وہان دامن بچھاتے ہین

بگڑ کر زاہدون سے اب کہان مسجد کہان حجرہ
کئی دن سے کھلے میدان مین پیتے پلاتے ہین

کسیکے سر کی آفت ہو ہمارے ہی سر آتی ہی
کسیکا دل کوئی تاکے مگر ہم چوٹ کھاتے ہین

گئے وہ دن کہ نامی چاک ہوتے تھے **حفیظ** اپنے
حسین ابتو مری تحریر آنکھون سے لگاتے ہین

اُلٹے یہ سیکڑون الزام لگا دیتے ہین
جھوٹے شکوے بھی حسینون کے مزا دیتے ہین

وصل مین مجکو زخود رفتہ بنا دیتے ہین
کرکے صدا نے بھی حصے کی پلا دیتے ہین

اے خوشا بخت وہ زانو پہ مرا سر رکھکر
غش جو آیا ہی تو دامن کی ہوا دیتے ہین

کہنے سننے سے بھڑکتی ہی سوا آتش عشق
دل مین ناصح کے سخن آگ لگا دیتے ہین

تم جو کہتے ہو کسی پر نہین مرتا کوئی
یہ تماشا بھی تمھین آج دکھا دیتے ہین

یہ کہا کیا تری حسرت کا ہوا انجام بخیر
مجکو کسطرح کی آج آپ دعا دیتے ہین

چھیڑ کر اُن کو عبث گالیان کھاتے ہو حفیظ
ایک تم کہتے ہو وہ چار سُنا دیتے ہین

نازمین جبتنکے کچھ نیاز نہین
غیر کا بھید کیون نہ کھلجاے
اک تری ذات کے سوا زاہد
اسمین پاتا ہون کچھ تری خو بو
جتنے ہین اہل درد ہین ہمدرد
کہ رہی ہے یہ سادگی کی ادا

اُن حسینون سے دلکو ساز نہین
آپکے دل کا تو وہ راز نہین
کوئی دُنیا مین پاکباز نہین
مجکو بیوجہ دل پہ ناز نہین
دل وہ پتھر ہے جو گداز نہین
نیک و بد مین کچھ امتیاز نہین

جبہہ سائی بتون کے در کی حفیظ
زاہد خشک کی نماز نہین

ملا تھا میکشی کا لطف کچھ کچھ ہمکو اول مین
نگاہ شوخ کی چل پھر ہو اُن آنکھونکے کاجل مین
دُکان پیر مغان کی یا مکان ہو کوئی عامل کا
کہین ایسا نہو اس بھیڑ سے گھبرا اے وہ قاتل
اُڑے جب نالۂ دل کے شرر شوخی سے وہ بولے
چلے کیا راستہ ملتا نہین شمشیر قاتل کو
مرے بخت سیہ مین کونسی یارب بُرائی ہو
بجھیگی پیاس کانٹونکی ہم ایسے آبلہ پا ہین
پس توبہ پے تسکین شراب ناب بھرتا ہون

بسر ہو جاتے تھے دو دن مزے سے ایک بوتل مین
کہ رہ رہ کر یہ بجلی کوندتی ہو کالے بادل مین
پری ہو بند شیشے مین کہ دختر زر ہو بوتل مین
تمنا ئین ہماری ساتھ کیون آئین ہین مقتل مین
جو ہاتھ آتے یہ جگنو باندھ لیتے اپنے آنچل مین
ہماری حسرتونکی ٹھٹ لگی ہین آج مقتل مین
جگہہ پاتا ہو اُن آنکھو نین کیا خوبی ہو کاجل مین
لگا رکھتے ہین پانی کچھ نہ کچھ پانوکی چھاگل مین
کبھی بوتل سے ساغر مین کبھی ساغر سے بوتل مین

حفیظ اپنی تو معشوقون سی بھی نازک طبیعت ہی
ذرا مین ہوتی ہی برہم بگڑ جاتی ہی اک پل مین

محبت مین یون تو مزا کچھ نہین
جو دل ہو مزی کا تو کیا کچھ نہین

غنی ہو دل اپنا تو سب کچھ ہی پاس
مُہوِس تری کیمیا کچھ نہین

مری چپ ہوئی باعثِ عفو جرم
خطا تھی جو کہتا خطا کچھ نہین

علاج اور بیماری دل کا ہے
مگر اس مرض کی دوا کچھ نہین

حفیظ اپنی ہی بس خدا پر نظر
کسی کا ہمین آسرا کچھ نہین

کدھر وہ آئے گئے کچھ ہمین خیال نہین
وہ تاک جھانک نہین اب وہ دیکھ بھال نہین

کیا جو شکوہ تو اُلٹا اثر ہوا ظاہر
ہمین کو شرم ہی اُن کو کچھ انفعال نہین

خدا ملے اگر انسان دل سے طالب ہو
بتون کا وصل تو مشکل نہین محال نہین

الگ ہی سارے زمانے سے سرگذشت اپنی
ہمارے حال سے ملتا کسی کا حال نہین

غبار کوچۂ جانان یہ اُٹھ کے کہتا ہے
وہ سرفراز نہوگا جو پائمال نہین

کوئی سُنے نہ سُنے اب جواب دی کہ نہ دے
کبھی کلیم سے گھٹ کر مرا سوال نہین

کیا کرے کوئی اب اختلاط کی باتین
حفیظ دل سے نکلنے کا یہ ملال نہین

ہی غضب پینے پلانے کا مزا برسات مین
دور ساغر کا نہ ٹوٹے ساقیا برسات مین

صدمۂ فرقت اُٹھانا قہر اس موسم مین ہی
موت ہی معشوق سی ہونا جدا برسات مین

روبرو اک چاند سی صورت ہو ہر دم ہر گھڑی
سامنے ہو شیشۂ و ساغر دھرا برسات مین

یاد آتی ہین کسیکی کالی کالی کاکلین
کالی کالی دیکھتا ہون جب گھٹا برسات مین

جوش پر ہی اُسکی رحمت کرنہ ترکِ میکشی
پی لے پی اے زاہدِ نادان ذرا برسات مین

لطف ہے جب سامنے ہو گوری گوری کوئی شکل
اور کالی کالی چھائی ہو گھٹا برسات مین

ابر جب اُٹھا تو روئے ہجر ساقی مین **حفیظ**
کیا کہین اس سال کیا صدمہ ہوا برسات مین

دشمن کا ذکر آپ نہ چھیڑین وصال مین
یہ عیش کی گھڑی ہی نہ گذرے ملال مین

ٹھہری ہی اب تو آپکے وعدے پہ زندگی
وہ زندگی کہ جان ہی جس سے وبال مین

وہ خواہش وصال پہ کہتے ہین ہنسکے یون
کیون کوششین کرے کوئی امر محال مین

ڈھونڈین وہ جام جم جو تکلف پسند ہین
ساقی شراب دے ہمین جام سفال مین

ہم داستانِ غم تو بہت کچھ سنا چکے
آئی بھی کوئی بات تمہاری خیال مین

ہم کیا کہین کہ تم بھی ہو آگاہ ہے جو فرق
اپنی طلب مین اور عدو کے سوال مین

دیتا ہی یہ خبر ہمین بیوقت کا سکوت
بیٹھے ہوے ہین آپ کسیکے خیال مین

جاتے ہوے کسیکو کن آنکھون سی دیکھتے
اچھا ہوا کہ ہم نہ رہے اپنے حال مین

صد شکر جونپور سے ہم آئے لکھنؤ
بیٹھے **حفیظ** صحبت اہل کمال مین

ہان دوا سے دردِ دل تو صبر سے بہتر نہین
ہای ناصح کیا کرون قابو ہی کچھ دلپر نہین

ایک تیرے جلوۂ دیدار کا مشتاق ہون
اور کی خواہش مجھے اے داورِ محشر نہین

ہجر کی شب گو بلا ہو۔ ہی مگر میرے لیے
مثل شام وصل کچھ پھرتی تو یہ گھر گھر نہین

دیکھے مٹی ہمکو ہنستے کھیلتے وہ گھر چلے
خاک مین ہم مل گئے میلے ذرا تیور نہین

کیون نہ روکے ہر قدم پر مجکو کوئی دوست مین
آبلہ ہی پاؤن کا گردن مرے سر پہ نہین

بھر گئین اُس شوخ کی یہ ہر ادا مین شوخیان
شرم کو ملتی اب آنکھون مین جگہ تل بھر نہین

کوئی بیجوڑ ہی تو کوئی لوٹتا ہے خاک پر
گردش چشم صنم ہی گردش ساغر نہین

سُن لو اسکو کان رکھکر مختصر ہی حال دل
یہ کوئی جھگڑا نہین قصہ نہین دفتر نہین

ہر گھڑی ذکر عدو پر کیون ملاے ہان مین ہان
کچھ حفیظ اے بندہ پرور آپ کا نوکر نہین

دلکی طالب نے لفین آنکھین دشمن جان ہوگئین
یہ بلائین ملکے میرے جی کی خواہان ہوگئین

اب کہان باقی ہی دلمین وصل جانا کا خیال
حسرتین صورت بدلکر یاس و حرمان ہوگئین

تم گئے تو کیا سمجھتے ہو کہ مین تنہا رہا
سو بلائین میری گھر مین آکے مہمان ہوگئین

آج کیا تھا دیکھکر حسرت بھری میری نگاہ
بزم دشمن مین تری آنکھین پشیمان ہوگئین

جب اُلجھکر دست وحشت نے گلا گھونٹا مرا
جو رگین گردن مین تھین تار گریبان ہوگئین

جب تصور بندہ گیا اک چاند سی تصویر کا
سختیان ساری شب فرقت کی آسان ہوگئین

حسرت آلودہ نگاہین تاڑلین اُسنے حفیظ
آرزوئین دل کی آنکھون سے نمایان ہوگئین

ہمارے ساتھ غیرونکے ہوے ہین امتحان برسون
رہے ظلم و ستم اُنکے نصیب دشمنان برسون

ملا کر خاک مین مجکو کہان گردونکو فرصت ہی
مٹائیگا ابھی تو میری تربت کا نشان برسون

تلون طبع ایسے بھی حسین کم ہونگے عالم مین
ہوے تم مہربان دم بھر رہے نامہربان برسون

اثر انکو کرین کیا زاہد بے مغز کی باتین
اُٹھاے ہون جو فیض صحبت پیر مغان برسون

حفیظ اُٹھی گھٹا جب آکے برسی میری تربت پر

وہ بیکس ہون کہ رویا میری غم مین آسمان برسون

احسان ہے کسی کا جو ہم پر ستم نہین
اپنا یہ شکر بھی تو شکایت سے کم نہین

سچا بنائین ہم نہ تجھے ایسے ہم نہین
سچی قسم سے کم تری جھوٹی قسم نہین

تصویر میرے دیدۂ حیرت نگر کی ہی
تیری گلی مین غیر کا نقش قدم نہین

قاتل ہمین جو چھوڑ کے تو نیمجان چلا
ہاتھون مین کس نہین ہی کہ خنجر مین دم نہین

وہ ہی عدوی عیش تو۔ تو ہے عدوے جان
تیرا ستم فلک سے زیادہ ہے کم نہین

زاہد شراب ناب سے یہ اجتناب کیون
خوش ذائقہ یہ چیز ہی کمبخت سم نہین

ہم کہہ رہے ہین نذر ہے دل اور وہ حسین
کہتا ہی ہنسکے یہ کوئی ایسی رقم نہین

جو بل پڑے ہوئے ہین ہمارے نصیب مین
ایسے تو زلف یار مین بھی پیچ و خم نہین

ہم دیکھتے ہین اسمین کوئی شکل دلفریب
تم لاکھ یہ کہو کہ ترے دل مین ہم نہین

دل پر لگی وہ چوٹ جگر تھرتھرا گیا
نیچی نگہ کا توڑ بھی برچھی سے کم نہین

غربت مین فکر شعر کرون خاک ای حفیظ
کاغذ اگر ملا تو میسر قلم نہین

دنیا مین حسن ہی مگر ایسے حسین نہین
تجھ مین جو بات ہی وہ کسی مین کہین نہین

زندہ ہوا ہون ہجر مین مر کر ہزار بار
وہ کونسا ہی دم جو دم واپسین نہین

ناحق بھی بگڑے جاتے ہو تعریف حسن پر
اچھا ہمین حسین سہی تم حسین نہین

کاٹو مرا گلا بھی عبث ہارتے ہو جی
تم نازنین ہو تیغ تو کچھ نازنین نہین

آئے ہمارے بعد وہ رونے تو ہمکو کیا
پھر مہربان ہوی بھی تو کیا جب ہمین نہین

اک بدگمان سی ملکے یہ کھو بیٹھے اعتبار
اب اپنی بات کا ہمین خود بھی یقین نہین

جب دیکھئے حفیظ کو پھرتے ہین در بدر
نکلے جو تیرے گھر سے ٹھکانا کہین نہین

تاک جھانک اُنکی صف محشر مین بھی جاتی نہین
اس بھری محفل مین بھی وہ آنکھ شرماتی نہین

شرم شوخی ناز ادا غمزہ کرشمہ سب تو ہے
اک مروت تیری آنکھو نمین جگہ پاتی نہین

ساتھ میرے غیر کے سر پر بھی آفت آگئی
اب کسیکی بھی وہان اُمید بر آتی نہین

میری آنکھین دیکھنا کیا آرسی پر ختم ہے
دیکھکر تم کو نظر کس کس کی للچاتی نہین

ایکدن وہ تھا وہ دیتے تھے تسلی خود مجھے
اب تو اُنکی یاد بھی دل میرا بہلاتی نہین

بیقراری کے مجھے دیتے ہین طعنے ہجر مین
کیا طبیعت اُنکی تنہائی مین گھبراتی نہین

تھوڑی پی لیتے ہین جب ضد کر کے دیتا ہی کوئی
ڈھالکر خود اپنے ہاتھو نسے تو پی جاتی نہین

رات دن تھے نامہ و پیغام وہ دن اور تھے
اُسطرف کی اب تو برسون سے ہوا آتی نہین

اپنی ناکامی پہ رونا کیون نہ آئے اے حفیظ
ہجر مین چاہا جو مرنا موت بھی آتی نہین

مرے ضبطِ فغان سے غیر یہ آوازے کستے ہین
نہین تو نالۂ دل آسمان کا مُنہ جُھلستے ہین

وہی تم ہو کہ رہتے تھے شب و روز اپنے پہلو مین
وہی ہم ہین کہ تم کو دیکھنے کو اب ترستے ہین

مدد کر اے اجل رہ جائے شرم اُنکی نزاکت کی
سنبھلکر اک ارادے پر کمر وہ آج کستے ہین

پھسلتے ہو عبث بھی غیر کی تم چکنی باتون پر
گرجتے ہین جو بادل وہ بہت ہی کم برستے ہین

بتاؤن کیا پتا قاصد حسینون کے محلے کا
کسی سے پوچھ لینا کس طرف جلاد بستے ہین

گھٹائین دیکھکر آنکھین بھر آئین ہجر ساقی مین
بھری برسات مین اک چلو پانی کو ترستے ہین

صدا آتی ہی سناٹے سے یہ گورِ غریبان کے
جنھین ویرانہ بھاتا ہو یہان وہ لوگ بستے ہین

مرے بتخانے سے ہو کر چلا جا کعبے کو زاہد | بظاہر فرق ہی باطن مین دونون ایک ستی ہین

سُناؤ شعر پڑھ پڑھ کر حفیظ ارباب دانش کو
پرکھنے کے لیے سونا کسوٹی ہی پہ کستے ہین

وہی کچھ ترا بھید پائے ہوے ہین | جو ہستی کو اپنی مٹائے ہوئے ہین
انھین دیکھ دل زک اُٹھائے ہوے ہین | یہ کافر حسین آزمائے ہوے ہین
محبت کی تاثیر کیا پوچھتے ہو | محبت سے اپنے پرائے ہوے ہین
مری موت پر لاکھ جانین تصدق | کہ وہ بھی جنازہ اُٹھائے ہوے ہین
عدو آسمان ہے نہ دشمن زمانہ | کسی دوست کے ہم ستائے ہوے ہین
یہ جھوٹے قسم جھوٹی پیمان جھوٹے | حسین ایک ایک آزمائے ہوے ہین
چڑھاتے نہین پھول میری لحد پر | ابھی تک وہ تیوری چڑھائے ہوے ہین
کہان بلبلون کے یہ نغمے تھے دلکش | فغان کا مری رنگ اُڑائے ہوے ہین

حفیظ آنکھ اُٹھا کر ہمین کون دیکھے
وہی جب نظر سے گرائے ہوے ہین

خوگر یہ چھیڑ کا ہون کہ آتا مزا نہین | جب تک اُٹھا کے ہاتھ کوئی کوستا نہین
کیونکر کہون کہ قول تمہارا بجا نہین | ہان قابل اعتبار کے میری وفا نہین
ابنائے روزگار جو کرتے ہین کیا کہون | اپنے طریق مین تو شکایت روا نہین
اب سُن کے کیا کروگے مرا قصۂ فراق | مین نے کہا نہین ہی کہ تم نے سُنا نہین
تصویر ساتھ لیلی و مجنون کی دیکھکر | کہتے ہین انکی آنکھون مین مطلق حیا نہین
کترا کے منہ چھپا کے پلٹنا ادھر سے یون | جسطرح کوئی آپ کو پہچانتا نہین

واعظ صفات حور بہت کچھ سُنا چکا
اب یہ بھی تو بتا کہ حسینون مین کیا نہین

کیون اس ادا سے آئے کہ پیار آگیا مجھے
یہ آپ کا قصور ہے میری خطا نہین

جاؤ بھی کیا مناؤگے بگڑی کسیکی تم
بگڑا ہوا مزاج تو تم سے بنا نہین

ہر چند چاہتا ہون کہا تیرا مان لون
ناصح مین کیا کرون کہ یہ دل مانتا نہین

واعظ ذرا سمجھکے بتانا یہ مسئلہ
برسات کے دنون مین بھی پینا روا نہین

انسان ہین کیون ڈرین نہ بتونکے عتاب سے
یہ ایسے لوگ ہین جنھین خوف خدا نہین

تم کیا پھرے حفیظ سے دنیا ہی پھر گئی
کوئی بھی اُس غریب کو اب پوچھتا نہین

شکوہ کرتے ہین زبان سے نہ گلا کرتے ہین
تم سلامت رہو ہم تو یہ دعا کرتے ہین

پھر مرے دل کے پھنسانیکی ہوئی ہو تدبیر
پھر نئے سر سے وہ پیمان وفا کرتے ہین

تم مجھے ہاتھ اُٹھاکر اس ادا سے کوسو
دیکھنے والے یہ سمجھین کہ دعا کرتے ہین

ان حسینون کا ہو دنیا سے نرالا انداز
شوخیان بزم مین خلوت مین حیا کرتے ہین

حشر کا ذکر نہ کر اُسکی گلی مین واعظ
ایسے ہنگامے یہان روز ہوا کرتے ہین

لاگ ہے ہم سے عدو کو تو عدو سے ہمین رشک
ایک ہی آگ مین ہم دونون جلا کرتے ہین

اُن کا شکوہ نہ رقیبونکی شکایت ہے حفیظ
صرف ہم اپنے مقدر کا گلا کرتے ہین

ہم ان کو بانیِ جور و جفا سمجھتے ہین
وہ اور ہین جو بتون کو خدا سمجھتے ہین

کسی سے شکوہ کرین کیا جو وہ ستاتے ہین
اسے ہم اپنے کیے کی سزا سمجھتے ہین

ستم کی آنکھ یہ ہو لطف کی نگاہ یہ ہے
ادا شناس تری ہر ادا سمجھتے ہین

جہان پہ شغل نہ دورِ مے کا اے زاہد
یہ اپنی اپنی سمجھ اپنی اپنی قسمت ہے
ہم ایسے بزم کو بزمِ عزا سمجھتے ہین
بھلا ہم ان کو ہمین وہ بُرا سمجھتے ہین

یہ بے سبب نہین رہ رہ کے ذکر دشمن کا
حضور آپ کا ہم مدعا سمجھتے ہین
یہ اپنی اُلٹی سمجھ ہو گئی محبت مین
وہ کوستے ہین ہمین ہم دعا سمجھتے ہین

ہماری گریہ و زاری وہ خاک سمجھینگے
جو آہِ سرد کو ٹھنڈی ہوا سمجھتے ہین
عجیب اُلٹی سمجھ ہوتی ہے حسینونکی
کرو جو شکرِ جفا تو گلا سمجھتے ہین

جو پارسا ہین ہمین رند جانتے ہین حفیظ
جو رند ہین وہ ہمین پارسا سمجھتے ہین

دل ہے تو ترے وصل کی ارمان بہت ہین
یہ گھر جو سلامت ہی تو مہمان بہت ہین
ہین داد کا خواہان نہین اے داورِ محشر
آج اپنے کیے پر وہ پشیمان بہت ہین

دل لیکے کھلونے کی طرح توڑ نہ ڈالین
ڈر مجکو یہی ہے کہ وہ نادان بہت ہین
وہ پھول چڑھاتے ہین دبی جاتی ہی تربت
معشوق کی تھوڑی سی بھی احسان بہت ہین

تمکو نہ پسند آئے نہ لو پھیر دو مجکو
اس دل کے طلبگار مری جان بہت ہین
ڈانٹا کبھی غمزے نے کبھی ناز نے ٹوکا
خلوت مین بھی ساتھ اُنکی نگہبان بہت ہین

خالی بھی کوئی دل ہے وہان عشق صنم سی
کہنے کو تو کعبے مین مسلمان بہت ہین
شاید یہ اثر ہو مری آہِ سحری کا
کچھ صبح سے وہ آج پریشان بہت ہین

کیا شب کو حفیظ اُنسے ہمین وصل کی ٹھہری
آج آپ کے گھر عیش کے سامان بہت ہین

وہ تڑپتے ہین عدو کی یاد مین
ہوا اثر اُلٹا مری فریاد مین

ہائے پھر تمنے تسلی کے عوض
چٹکیان لے لین دل ناشاد مین

مجھ گدا کو نعمتِ دُنیا سے کام
سو مزے ہین ایک تیری یاد مین

برق کا کھٹکا نہ صرصر کا گذر
آشیان ہی خانۂ صیاد مین

بات اپنی کان رکھکر وہ سُنین
یہ اثر پاتے نہین فریاد مین

ذبح کرنا اور پچھتانا بھی ہائے
ایک ہی ہو شیوۂ بیداد مین

چھوڑیئے طرز کہن اے حفیظ
شاعری کا ہے مزا ایجاد مین

یون تو کیا کوئی کسی پر مہربان ہوتا نہین
ہان حسینون پر مجھے ایسا گمان ہوتا نہین

دشت وحشت مین یہ نیرنگ جہان ہوتا نہین
یہ زمین ہوتی نہین یہ آسمان ہوتا نہین

یو نہین جب اسکو زمین پر گردشونکا شوق ہی
کیون مرے پاؤنکا چھالا آسمان ہوتا نہین

مجکو تو قیدِ قفس مین اسقدر راحت ملی
خواب مین بھی اب خیال آشیان ہوتا نہین

کشتہ کسکے حسن کا ہون ذرہ میری خاک کا
ماہ ہوتا ہی جو مہر آسمان ہوتا نہین

ہی بہت دیر آشنا بعدِ فنا ہوتا ہی دوست
جیتے جی تو وہ کسی پر مہربان ہوتا نہین

آگ ہی عشق بتان کی یا یہ کوئی لاگ ہی
پھنک رہا ہی دل مگر ظاہر دھوان ہوتا نہین

رعب تیرا روکتا ہی پاس آنے سے ترے
پاسبان ہوتا ہی یہ جب پاسبان ہوتا نہین

بزم رندان مین تو کیفیت سے ہی جوش طرب
وعظ کی مجلس مین واعظ یہ سمان ہوتا نہین

ساتھ اپنا گردشون مین دے نہین سکتا فلک
سچ تو یہ ہی پیر سے کار جوان ہوتا نہین

لب کو جنبش تک نہین گو تنگئی ہی جان پر
آپکی باتون سی واقف ازدان ہوتا نہین

جانتے ہین ہم حفیظِ جونپوری کا مذاق

لطف سے خالی کبھی اُنکا بیان ہوتا نہین

ذکر دشمن پہ جو وہ چین بجبین ہوتے ہین
چھیڑ کر اُن کو پشیمان ہمین ہوتے ہین

کہنے والے بھی جو پائین تو قدم لین اُنکے
بہت ایسے بھی خرابات نشین ہوتے ہین

جو الگ رہتے ہین تجھسے وہی اچھے ہین غریب
شامت اُنکی ہو کہ جو تیرے قرین ہوتے ہین

جا کے زندہ نہ پھرا کوچہ جاناں سے کوئی
جو اُدھر جاتے ہین پیوند زمین ہوتے ہین

پہلے ہوتا ہے وہان میری وفا کا چرچا
جب اکٹھا کہین دو چار حسین ہوتے ہین

آئنہ دیکھکے ششدر جو ہوا ہے کوئی
حسن کہتا ہو کہ ایسے بھی حسین ہوتے ہین

ہو مبارک ترے کوچے مین عدو کا پھیرا
خاک ہم چھان کے پیوند زمین ہوتے ہین

یون بھی عنقا کی طرح نام نکل جاتا ہو
لوگ شہرت کیلیے گوشہ نشین ہوتے ہین

مجکو ملجائین تو بس چوم لون منہ اُنکا **حفیظ**
نام سُنکر جو مرا چین بجبین ہوتے ہین

کسی کو جو کچھ مہربان پا رہے ہین
بہت میرے ارمان اترا رہے ہین

دیئے جاؤ گالی نہ خاموش ہونا
قسم ہے ہمین بھی مزے آ رہے ہین

یہ ہوتا نہین اُن کو سمجھا کے لائین
مرا مغز ناصح عبث کھا رہے ہین

دھڑکتا ہے دل آمد آمد ہے کسکی
اجل آ رہی ہے کہ وہ آ رہے ہین

تسلی سے بڑھتی ہے کچھ بیقراری
بھر آیا ہو جی وہ جو سمجھا رہے ہین

پشیمان ہوے وہ ہمین آزما کر
ملاتے نہین آنکھ شرما رہے ہین

مقدر مین ہے وصل تو ہو رہے گا
عبث اے **حفیظ** آپ گھبرا رہے ہین

ظلم کس کسکا بیان او دل ناشاد کرین
اُنکی فریاد کرین یا تری فریاد کرین

اب لگاوٹ سے طبیعت نہ مری شاد کرین
اپنی وہ اگلی رُکھائی تو ذرا یاد کرین

ضبط کرتے ہین تو ہوتا ہی جگر غم سے لہو
راز کھلتا ہی محبت کا جو فریاد کرین

زندہ دل وہ ہون پس مرگ بھی احباب مجھے
تو سہی عمر گذشتہ کی طرح یاد کرین

خفگی دلکی کہے دیتی ہے ماتھے کی شکن
آپ گو اپنی زبان سے نہ کچھ ارشاد کرین

دوستی کا نہ رہا پاس تو اچھا نہ سہی
کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ ہمین یاد کرین

آپ مین ہین جو تری کھینچے بیٹھے ہین شبیہ
ہوش تو اپنے بجا مانی و بہزاد کرین

ہم کرین ترک وفا حضرت ناصح خاموش
آپ اس امر مین آگے نہ کچھ ارشاد کرین

ہمکو یہ ضبط کا دعوی ہی محبت مین حفیظ
آسمان ٹوٹ پڑے تو بھی نہ فریاد کرین

کیا کرون عذر گنہ حشر مین حیران ہون مین
دیکھکر نامۂ اعمال پشیمان ہون مین

دلمین تو آٹھ پہر یاد صنم رہتی ہی
منہ سی کسطرح یہ کہدون کہ مسلمان ہون مین

جس جگہ بیٹھ گیا آپ ہون اپنی رونق
ایک ہنگامہ ہون گو بی سروسامان ہون مین

آکے دُنیا مین فرشتون کا بھی تقوی نہ رہا
ہای واعظ یہ سمجھتا نہین انسان ہون مین

بعد مرنیکے گرانبار نہو لاش مری
ابھی ای موت ٹھہر جا کہ پُر ارمان ہون مین

خلد ملتا ہو تو رضوان کی خوشامد نہ کرون
گھر ترا کیا ہی جو منت کش دربان ہون مین

کیا کہون داور محشر سے کہ وہ کہتے ہین
کیا یہی چاہتے ہو تم کہ پشیمان ہون مین

کچھ تو ہی ترک محبت سے جو دل رُکتا ہی
ورنہ ای ناصح مشفق کوئی نادان ہون مین

کیا عجب کچھ غلطی ہو مرے دیوان مین حفیظ

مجھکو اسبات کا اقرار ہی انسان ہون مین

محبت کی بلا مین گھر گئے ناچار بیٹھے ہین
ادھر سر کھانیکو ناصح ادھر غمخوار بیٹھے ہین

جھروکے سے وہ جھانکین اور ہم آنکھ لڑائین دین
اسی امید مین آکر پس دیوار بیٹھے ہین

جہان یہ رنگ ہو موقع ملے کیا عرض مطلب کا
کہ جب دیکھو انھین گھیری ہوی دو چار بیٹھے ہین

تمہاری رنجش بیجا سے بڑھکر اپنا عقدہ ہی
خفا تم ہمسے ہو ہم جان سی بیزار بیٹھے ہین

اشارہ چشم ساقی کے کہے دیتے ہین مستو بنسے
بڑے غافل ہین جو اس بزم مین ہشیار بیٹھے ہین

جب آیا وقت نظارہ ہوی غش حضرت موسیٰ
کہان چھوٹی ہو ہمت کسطرح جی ہار بیٹھے ہین

پھری ہین اپنی آنکھین نزع کی سختی سی مشکل ہی
سمجھکر اور کچھ بالین پہ وہ بیزار بیٹھے ہین

مسیحا آسمان پر طور پر ہین حضرت موسیٰ
جہان دیکھو کسی کے طالب دیدار بیٹھے ہین

فراغت پا چکے آرائشون سے بن چکین زلفین
اُٹھینگے اب کہین جانے ہی کو تیار بیٹھے ہین

حفیظ اپنی غزل ہو مرثیہ ہے یا محبت کا
اُٹھی ہین رو کے سب پڑھنے جو ہم اشعار بیٹھے ہین

مین نے پوچھا کیا مری آہ و فغان کچھ بھی نہین
کیا ہی جھنجھلا کر کہا اُسنے کہ ہان کچھ بھی نہین

دوست تم جسکے ہوی دشمن ہوا اُسکا جہان
مہربانی آپ کی اے مہربان کچھ بھی نہین

جی لگا کر وہ سُنے جسکو کہانی ہے وہی
ناپسند اُسکو جو ہو وہ داستان کچھ بھی نہین

پھیرئے خنجر گلے پر روز کا جھگڑا اُسے چکے
ہر گھڑی ہر وقت کا یہ امتحان کچھ بھی نہین

رنگ بو ہی عارضی تو پھول پھل ہین بے ثبات
چار دن کی یہ بہار اے باغبان کچھ بھی نہین

زندگی اچھی وہی گذرے جو ہنستے بولتے
جان وہ جو ہر ہو تو عمر جاودان کچھ بھی نہین

یاد ہو جسمین نہ تیری بے حقیقت ہی وہ دل
ذکر ہو جسپر نہ تیرا وہ زبان کچھ بھی نہین

کل جو باتین تھین عدو سے آج طشت از بام ہین | مین نہ کہتا تھا تمہاری راز دان کچھ بھی نہین
ختم میرے آتے ہی تو نے کیا جود و رسے | کیا مرے حصے کی ای پیر مغان کچھ بھی نہین

شاعری سے کیون نہ دل برخاستہ ہوای حفیظ
جب نہین اس فن کا کوئی قدر دان کچھ بھی نہین

وصل اگر آپ کو منظور نہین | مرنے والون سے اجل دور نہین
تیری جنت مین ہے پھر کیا زاہد | جب وہان بادۂ انگور نہین
ہوش آیا تو کہا موسی نے | سیر کرنے کی جگہ طور نہین
بخش دے وہ تو عجب کیا زاہد | ہم گنہگار ہین مغرور نہین
میری تقدیر بدل دے یارب | تو کسی کام مین مجبور نہین
تجھ سے مین جذبۂ دل درگذرا | کوئی رسوا ہو یہ منظور نہین

ہم ہین بدنام محبت مین حفیظ
وہ عداوت مین بھی مشہور نہین

ہمسے ترک دوستی اچھی نہین | دیکھیے ہٹ آپ کی اچھی نہین
لیلی محمل نشین رسوا نہ ہو | قیس یہ دیوانگی اچھی نہین
مجھسے اور اُس دشمن جان کا گلہ | دوستو یہ دوستی اچھی نہین
وہ مزہ اسمین نہ وہ بو باس ہے | میکشو اب کے کھنچی اچھی نہین
وصل کی شب سو ملی ہی صبح ہجر | رات بھر کی یہ خوشی اچھی نہین
دشمنی کا سوچیئے پہلے مآل | پھر یہ کہئیے دوستی اچھی نہین
اُسکی دُھن کیا جب نہو اپنی خبر | انتہا کی بیخودی اچھی نہین

اور سب باتین تو اچھی ہین حفیظ
آپ کی نقد یرہی اچھی نہین

ہر گھڑی چرچا عدو کا کچھ نہین ... یہ طریقہ گفتگو کا کچھ نہین
عارضی ہے باغ عالم کی بہار ... اعتبار اس رنگ و بو کا کچھ نہین
چھوڑ اے نادان دنیا کی طلب ... حاصل ایسی آرزو کا کچھ نہین
آپ روٹھے میرے جی پر بن گئی ... دیکھیئے بگڑا عدو کا کچھ نہین
باز آئے جب نہ اپنی ضد سے آپ ... پھر نتیجہ گفتگو کا کچھ نہین
مست ساقی کی نگاہون نے کیا ... کام اب جام و سبو کا کچھ نہین

دیدۂ و دل کو محبت مین حفیظ
پاس میری آبرو کا کچھ نہین

تم ایسے خود غرض سی محبت جتا ی کون ... دل لیکے جو کہو کہ اب آنکھین ملائے کون
بیٹھے بٹھائے مفت کے صدمے اُٹھائے کون ... دل آپ سے لگا کے کری ہائے ہائے کون
تاکین وہ سوے غیر تڑپ جائے دل مرا ... کسکے جگر پہ تیر لگے لوٹ جائے کون
دل تو اُبھارتا ہے چلو بزم یار مین ... کہتی ہو وضع جای کہین بے بُلائے کون
سُنتے ہین جب کسی سے ہماری وفا کا حال ... کہتے ہین ہوگا یونہین سہی آزمائے کون
کرتا ہے کون کسکے بُرے حال پر نظر ... محفل مین مجھ غریب سی آنکھین ملائے کون
جب مجرمون ہی کیلئے رحمت خدا کی ہی ... زاہد یہ پھر بتا کہ جہنم مین جائے کون
نازک مزاجیونکی بھی آخر ہے کوئی حد ... روٹھے جو بات بات پر اُسکو منائے کون
جسنے لگائی آگ وہی بیخبر ہے جب ... کسکو غرض ہو دلکی لگی کو بجھائے کون

مرنا ہے ایکدن ہی محبت سے کیا پھرین
اتنی سی بات کیلیے اب جی چرائے کون

آتش کدہ خلیل کو گلزار ہو گیا
تو جس پہ مہربان ہو اُس کو ستائے کون

زاہد وہ ڈھب بتا کہ ہمین مل رہے خدا
اب بتکدے کو چھوڑ کے کعبے کو جائے کون

دکھین کسیکو خاک اب آنکھین اٹھا کے ہم
تم تو بسے ہو دلمین نظر مین سمائے کون

چھوڑا ہی جسکے واسطے ہمنے وطن حفیظ
سب جانتے ہین نام اب اُسکا بتائے کون

نہ مین سناؤن نہ کوئی سُنے زمانے مین
غضب یہ قید لگی ہے مری فسانے مین

بٹھائے رہتے تھے آنکھونکے سامنے جو ہمین
اُنھین کو عار ہے ابتو نظر ملانے مین

تمام خلق ہے وابستہ زلف والونکی
مچا ہوا عجب اندھیر ہے زمانے مین

ستم کا ایک بھی پہلو نہ چھوٹنے پائے
جفائین اُٹھ نہ رہین کچھ مرے ستانے مین

وہ ایک تو ہے کہ جسکی ہے سب کے دلمین جگہ
پڑے مین یونتو ہزارون حسین زمانے مین

صلاح غیر سے ہی ہو رہے ہین دربان سے
یہ اہتمام مجھے بزم سے اُٹھانے مین

جو ہو چکے ہین تری تیغ ناز کے گھائل
وہی تو ہو کے اترتے ہین آزمانے مین

جو آئی موت محبت مین ہو گئی معراج
شریک وہ ہوئے تابوت کے اُٹھانے مین

یہ اتنے وہ آدھی آفت کے دو پتنگے ہین
اک انھین فکر لگانے مین اک بجھانے مین

تری جفاؤن کے انداز اُسکو کیا معلوم
فلک ہوا کرے مشتاق دل دُکھانے مین

سُنا کسی نے کہ آنکھون سے گر پڑے آنسو
کہان کا درد بھرا ہی مرے فسانے مین

بہار جائے چمن سے خدا وہ دن نہ دکھائے
ابھی سے آگ لگا دون نہ آشیانے مین

اخیر وقت ہی کس مُنہ سے جاؤن مسجد کو
تمام عمر تو گذری شراب خانے مین

ادائین دیکھ لین غنچون کے بھی تبسم کی
کچھ اور بات کسی کے ہی مسکرانے مین

خموش خدمت پیر مغان مین ہے واعظ
کمال آپ کو ہے آدمی بنانے مین

بھلے کو لیلی و شیرین کا آج دور نہین
جلا چراغ کسی کا ترے زمانے مین

کچھ اُس سے صبح کو پوچھو بہار گل کا سمان
ہوئی ہو رات بسر جسکی آشیانے مین

یہ تجربے ہین خراباتیون کے اے زاہد
ضرر ضرور ہے کمظرف کے پلانے مین

کیا نہو کہین زاہد نے پی کے ہنگامہ
یہ آج شور رہی کیسا شراب خانے مین

ہمین سے پوچھتے ہو بھولے بنکے حال رجب
مگر تم ایک ہو چالاک جی کڑھانے مین

اُٹھین کی آج یہ پگڑی ہماری ہاتھ مین ہی
کل اک بزرگ ملی تھی شراب خانے مین

نگاہ کم سے نہ دیکھو وہی حفیظ ہے یہ
تمہین بھی قدر تھی جسکی کسی زمانے مین

رنجش بھی عشق مین ہو تو بھی مزے بڑے ہین
پیار اور آرہا ہی جسدن سے وہ لڑے ہین

جب یہ خیال آیا اُسنے ہمین مٹایا
دل کی طرح خوشی سے اکثر اُچھل پڑے ہین

بیوجہ مجھ سے یون ہو اُنکا مزاج برہم
میر لطف سی فقرے کچھ غیر نے جڑے ہین

اپنا بھلا برا بھی کچھ سوجھتا نہین اب
کن غفلتون کے پردے آنکھون پر آپڑے ہین

ضد ہی سما گئی ہے تو پھر لحاظ کس کا
وہ اُسکو کر بھی گذرین جس بات پر اڑے ہین

جاتے ہین اُنکے گھر جب کہتے ہین یون سنا کر
اللہ کون ہین یہ جب دیکھیے کھڑے ہین

تھم اے جنون کہ ہوگی پھر سیر کوہ و صحرا
کچھ سوچکر ابھی تو ہم شہر مین پڑے ہین

تلوار باندھنے کے کچھ حوصلے نہ پوچھو
اللہ رکھے دلمین ارمان بڑے بڑے ہین

دنیا کا کارخانہ ہے اک طلسم عبرت
دولت جہان گڑی تھی مُردے وہان گڑے ہین

انصاف بھی ہی لازم تڑپا ئیگا کبتک
اتنا کہا تھا مین نے بس وہ برس پڑے ہین

پہلے حفیظ کیا کیا شیخی بگھارتے تھے
سنتے ہین اُنکے در کے ٹکڑونپہ اب پڑے ہین

کہین مرنے والے کہا مانتے ہین
وہی کرگذرتے ہین جو ٹھانتے ہین

کوئی کھیل ہے جان پر کھیل جانا
وہ یہ کھیلکے اکثر ہمین تانتے ہین

ملا یہ جواب آج رشک عدو پر
جو مانے ہمین اُسکو ہم مانتے ہین

تڑپ کر ادھر ہو گیا کوئی ٹھنڈا
اُدھر آپ دامن ہی گردانتے ہین

کہین کیا شب ہجر کٹتی ہے کیونکر
جو دل پر گذرتی ہے ہم جانتے ہین

مرے دل کی کچھ قدر ہوگی اُنھین کو
جو کھوٹا کھرا خوب پہچانتے ہین

یہ فقرے یہ چالین یہ گھاتین یہ باتین
تجھے او دغا باز ہم جانتے ہین

عدو سے بھی ہے صلح منظور اچھا
جو ابتک نہ مانی تھی اب مانتے ہین

حفیظ اُس کی جس پر ہوئی مہربانی
اُسیکو زمانے مین سب مانتے ہین

اُٹھے بالین سے کیا جانے وہ کیا کہکر اشارو نمین
کہ یون سرگوشیان ہونے لگین بیماردارو نمین

رہی محدود کیا توقیر اپنی بزم ساقی تک
وہ میکش ہون کہ چرچا ہو مرا پرہیزگارو نمین

کچھ ایسے وقت مین آنا ہوا ہی اُنکا بالین پر
زبان کھلتی نہین باتین کہانتک ہون اشارو نمین

پلا لیتا ہے جب دو چار کو خود منہ لگاتا ہی
جسے دیکھو وہ ایسا ہی سخی ہی بادہ خوارو نمین

نہ اُٹھے گا کسی سے ناز بیجا یہ سمجھ رکھو
غنیمت ہی ہمارا دم تمہارے جان نثارو نمین

کبھی کچھ جھوٹ سچ پھرون تسلی کوئی دیتا تھا
کبھی اپنی بھی گنتی تھی کہین امیدوارو نمین

تمنائی ہی کوئی دھیان اُسے اب تک نہین یہ بھی — نہو گا بدنصیب ایسا کوئی امیدوارو نمین

کسیکے صدمہ دوری سی جو بے موت مرتی ہین — خدا جانے کہ اُنپر کیا گذرتی ہو مزارو نمین

ترے کشتون نے دیکر جان یہ کچھ منزلت پائی — کہ آتی ہین زیارت کیلیے حورین مزارو نمین

چمن مین بلبلونکو دیکھکر یہ بات یاد آئی — نشیمن تھا ہمارا بھی کہین اگلی بہارو نمین

حفیظ اپنے سپرد آج ایک میخانیکی خدمت ہے
کسیکو یہ شرف حاصل ہوا کب بادہ خوارو نمین

افسردگی دل سے یہ رنگ ہی سخن مین — یعنی خزان رسیدہ کچھ پھول ہین چمن مین

غربت مین بھی رہے ہم یارونکی انجمن مین — یاد وطن نے رکھا اکثر ہمین وطن مین

کیا سانس کا بھروسا پھر آئے یا نہ آئے — کبتک جلے گی آخر یہ شمع انجمن مین

لاکھو نمین ایک نکلی وضع جنون بھی اپنی — اب بھی رہے نہ دبکر ہم اُنسے بانکپن مین

کیا جانے کیا وہان سے لایا خوشی کا مژدہ — پھولا نہین سماتا قاصد جو پیرہن مین

جو چاہتے ہین راحت لکھین وہ حال غربت — ہم ننگ جانتے ہین خط بھیجنا وطن مین

شاید کچھ امن پاؤن ہاتھون سے آسمانکے — خاک اُس گلی کی لاکر مرے کفن مین

گو پیرزن ہے مخبر باعث تو ہے یہ آخر — آلودہ دست شیرین ہی خون کوہکن مین

ہم میکشون کو پیکر یہ انفعال آیا — رعشہ سا پڑ گیا ہی ہر ایک عضو تن مین

خانہ خرابی اپنی یاد آئی جی بھر آیا — اُجڑا ہوا جو دیکھا اک آشیان چمن مین

واعظ تری زبان سے غیبت بتونکی سنکر — مسجد سے اُٹھکے پہونچے ہم دیر برہمن مین

وہ دل ہین اور دل ہی سو حسرتونکا مسکن — خلوت مین انجمن ہی خلوت ہی انجمن مین

شاعر حفیظ تم سے کامل بہت ہین لیکن

کہتے ہین درد ایسا پیدا کہان سخن مین

جو آنکھین ہین نظر کر رنج ہین راحت کے سامان مین | بڑھا جب عیش حد سے بس خرابی آئی انسان مین
ہمین رو بیٹھکر مصروف تھے لوگ ارمان مین | تم آئے کیا پلٹکر جان آئی جسم بیجان مین
ہزار افسوس سے آیا نہ ہمکو آدمی بننا | فرشتے رشک کرتی خوبیان ہوتین وہ انسان مین
اگر ونکا راستہ بند اس گلی کا خاک تو ہو لون | کھٹکتا ہون ابھی کانٹے کیصورت چشم دربان مین
کنارہ چاہیے دیر و حرم کے رہنے والون سے | انھین لوگونکا ڈالا تفرقہ ہی کفر و ایمان مین
بھری محفل مین اُٹھکر اک ادا سے ہم بغل ہونا | پھنسا لینا ہی گویا ہر کسیکو دام احسان مین
نہ دیکھا جاے گا آئنے کا پیش نظر رہنا | حیا ہو تو سما جا تو بھی ای دل چشم جانان مین
مآل زندگی کو سوچکر پہرون ہی روتا ہون | گذر میرا کبھی ہوتا ہی جب گور غریبان مین
وہ کچھ ایسی ہی صورت تھی ہوئی وہمِ جو نظروں سے | سمایا اُسکا جلوہ نور بنکر چشم حیران مین
گرفت اچھی مگر یہ کاتب اعمال کو سوجھی | گنہگار محبت مجکو لکھا دفتر عصیان مین
تمیز نیک و بد ہوتی نہین جوش جوانی تک | اس آندھی مین سفینہ دلکا آجاتا ہی طوفان مین
کسی پردہ نشین کے راز کو افشا نکرنا تھا | برا دھبا رہا یہ حضرت یوسف کے دامان مین
ہمارے سامنے بیٹھے ہو تم ذکر وفا کرنے | کہین ایسا نہو شرما کے منھ ڈالو گریبان مین
شب غم کیا کہون آنکھون مین اُن زلفونکا لہرانا | بسر ہوتی ہی ساری رات اک خواب پریشان مین
لگایا اُسکو چھاتی سے سمجھکر تربت مجنون | کوئی جب ڈھیر ہمنے خاک کا دیکھا بیابان مین
شرف حاصل ہوا یہ تیرے در پر جبہہ سا ہو کر | شمار اپنا بھی کچھ ہونے لگا اب اہل ایمان مین
ہجوم یاس مین قاصد کیصورت کیا نظر آئی | اُمیدین جی اُٹھین پھر تازہ جان آنی ہر ارمان مین

حسینون مین حفیظ ایک ایک کو خوب آزما دیکھا

کوئی بھی آج تک پورا نہ اُترا عہد و پیمان مین

کام لین ضبط سے کھل کر وہ مراغم نکرین — پردہ رکھنا ہے محبت کا تو ماتم نہ کرین

دم بھی گھٹ گھٹ کے نکل جائے تو اُف ہم نکرین — دل کے رازدن سوز نہاں کو کبھی محرم نہ کرین

کیا کرین آمد و رفت اپنی اگر کم نکرین — زور تم پر نہین چلتا تو یہی ہم نہ کرین

نیستی ہی پہ مدار چمن ہستی ہے — بے ثباتی کا گلہ کچھ گل و شبنم نہ کرین

اپنی آنکھون مین سمایا ہو اک ایسا جلوہ — برق چمکے جو سر طور نظر ہم نہ کرین

حسرت وصل کی مٹنے کی نہین دل سے خراش — آپ اس زخم کو منت کش مرہم نہ کرین

کوئی دم کے لیے دنیا کا ہے ہنسنا رونا — وہ جو غافل ہین خیال گل و شبنم نہ کرین

مار رکھنے کی یہ چالین ہین لگاوٹ کیسی — دم ہی دیدے کے کہین وہ مجھے بیدم نہ کرین

بولنا آپ کے آگے ہو اگر بے ادبی — سامنے غیر کے بھی ذکر وفا ہم نہ کرین

سبب رنجش دشمن کا گلہ رہنے دین — اور بھی خاطر برہم کو وہ برہم نہ کرین

ہاتھ ملوائے اُنھین مرگ عدو کا صدمہ — کشمکش ایسی حیا کی ہو کہ ماتم نہ کرین

کوئی نعمت ہو زبان کیلیے اس سے بڑھکر — ورد کس طرح ترے نام کو ہر دم نہ کرین

بیکسون کا نہین ہوتا کوئی رونے والا — ہم خود اپنے دل مرحوم کا ماتم نہ کرین

دین و دنیا سے الگ ہو رہین یکسو ہو کر — ایک عالم مین رہین فکر دو عالم نہ کرین

شاعری غیر مہذب ہوئی جاتی تھی حفیظ
اک ذرا اور توجہ جو ادھر ہم نہ کرین

ردیف واؤ

کوئی جہان مین ایسا بھی نامراد نہو — کہ جسکی موت کا دن بھی قضا کو یاد نہو
بنی ہی جی پہ کہان جاکے اسکو بہلاون — یہ دل تو وہ ہو کہ جنت ملے تو شاد نہو
کبھی کسی کا کرم تھا ہمارے حال پہ کچھ — وہ بات ایسی نہین تھی کہ آج یاد نہو
ہوس بڑھی کہ محبت مین پڑگئے رخنے — غرض نہ بیچ مین آئے تو کچھ فساد نہو
وہ بندگی ہون جو مردود دہر و عالم ہی — وہ بندہ ہون کہ خدا کو بھی جسکی یاد نہو
کسیکے غم مین یہ ہو مجکو خود فراموشی — مصیبت آئے تو عیش گذشتہ یاد نہو
فلک ہمیشہ اسی کی ادھیڑ بن مین رہا — کسی غریب کی پوری کوئی مراد نہو
مٹا ہوا ہون کسیکے اک ایسے وعدے پر — ہزار یاد دلانے سے بھی جو یاد نہو

حفیظ کفر محبت اگر بتون کی ہے
خدا کرے کہ درست اپنا اعتقاد نہو

تو جو کہتا تو بڑا فخر تھا اسکا مجکو — لوگ کہتے ہین ترا چاہنے والا مجکو
تیری امید نے رکھا تھا کہین کا مجکو — ناامیدی کا نہوتا جو سہارا مجکو
غیر کی یاد مین بیچین جو پاتا ہون تمھین — اور تڑپاتی ہے حورونکی تمنا مجکو
تم اسی منہ سے کرو میری برائی صد حیف — بارہا جس سے کہا کرتے تھے اچھا مجکو
غیر جب بزم سے اٹھا تو ادھر منہ پھیرا — شکر صد شکر کہ اب آپ نے دیکھا مجکو
اعتبار آپکے وعدے پہ کیے بیٹھا ہون — ملگیا خوب ہی جینے کا سہارا مجکو
ساتھ اک بھیڑ سی ہوتی ہی جدھر جاتا ہون — اے جنون تونے بنایا ہی تماشا مجکو

جب تری یاد مین تڑپا ہی تو رشک آہی گیا
اپنے ہی دل پہ ہوا غیر کا دھوکا مجھکو

خاص اک طرح کا اسمین بھی نکلتا ہی رسوخ
کیا ہوا اُسنے جو محفل مین نہ پوچھا مجھکو

ابتو وہ حال ہی دشمن بھی ترس کھاتے ہین
ابتو کچھ درد بھی دیتا نہین ایذا مجھکو

ٹوٹنا بندھ کے امیدون کا ستم ہوتا ہی
داغ دے جائیگی مٹکر بھی تمنا مجھکو

آپ بدنام ہوے میرے سبب سچ ہی
یہ تو فرمائیے کس نے کیا رسوا مجھکو

کیا دعاؤن مین اثر آہ مین تاثیر نہین
تم پریشان ہو یہ کب سے ہے گوارا مجھکو

کیا جتارہے ہی یہ آنے کا ارادہ ہی اب
چھوڑکر آپ جو جاتے ہین تڑپتا مجھکو

نہ سہی عہد شکن وعدہ فراموش سہی
یہ شکایت تو نہین آپ سے بیجا مجھکو

نامہ بر شکوۂ اغیار کا دفتر لایا
اُس نے نامہ بھی جو لکھا تو نہ لکھا مجھکو

کفر و اسلام مین ہوتا ہی کہین ربط حفیظ
شرکت غیر ہو کس طرح گوارا مجھکو

قاصد خلافِ خط کہین تیرا بیان نہو
کرنا سنبھل کے بات کہ وہ بدگمان نہو

نالون کا میرے آٹھ پہر امتحان نہو
ڈرتے نہین کہ ایک زمین آسمان نہو

تہمت ہو بھول چوک کی پیغامبر کے سر
شکوؤن کا لطف کیا جو کوئی درمیان نہو

نالون سے لڑ رہی صداے جرس جو آج
گم کردہ راہ کوئی پسِ کاروان نہو

سو سُنکے ایک بھی نہ کہین ہم بجا درست
اُس سے یہ آپ کہئے کہ جسکے زبان نہو

ابتک وہ یاد ہین تری اگلی عنایتین
بس بس ہمارے حال پہ تو مہربان نہو

چھوٹی تری گلی تو یہ مجھکو یقین ہوا
جنت ہے وہ جہان ستم آسمان نہو

اخفاے راز عشق کی تدبیر بھی سہی
اس کا علاج کیا ہے جو ضبطِ فغان نہو

کرتے ہین ایک ایک سے میری شکایتین
صرف اس خیال سے کہ کوئی بدگمان نہو

یہ کیا کہ سرچڑھا کے نظر سے گرا دیا
اب مہربان ہوے ہو تو نامہربان نہو

دل کو کہان ہی صدمۂ رشک عدو کی تاب
سو امتحان ہین اور یہ اک امتحان نہو

مرنا پھڑک پھڑک کے گوارا سہی مگر
اتنا تو ہو قفس مین غمِ آشیان نہو

کعبے مین بتکدے مین خرابات مین رہے
انسان وہ ہے کہین جو کسی پر گران نہو

اپنی بھی سرگذشت ہی اک طرفہ داستان
برسون سنو تو نصف یہ قصہ بیان نہو

دل سے ہے دل کو راہ یہ سچ ہی اگر **حفیظ**
ممکن نہین خیال یہان ہو وہان نہو

کون ہاتھون سے جدائی مین سنبھالے دلکو
اب جو ہو وصل کرون اُنکی حوالے دل کو

اُسکی محفل مین جو بیٹھے تو پھر اُٹھنا معلوم
جسکا ہر ناز ہر انداز لبھالے دل کو

اُن نگاہون سے بھی گرینگی غضب ہی اُفتاد
پھر نہ سنبھلے گا کوئی لاکھ سنبھالے دل کو

ہاے تلوون سے جو ملتا ہی اُسے کیا کہئے
آنکھ والا ہو تو آنکھون سے لگالے دل کو

آکے بیٹھا ہے تسلی کوئی دینے کیلیے
اضطراب اور کچھ اسوقت اُچھالے دل کو

کیا سُنون نغمۂ بلبل کہ ہنسے دیتی ہین گل
دل دُکھے جس سے وہ مرغوب ہین نالے دل کو

ابتو سینے پہ کوئی دست تسلی بھی نہین
بیکسی تیرے سوا کون سنبھالے دل کو

کھوٹے دامون بھی اگر کوئی خریدار ملے
کون کمبخت نہ اب بیچ ہی ڈالے دل کو

ایک ہم ہین کہ محبت مین ہین بیچین **حفیظ**
ایک وہ ہین کہ جو بیٹھے ہین سنبھالے دل کو

ملی ہے ہمت عالی وہ بادہ نوشون کو
ملے بہشت تو دیدین یہ مے فروشون کو

زہے نصیب کہ آمد مرے حضور کی ہے / فرشتے تاک رہے ہین لحد کے گوشون کو
جہان ہے حسن وہان اُنکی قدر و قیمت کیا / ملینگے ہاتھ ملے گا یہ دل فروشون کو
ہمارے سامنے اکدن یہ ہونگے بے پردہ / کوئی ابھی سے جتا دے نقاب پوشون کو
چلا جو بزم مین ساغر کہا یہ ساقی نے / اُنھین کا ظرف ہے روکین جو اپنے جوشون کو
پھرے ہین دور جنازہ کسی کا پہونچا کر / کہ لوگ ہاتھون سے تھامے ہوے ہین دوشون کو
اُٹھینگے صور سے کشتے ترے تغافل کے / نفیر خواب سمجھتے ہین وہ خروشون کو
کسیکے نقش قدم نے یہ گل کھلائے ہین / بٹھا دیے ہے سر راہ گل فروشون کو
خطر ہے راہ کا اُن کو نہ خوف منزل کا / جو لیکے ساتھ چلے ہین عمل کے توشون کو
چمن مین دیکھ کے پودونکو جی نہال ہوا / بہار آئے مسرت ہو سبز پوشون کو
چمن نثار ہے وہ گل چنے ہین ڈالی مین / سکھا دیے یہ ہنر کسنے گل فروشون کو
ابھی ہزارون گلے تیغ پر دھرے ہونگے / پکار دیکھیے مقتل مین سرفروشون کو

کسی کی اتنی نصیحت حفیظ یاد رہے
سُنائیے نہ غزل اپنی عیب پوشون کو

سوہان روح ٹھہرا یہ روگ آدمی کو / لاکھون طرحکی فکرین گھیرے ہین ایک جی کو
چوکھٹ پر ایک بت کے سجدے بہت کئے ہین / یارب قبول کرنا عاجز کی بندگی کو
زاہد تمیز ہمکو اچھے بُرے کی جب ہو / دنیا مین تو دکھا دے دو چار جنتی کو
مانے نہ مانے اسکو اب کوئی بعد میرے / مین نے بہت نباہا آئین دوستی کو
کیا کیجیے گا لے کر افسردہ دل ہمارا / کوئی بھی پوچھتا ہے سوکھی ہوئی کلی کو
جسطرح جیتے جی ہم معشوق سے جدا ہین / یہ روز بد دکھانا یارب نہ تو کسی کو

دم لو حفیظ ایسی اب کیا ہے جان دو بھر
سے لینے کو یہ امانت بھیجینگے وہ کسی کو

بچا کر کتنے پہلو لکھ رہا ہون حرف مطلب کو — فرشتہ ہو تو بھیجون خط یہ معشوق مہذب کو
اگر بھڑے یہان تو پھر کہان ملنی کی ٹھہریگی — یہ سُنکر رونے والے نوٹ کر دیتے ہین مطلب کو
اُدھر قینچی کیصورت چل رہی ہے وہ زبان فرفر — ادھر یہ عالم حیرت کہ جنبش تک نہین لب کو
حسین خوش وضع خوش پوشاک عالم مین بہت دیکھے — کہان کوئی پہونچتا ہے تری چھب کو تری ڈھب کو
یہی خواہی مری تعبیر بدخواہی سے ہوتی ہے — یہ کیون وہ ناسمجھ ہے غیر سمجھاتے ہین مطلب کو
کئی دن سے توکیا کیا خوبیان غیرونکی سُنتا تھا — ابھی کیون ساتھ میری تم بُرا کہنے لگے سب کو

حفیظ اک ہٹ دھرم معشوق اکثر مجھسے کہتا ہے
اگر ملنا ہو مجھ سے تو بدلیئے اپنے مذہب کو

کچھ خطا ہو جو مری ترک ملاقات کرو — جی کے دشمن نہ بنو سوچکے یہ بات کرو
شام سے دل کا تقاضا ہے کہ نالے کھینچو — آنکھ کہتی ہے کہ رو رو کے بسر رات کرو
غیر سے ربط بڑھانا ہو تو ہم سے نہ ملو — بات رکھنا ہے ہماری تو یہی بات کرو
قید مسجد کی نہ کچھ شرط ہے بتخانے کی — بیٹھکر جا ہو جہان دل سے مناجات کرو
شاخ ہر وقت نکالو نہ مری باتون مین — ہر گھڑی جرح کے مجھ سے نہ سوالات کرو
بھیڑ جھنٹ جائیگی کچھ رات گذر جانے دو — شیخ صاحب نہ ابھی قصد خرابات کرو

آج یہ غم کی ترقی کے ہین اسباب حفیظ
گذری باتون کو نہ تم صرف خیالات کرو

خدا ہو آپ ہون ہم ہون عدو ہو — کھلے عقدہ جو باہم گفتگو ہو

بشر تو کیا فرشتے اُسکو چاہین
اگر معشوق تجھ سا خوبرو ہو

کسی کو منہ دکھا ئینمین بھی غمزے
کسی سے بے محابا گفتگو ہو

ہمین بھی اُس گھڑی تم یاد کرنا
اگر پوری کسیکی آرزو ہو

جفا کا شکوہ سُنکر جلکے بولے
اُسے ڈھونڈھو وفا کی جسمین خو ہو

رہے کچھ سلسلہ وحشت کا جاری
گریبان چاک ہو دامن رفو ہو

بتا کعبے کی پھر کیا قید زاہد
خدائی مین خدا جب چارسو ہو

پیو تم غیر کے ہاتھون سے ساغر
تمھین کیا دل مرا غم سے لہو ہو

خموشی مین بھی تیری اک ادا ہے
اشارون ہی مین ہمسے گفتگو ہو

جہان اچھے بُرے کی ہو نہ تمیز
حفیظ اپنی وہان کیا آبرو ہو

حسینون مین جو پایا پیار کے قابل ہزارونکو
حفیظ اُنمین سے چنکر ہمنے چاہا وضعدارونکو

تو اپنے زہد کی باتین سُنا پرہیزگارون کو
ترے جھگڑون سے ای زاہد غرض ہم بادہ خوارونکو

ہوے رسوای عالم راز دل ایک ایک سے کہکر
بنایا بدگمان خود ہمنے اپنے رازدارونکو

کمی کیا آجکل کچھ پڑ گئی ہے مرنے والونکی
جواب گورِ غریبان مین وہ گنتے ہین مزارونکو

مرے گھر آینوالے ہین وہ شب بھر کیلیے یارب
مرے ہاتھ آج دیدے آسمان کے اختیارونکو

خبر اپنی نہین کرتے ہین لیکن غیب کی باتین
ذرا سی پی کے کیا کیا سوجھتی ہے بادہ خوارونکو

رُلاتے ہین اُنھین میری وفائین یاد دلواکر
مرے ماتم مین یہ کیا دل لگی سوجھی ہے یارونکو

اُدھر تاکید ہے راز محبت کے چھپانیکی
ادھر تفتیش وجہ غم کی میرے غمگسارونکو

کوئی اسکے سوا بھی انکے جینے کا سہارا ہے
سمجھکر کیجیے گا نا اُمید اُمیدوارونکو

جو ہم رندون پہ منہ آتی ہین اس سی تو یہ ظاہر ہی
قبا لے ملگئے جنت کے ان پرہیزگارونکو

مرا غم ہوگیا تازہ پریشان دیکھکر تم کو
کہانسے تم رلانے آئی میری سوگوارونکو

نہ تھمتی ہی نظر انکی نہ میرا دل ٹھہرتا ہی
تڑپنے سے کبھی فرصت نہین ان بیقرارونکو

صف محشر مین تم اپنی نگاہونمین انھین رکھنا
کہین حورین نہ لیجا ئین تمہاری جان نثارونکو

کوئی رونے سے جی اٹھے تو ہم بھی بیٹھکر روئین
یہ سمجھاتے ہین ہنس ہنسکر وہ میری سوگوارونکو

بھلا ناز و کرشمہ۔ حور کا یہ خاک سمجھینگے
سلیقہ بات کرنے کا نہین پرہیزگارونکو

فلک نے کیا سلوک ان سے کیا جو مرمٹے تیرا
کبھی تکیون مین آکر دیکھلو انکی مزارونکو

حفیظ ان شاہان نازپیشہ کی محبت مین
ہزارون مشکلون کے سامنے ہین وضعدارونکو

بتاؤن کیا کسی کو مین کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو
مری حسرت مری ارمان ہو میری تمنا ہو

محبت مین قلق ہو رنج ہو صدمہ ہو ایذا ہو
یہ سب کچھ ہو کوئی پردہ نشین لیکن نہ رسوا ہو

تم اپنے حسن کی کیا بوالہوس سے داد پاؤگے
اسے پوچھو مری دل سی کہ تم کیا چیز ہو کیا ہو

مری دلکو نہ مل تلوؤن سے اپنی مین یہ ڈرتا ہون
کہین ایسا نہو اسمین کوئی خار تمنا ہو

نہ دیکھون کسطرح حسن خداداد ان حسینونکا
بھلا ان زاہدونکی طرح کون آنکھونکا اندھا ہو

تری تصویر بھی ہے باعث دلبستگی لیکن
اسے تسکین کیا ہو جو تری باتون پہ مرتا ہو

حفیظ آنا ہوا ہے پھر عظیم آباد مین اپنا
پھر اگلے ولولے پیدا ہوی اب دیکھئے کیا ہو

مفت دیدون تمہین ایسا نہین دوبھر مجکو
یہ وہ دل ہے کہ بڑا ناز ہی اس پر مجکو

پیٹھ پیچھے مجھے جو کچھ نہ کہو تھوڑا ہے
گالیان دیتے ہو جب تم مری منہ پر مجکو

دست نازک سی گلا بھی تو مرا کٹ نہ سکا
دق کیجئے دق کیجئے اب دست کیجئے خنجر مجھکو

منہ لگائے کبھی وہ مست یہ امید کسے
اپنا جھوٹا بھی جو دیتا نہین ساغر مجھکو

آنکھ ہر روزن در ہجر مین دکھلاتا ہے
کاٹے کھاتا ہی جدائی مین مرا گھر مجھکو

اس سے بہتر ہی اُٹھا دیجئے محفل ہی سی
کیون جگہ دیجئے دشمن کے برابر مجھکو

یہ سناتے ہوے وہ صبح شب وصل چلے
آج سے پھر نہ خدا لائے ترے گھر مجھکو

عشوہ و غمزہ و شوخی داد اسے فریاد
مار ڈالا انھین جلادون نے ملکر مجھکو

بجھ گیا دل ہی کرون فکر سخن خاک حفیظ
وہ طبیعت نہ رہی ناز تھا جس پر مجھکو

ملنے والون سے ملو حسن پہ غرّا نکرو
جانے والی ہی جوانی کا بھروسا نکرو

پاس جو کچھ ہی ہمارے وہ تمہارا ہی تو ہی
لو سیے دیتے ہین دل اپنا پرایا نکرو

ہم کہے دیتے ہین باتون کی ہمین تاب نہین
تم ہمین چھیڑ کے ہر وقت کڑھایا نکرو

اب تو ہم ترک تمنا کی دعا مانگین گے
کہہ چکے وہ مرے ملنے کی تمنا نکرو

دیکھنے والون سے پردہ ہی اگر ہی منظور
اپنی شکل آپ بھی آئینہ مین دیکھا نکرو

اُنکا یہ شغل کہ ہر دم ہے عدو کا چرچا
مجکو یہ حکم کہ تم ذکر کسی کا نکرو

کس لگاوٹ سی شب وصل وہ کہتی ہین حفیظ
آؤ ملجاؤ گلے ہجر کا شکوا نہ کرو

سنکے میرے عشق کی روداد کو
لوگ بھولے قیس کو فرہاد کو

اے نگاہ یاس ہو تیرا بُرا
تو نے تڑپا ہی دیا جلاد کو

بعد میرے اُٹھ گئی قدرِ ستم
اب ترستے ہین حسین بیداد کو

اک ذرا جھوٹی تسلی ہی سہی
کچھ تو سمجھا دو دل ناشاد کو

ہاے یہ درد جگر کس سی کہون
کون سنتا ہے مری فریاد کو

جائینگے دنیا سی سب کچھ چھوڑ کر
ہان مگر لیکر کسی کی یاد کو

اب مجھے مانین نہ مانین اے حفیظ
مانتے ہین سب مری اُستاد کو

وہ آئے میری گھر مین بخت یاور ہو تو ایسا ہو
جو قسمت ہو تو ایسی ہو مقدر ہو تو ایسا ہو

جبین پر بل نظر خونریز چتون قہر آلودہ
ادا سے بانکپن ٹپکے ستمگر ہو تو ایسا ہو

محبت مین تری ناکام تو کیا اُف تک نہ کی مینے
اگر قابو کسی کو اپنے دل پر ہو تو ایسا ہو

وہی آج اے خدا مجکو ملے جو میرا قاتل ہی
اگر انصاف میرا روز محشر ہو تو ایسا ہو

مقدر دیکھیے کس اوج پر ہی سنگ اسود کا
جگہ پائی خدا کے گھر مین پتھر ہو تو ایسا ہو

تری چین جبین اور ابروِ پرخشم کا کیا کہنا
جو چھریان ہون تو ایسی ہون جو خنجر ہو تو ایسا ہو

حفیظِ خوش بیان کیا بات تیری خوش بیانی کی
سخن کو ناز ہے تجھ پر سخنور ہو تو ایسا ہو

مناؤن کیون تمہین یہ تو بتاؤ ایسی کیا تم ہو
بگڑ کے کیا کروگے اے بتو میرے خدا تم ہو

خدا کو درمیان دیکر کر و جو عہد کرنا ہی
یہان شاہد نہین کوئی فقط اک ہم ہین یا تم ہو

بنا رکھا ہی اک جان دو قالب اس محبت نی
تمہاری آرزو ہم ہین ہمارے مدعا تم ہو

خبر لیتے نہین جب اپنے بیمارِ محبت کی
مجھے یہ تو بتاؤ کس مرض کی پھر دوا تم ہو

مری آنکھو مین پھرتے ہو مگر پنہان ہو نظر و نسی
مری ہی دل مین رہتی ہو مگر مجھسے جدا تم ہو

حسین ہو کر تمہاری پڑگئی ہی جان جھگڑے مین
کسی کی آرزو تم ہو کسی کا مدعا تم ہو

مزا دیتا ہی میری لاش پر اُنکا یہ فرمانا
پڑے ہو منہ لپیٹے کیون کسی سی کیا خفا تم ہو

کسی کو دیکے دل پھر ظلم کا شکوہ ہی بیجا ہی
جفا پر صبر کرنا تھا یہ فرماتے بجا تم ہو

حفیظ اتنا ے معشوق سے پرہیز کیا کہنا
بڑے ہی پاک طینت ہو بڑے ہی پارسا تم ہو

ہماری سامنے پہرون ہماری ہی شکایت ہو
سنین چپکے تو ملزم ہون جو کچھ بولین تو حجت ہو

برائی آسمان کی ہو مقدر کی شکایت ہو
مگر نام اُنکا آجائے زبان پر تو قیامت ہو

جہان بلبل کا ذکر آتا ہی چرچا گل کا ہوتا ہی
اگر عاشق نہو معشوق کی ہرگز نہ شہرت ہو

پرستش ہو مری مٹی کی سجدی سب کرین آکر
تری دہلیز کا پتھر جو میرا سنگ تربت ہو

مری لاشے کے ٹکڑی تو ہر گلی کوچے مین پھنکوا دی
مجھے تشہیر یون کر دیکھنے والونکو عبرت ہو

نہ میری بیکسی کا صرف مجھسی پوچھا ای زاہد
اڑا دون اُسکو دو دن مین اگر قارون کی دولت ہو

بڑی آنکھین کسی کی ہین تو ہون تعریف کیا اسکی
ثنا ہم اُسکی کرتی ہین جن آنکھون مین مروت ہو

مرے ساقی کی مستانہ ادائین دیکھکر زاہد
مرا ذمہ اگر تیری نہ ڈانوا نڈول نیّت ہو

وہ کہتے ہین کہ یہ چوری نہین تو پھر کہو کیا ہی
تعجب ہی ترا دل اور اُسمین میری حسرت ہو

عیادت کو کبھی آئی نہ بعد مرگ مٹی دی
گھڑی بھر کیلیے اب میری پھولونین تو شرکت ہو

پڑے یا رب ہماری بیکسی کا صبر ناصح پر
کہ اسکی بھی کسی بیدرد پر مائل طبیعت ہو

ملا دو خاک مین مجکو مگر تم صاف ہو جاؤ
نکالو وہ جو دلمین میرے جانب سے کدورت ہو

تسلی دیکے جاتے ہو تو یہ بھی کہتے جاؤ تم
تڑپکر جان دینا درد لگی پھر جو شدت ہو

منانا مین کرتا اگر ہوتا تصور اپنا
عبث بھی تم پھری ہو تو پھر کیا میری قسمت ہو

عیادت کو مری آئے مگر کس وقت تم آئے
مری دنیا سی رخصت ہی اُٹھو اب جلد رخصت ہو

کمال حسن ہوتا ہی زوال ان نہ جبینون کا
نہ عیش جاودانکا دھیان کھ اس دار فانی مین

اگر یہ ناتوان ہون توسو احسن نزاکت ہو
طلبگار مصیبت ہو طلبگار مصیبت ہو

زبان کا لطف بندش چست مضمون صاف و پاکیزہ
حفیظ ایسا سخن جسکا ہو اُسکی کیون نہ شہرت ہو

رقیبون سے تمہین ملنا اگر ہو
ہمارے یا عدو کے ہو رہو تم
چھکا دی مجکو اے ساقی چھکا دی
نہ ہمکو دیکھکر دیکھو عدو کو
ہوئی تاثیر نالون مین تو پھر کیا
پشیمان وہ ہون محشر مین یارب
کیسکی پھر خبر پوچھینگے قاصد
کہے دیتی ہین خواب آلودہ آنکھین
وہ کہتے ہین دعائے وصل سنکر
مقدر کا لکھا تھا یہ بھی ورنہ

کرم اب سی ہمارے حال پر ہو
یہ جھگڑا کیا ادھر ہو یا اُدھر ہو
پلادی آج خم مین جسقدر ہو
نہ یکسان دوست دشمن پر نظر ہو
مزہ جب ہی کہ بات تو نہین اثر ہو
ہر اک الزام اُنکا میری سر ہو
ہمین پہلے کچھ اپنی تو خبر ہو
کہین تم آج جاگے رات بھر ہو
مزہ آئے اگر اُلٹا اثر ہو
مراد شمن مرا ہی نامہ بر ہو

حفیظ اُٹھو کہین اب بتکدی سے
چلو اے یار کعبے کا سفر ہو

اُنکو سمجھائیے آتے ہین جو سمجھانے کو
بس یہی رٹ ہی کہ بھر دی مری پیمانے کو
دھیان سی جاتی نہین زلف تری آنکھ تری

یون ستانا نہین اچھا کسی دیوانے کو
رند ہین سر پہ اُٹھائی ہوے میخانے کو
گھیرے ہی رہتی ہین پریان تری دیوانے کو

محتسب ہو نہ کہین یہ کسی مینوش کا دل
توڑ کمبخت زرا دیکھ کے پیمانے کو

مغبچے چلتے ہین جب شیشۂ مے طاق پر
اک پری خانہ بنادیتے ہین میخانے کو

ایک عالم سی جو وحشت مین الگ ہو بیٹھا
مل گیا دوسرا عالم ترے دیوانے کو

ہنس پڑی ناز سے وہ ہو گیا غصہ ٹھنڈا
مستعد مین جو ہوا جی سے گذر جانے کو

چھیڑنے بیٹھے ہو کیا اگلی ملاقات کا ذکر
یاد دلواؤ نہ بھولے ہوے افسانے کو

دل جلانا کسی بیکس کا برا ہوتا ہے
عمر بھر شمع جلی پھونک کے پروانے کو

جشن نوروز کا سامان ہی بہار آئی ہی
مغبچے بھرتے ہین خم سجتے ہین میخانے کو

آپکی بزم سے ہم دولت دل کھو کر چلے
ہاے تقدیر کہان لائی تھی لٹوانے کو

بات پر حضرت ناصح کی ہنسی آتی ہے
یہ سمجھ اور ہمین آئے ہین سمجھانے کو

مجکو گستاخ سمجھ کر وہ اُٹھے محفل سے
شمع پر دیکھکے گرتے ہوی پروانے کو

شام غربت مین ہمین صبح وطن یاد آئی
باغ کی قدر ہوئی دیکھکے ویرانے کو

کیا کہون اُن سے ہوا قطع تعلق کیونکر
پوچھ ہمدم نہ مقدر کے بگڑ جانے کو

بیخودی اب تو زرا آپ مین آنے دے ہمین
آج سنتے ہین وہ خود آئینگے سمجھانے کو

جھوٹ یا سچ ہے یہ انصاف تو پھر کیجیگا
سنیئے سنیئے ابھی سنیئے مرے افسانے کو

نیند کا کرنہ بہانا تری آنکھون کے نثار
رات بھر وصل مین گردش رہے پیمانے کو

ہو گیا معتقد پیرِ خرابات حفیظ
اب وہ جاتا ہی کہان چھوڑ کے میخانے کو

شاد ہو انسان یا ناشاد ہو
لیکن اُسکی دُھن ہو اُسکی یاد ہو

اسکے ہاتھون یون بشر برباد ہو
اس محبت کی کہان فریاد ہو

یہ نگاہِ شوق ہی جدت پسند / ہر ادا مین کچھ نہ کچھ ایجاد ہو
مجکو تو سب یاد ہین وعدے ترے / بھولنا بھی تجکو شاید یاد ہو
لڑکھڑا کر پاے ساقی پر گرون / اپنی لغزش کی نئی اُفتاد ہو
آدمی کے ساتھ ہی قیدِ حیات / جیتے جی کیونکر کوئی آزاد ہو
خاک حسرت خانۂ دلمین اُڑے / آپ کا گھر اور یون برباد ہو
ہو گئے کیون چپ سوال وصل پر / ہان نہین کچھ تو بھلا ارشاد ہو
تمکو او اُلفت مری اچھی کہی / وہ کہو جس بات کی بنیاد ہو

اگلے لوگون کا تو کیا کہنا حفیظ
تم بھی اپنے وقت کے اُستاد ہو

ردیف ہاے ہوز

پی ہمنے بہت شراب توبہ / اے گرمی آفتاب توبہ
عالم کا یہ انقلاب توبہ / ذرّے ہوے آفتاب توبہ
جسوقت تسلیان کوئی دے / اُسوقت کا اضطراب توبہ
آنکھین جھپین دیکھکر ہون بیمار / وہ نرگسِ نیمخواب توبہ
کیا ہی مستانہ ہر ادا سے / کس جوش پہ ہی شباب توبہ
کر دونگا ہزار مین اُٹھین بند / باتون کا مری جواب توبہ
ہر روز ہی اک نیا ستم ہی / ہر وقت ہی اک عتاب توبہ
ساقی ترے دور مین کسیکی / ہوتی بھی ہے مستجاب توبہ

آنکھین شب وصل بھی جھکی ہین
خلوت مین بھی یہ حجاب توبہ

کرتا ہے شراب محتسب بند
یہ بھی ہے کوئی ثواب توبہ

پیری مین **حفیظ** مے پرستی
اب کیجئے اے جناب توبہ

عارضی حسن پہ کیون ناز ہو یہ
نہ رہیگا کہ دغا باز ہے یہ

جبہہ سائی ہے تری در کی نصیب
اپنی قسمت پہ مجھے ناز ہے یہ

کون نرگس کو چمن مین دیکھے
کیا تری چشم فسون ساز ہے یہ

شمع کا نام نہ کیون ہو روشن
تیری محفل مین سرافراز ہے یہ

صدر مین اسکو جگہ ملتی ہے
اب وہان غیر کا اعزاز ہے یہ

چھپ سکیگی نہ محبت تیری
دلمین رکھ لون اسے کیا راز ہے یہ

زندہ ہی نام سخن تجھسے **حفیظ**
شاعری کا ہیکو اعجاز ہے یہ

بنائین کیا چمن مین آشیانہ
گھڑی بھر مین بدلتا ہے زمانہ

یہ باتین اور مجھ سا کہنے والا
فسانہ اور پھر تیرا فسانہ

مری تشہیر کا دیکھا نتیجہ
ہوا اب کون رسوای زمانہ

ہماری بندگی کعبے کو زاہد
نہ چھوٹے گا بتون کا آستانہ

کرے گا خود رہا صیاد ہم کو
اُٹھیگا جب قفس سے آب و دانہ

اُسی پر گرتی ہو ہر پھر کے بجلی
مرا جس نخل پہ ہے آشیانہ

اگر سوئے لحد مین چین سے ہم
تو کیا کیا کروٹین لیگا زمانہ

تری مسجد مین بھی ہو حق ہو زاہد
مرے میخانے مین ہر دم ہو یہ ذکر
تفاوت دوسرا یہ ہو کہ ہو حق

ق

اگر بعدِ نمازِ پنجگانہ
نہین اسکے لیے کوئی زمانہ
وہ مُلّا یا نہ سہی یہ عارفانہ

حفیظ اُس شخص کا شاگرد ہون مین
جو ہے اس وقت یکتائے زمانہ

کسقدر ہو صاف دل پاکیزہ طینت آئینہ
اک ذرا دل مین نہین رکھتا کدورت آئینہ

لے چکے دل ہاتھ مین جب وہ تو مینے یہ کہا
اسمین منہ دیکھو یہ ہو کیا خوبصورت آئینہ

ہون وہ بسمل دیکھتا ہون اپنی بھی شکل مآل
تیغ دکھلاتی ہے ہنگام شہادت آئینہ

شکل وحشت کی مری مجکو دکھانیکے لیے
بنگیا ہر ذرۂ صحرائے وحشت آئینہ

دیکھتا ہے پیار سے اسکو جو وہ آئینہ رو
آئینے مین دیکھتا ہو اپنی صورت آئینہ

دیکھ لی ہے کس سراپا ناز کی تصویر حسن
ہوگیا ہے جو سراپا چشم حیرت آئینہ

دیکھیے قسمت مرے سو اپنے گھر بیٹھے حفیظ
لوٹتا ہو اُسکے نظارے کی دولت آئینہ

ردیف یائے تحتانی

جان جاتی ہو کہ یہ رات بسر ہوتی ہو
دیکھین کیونکر شب فرقت کی سحر ہوتی ہو

شمع کی رات تو رو رو کے سحر ہوتی ہو
اپنی کچھ اور خرابی سے بسر ہوتی ہو

آجتک کیون وہ مری حال سو واقف نہ ہوے
دل کی دلکو یہ سُنا ہے کہ خبر ہوتی ہو

یاد بیساختہ آتی ہین ادائین تیری
اچھی صورت جو کہین پیش نظر ہوتی ہو

رائیگان ہو نہین سکتی کبھی آہ مظلوم
بے اثر یہ نہین ہان دیر اثر ہوتی ہے

ہم بھی اک روز ترے دلمین جگہ کرلینگے
کچھ بھی تاثیر محبت مین اگر ہوتی ہے

تجکو ناصح ہی محبت مین عبث فکر مآل
کسکو انجام کی وہ یان مین خبر ہوتی ہے

رشک کرتے ہین مری حال پہ جنت والی
عمر جب سے کسی کوچہ مین بسر ہوتی ہے

وصل جبتک تھا شب و روز کا عالم تھا کچھ اور
شام ہوتی ہی اب ایسی نہ سحر ہوتی ہے

کھل چکا راز محبت کا تو پردہ کیسا
کہین چھپتی ہے جو مشہور خبر ہوتی ہے

جب اُنھین کو نہ پسند آئی غزل اپنی حفیظ
کچھ نہین خلق مین تعریف اگر ہوتی ہے

اُنکو دل دیکے پشیمانی ہے
یہ بھی اک طرح کی نادانی ہے

وصل سے آج نیا ہے انکار؟
تم نے کب بات مری مانی ہے

آپ دیتے ہین تسلی کسکو
ہمنے تو اور ہی کچھ ٹھانی ہے

حال بے پوچھے کہے جاتا ہون
اپنے مطلب کی یہ نادانی ہے

کسقدر بار ہون غمخوارون پر
کیا سبک میری گران جانی ہے

گھر بلا کر وہ مجھے لوٹتے ہین
یہ نئی طرح کی مہمانی ہے

ہمسے وحشت کی نہ لے او مجنون
ہمنے بھی خاک بہت چھانی ہے

خاک اُڑتی ہے جدھر جاتا ہون
کیا مقدر کی پریشانی ہے

گھر بھی ویرانہ نظر آتا ہے
ہائے کیا بے سروسامانی ہے

آئی کیون اُنکی شکایت لب تک
ہمکو خود اسکی پشیمانی ہے

کہین دو دن نہ رہا جمکے حفیظ

ایک آوارہ ہی سیلانی سے

بعد توبہ بھی وہی یاد ہے میخانیکی | گردش آنکھونمین پھرا کرتی ہی پیمانیکی
اُنکو کیا ایسی پڑی ہے مرے گھر آنیکی | خوب سوجھی مرے غمخوار کو سمجھانیکی
اسلیے وعدی پہ وعدی ہین کہ بیچین رہون | ایک ترکیب ہی یہ بھی مرے تڑپانیکی
برسون دیکھا ہی ان آنکھون سی تو انکو دلمین | مدتون سیر ہوئی کعبے مین بتخانیکی
دن رہے آج جو بیٹھے ہو سنورنے کیلیے | کیا سر شام ہی ٹھہری ہی کہین جانیکی
دین و دنیا ہو فراموش ابھی زاہد کو | ایک دو گھونٹ جو پی لی مرے پیمانیکی
ہای رے موت جوانی کی کوئی میت پر | روکے کہتا ہی کہ یہ عمر تھی مر جانیکی
آدمی سے جو محبت مین نہو تھوڑا ہی | اتنی سی جان پہ ہمت ہی یہ پروانیکی
شام ہوتے ہی تری یاد نے بیچین کیا | رات بھر آج ہمین نیند نہین آنیکی
ہر گھڑی حضرتِ ناصح یہ نصیحت کیسی | یون سمجھیے کوئی حد ہوتی ہے سمجھانیکی
محتسب آے جو آتا ہے پلا دو ساقی | بہت اونچی نہین دیوار بھی میخانیکی
حال دل روز نئے ڈھنگ سی کہنا ہمکو | اُنکی فرمائشین ہر شب نئے افسانیکی
یاس و امید مین دن جسکے بسر ہوتے ہون | پوچھیے اُس سے حقیقت مری گھبرانیکی
شیخ جی اور ملا لیجیے تھوڑا پانی | ہلکی ہو جاے کڑی ہو مرے پیمانیکی
ایک عالم نظر آتا ہی ہر اک ذری مین | کتنی آباد زمین ہے مرے ویرانیکی
محتسب کے قدم آتے ہی یہ دیکھا ہمنے | لے گیا لوٹ کے رونق کوئی میخانیکی
ولولے تازہ ہوی جاتے ہین صبح شب وصل | کتنی بیچین ادا ہے ترے شرمانیکی
شمع سر دھنتی ہی روتی ہی کھڑی بالین پر | زندگی سے کہین موت اچھی ہی پروانیکی

آبرو ہاتھ سے جائے نہ محبت مین **حفیظ**
آدمی کے لیے یہ بات ہے مرجانیکی

ٹکڑے جگر کے ہونگے مرے دلکی آہ سے
یہ تیر کم نہین ہے تمھاری نگاہ سے

حسرت ہمارے دلکی عیان ہو نگاہ سے
کامل ثبوت عشق کا ہو اس گواہ سے

کیون ناامید عفو ہون کیا جانتے نہین
رحمت تری بڑی ہے ہمارے گناہ سے

پلٹے پر اپنے داورِ محشر کو جان کر
وہ لڑ رہے ہین حشر مین ہر دادخواہ سے

کیا پھر وصل تم نے عدو کو زبان دی
ملتی نہین نگاہ جو میری نگاہ سے

مے پی ہے شیخ نے کہ یہ نشۂ ہو زہد کا
نکلے ہین جھومتے جو ابھی خانقاہ سے

محتاج خلق مین نہوا بعد مرگ بھی
میت زمین مین گڑ گئی بارِ گناہ سے

زلفین ہٹین تو رخ پہ نظر دوڑنے لگی
بیڑی اُتر گئی مرے پائے نگاہ سے

ہم پر ستم بھی کیجیے غصہ بھی کیجیے
سب کچھ سہی حضور مگر راہ راہ سے

ہر موے تن زبان ہو تو کچھ شکر ہو ادا
کیا کچھ ملا نہ ہمکو تری بارگاہ سے

اچھون کا سُن چکے ہین طرفدار ہے خدا
پھر عذر کیون کرین وہ کسی دادخواہ سے

مستونکو ہے تو خدمت پیرِ مغان سے کام
مطلب فقیر سے نہ غرض بادشاہ سے

ہر نیک و بد کے کاتب اعمال ہین شریک
حصہ انھین ملے گا ہمارے گناہ سے

بیخود بنا کے حضرت موسیٰ کو کھو دیا
ٹلتے نہ حشر تک وہ تری جلوہ گاہ سے

کرتا ہے حشر مین کوئی دل سے لگاوٹین
دیکھو یہ ساز باز ہمارے گواہ سے

ملتے ہی آنکھ جان گئے آرزو مری
کیا دل کی بات تاڑ گئے تم نگاہ سے

ناصح خدا کے واسطے تو اپنی راہ لے
کیون پھیرتا ہے مجکو محبت کی راہ سے

دن ہجر کا گھٹا نہ بڑھی رات وصل کی / کچھ بھی نہو سکا مرے بختِ سیاہ سے
قاصد سے حال سنتے ہی آنسو نکل پڑے / اے کاش دیکھتا کوئی اپنی نگاہ سے
کوچے مین ان بتون کے مجھے ہی خدا کی یاد / یہ راہ بھی ملی نہو کعبے کی راہ سے

تھوڑی سی داد اہل سخن کی ہی بس حفیظ / نفرت ہے ناسمجھ کی ہمین واہ واہ سے

رفعت یہ کہہ رہی ہے ہمارے غبار کی / اب آسمان بنے گی زمین کوئے یار کی
مر کر بھی یہ تڑپ ہے دلِ بیقرار کی / سیماب ہے زمین ہمارے مزار کی
پرچھائین پڑ گئی ہے جو رخسار یار کی / دونی ہے روشنی مری شمع مزار کی
کمبخت اُنکے وصل کے وعدے پہ شاد ہی / اُمید دیکھیے دل اُمیدوار کی
احباب مین بھی نام کو بوے وفا نہین / بدلی ہے کیا ہوا چمن روزگار کی
چھیڑا ہی اُسنے وصل مین فرقت کا تذکرہ / کرتے ہین ہم سرور مین باتین خمار کی
ہم جانتے ہین خوب جسے گھورتے ہو تم / چھپتی نہین ہزار مین وہ آنکھ پیار کی
یہ کس بلا نصیب کے وعدے کی رات ہی / جو شام ہی سے تمکو پڑی ہو سنگار کی
جانون کہ جان دیکے مجھے سلطنت ملی / پاؤن جو اُس گلی مین جگہ اک مزار کی
دام فریب یہ ہو کہ پگڑی ہی شیخ کی / ریش دراز یہ ہے کہ ٹٹی شکار کی
بیچین ہو کے وہ جو گلے سے لپٹ گئی / تاثیر تھی یہ گریۂ بے اختیار کی
ساغر گرا جو چھوٹ کے ساقی کے ہاتھ سے / شاید نظر لگی کسی پرہیزگار کی
جب دلکو لگ گئی ہو وہ پرسان حال ہین / کھلتی نہین زبان مرے رازدار کی
میرا ہی دل ہی مجھسے محبت مین بدگمان / کیا ساکھ اُٹھ گئی ہی مرے اعتبار کی

وعدہ کیا جو مجھسے رقیبون سے یہ کہا
کیون آس توڑیئے کسی اُمیدوار کی

پھولا نہین میرے آئی تو سوجھی اُنھین یہ چال
صورت بنا کے بیٹھ گئے سوگوار کی

توبہ کرو شراب سے نادار ہو حفیظ
آخر پیوگے یار کہان تک اُدھار کی

ان لوگون کے مشرب مین زمانے سے نرالے
دنیا مین ہین دنیا سے الگ میکدے والے

تاثیر دکھا وین یہ کسی دن مرے نالے
خود دوڑ کے مجکو کوئی سینے سے لگا لے

تجھپر جو نظر ڈالتے ہی ہوتے ہین بیخود
کیا جانیے کیا دیکھتے ہین دیکھنے والے

پہنچا کرون مین اور کسی کو نہ خبر ہو
ایسے گئی گذرے بھی نہین ہین مرے نالے

وہ یاد وطن کی ہے یہ غربت کی نشانی
کچھ داغ کلیجے مین ہین کچھ پانون مین چھالے

بیخود کیے دیتا ہے مزہ تیری طلب کا
خود گم ہوے جاتے ہین تجھے ڈھونڈھنے والے

کیون شام سے ہی فکر صبوحی مرے ساقی
تھوڑی سی پلا دی مجھے تھوڑی سی بچا لے

ہنسنے سے زیادہ مرے رونے مین مزہ ہی
دل جب سے پڑا ہی کسی بیدرد کے پالے

شانے سے کوئی پیچ جو اُس زلف کا نکلا
اُسکو بھی کیا میرے مقدر کے حوالے

آغاز سے بدتر ہوا انجام محبت
ہم دل ہی کو روتے تھے پڑی جان کی لالے

پھیکا نہین ایسا بھی مرا خون تمنا
جب چاہے اسے اپنی حنا سے وہ ملا لے

رندون کو ہی یارب تری رحمت کا بھروسا
واعظ تو کیے دیتا ہی دوزخ کے حوالے

کہتے ہین حفیظ اب وہ گلہ رشک کا سنکر
کیا ایک ہو دنیا مین تمھین چاہنے والے

دشمن سے تو کہو مری چتون بلا کی ہے
پھر مجھسے داد چاہو یہ قدرت خدا کی ہی

ہردم جو فکر پرسش روز جزا کی ہے
واعظ مجھے بتا یہ سزا کس خطا کی ہے

شرما کے بنگئی ہے دلھن ملتے ہی نگاہ
آنکھ اُس حسین کی ہو کہ پتلی حیا کی ہے

ادنیٰ سا ہے یہ صحبت پیر مغان کا فیض
دل بادشاہ کا ہو تو صورت گدا کی ہے

روتا ہے وہ حسین جو مری بزم سوگ مین
پھولون مین میری پھیلی ہوئی بو وفا کی ہے

دشمن ترے چرانے لگے کیون عدو کا دل
ہم جانتے ہین چال یہ دزدِ حنا کی ہے

دو رنگ کا کلام جو دیوان مین ہی حفیظ
کچھ ابتدا کی فکر ہے کچھ انتہا کی ہے

یہ چتون یہ ادا یہ آنکھ یہ سج دھج نرالی ہو
تری آگے کیسکی شکل و صورت جچنے والی ہو

دواے درد دل یہ ڈھونڈھکر اچھی نکالی ہو
منگا کر سنکھیا تھوڑی سی ہمنے آج کھالی ہو

بسر ہوتی ہی کیونکر دیکھین ابکی موسم گل مین
بھری ہین ڈولی ڈلمین ہزارون ہاتھ خالی ہو

محبت کی نظر چتون غضب کی چھپ نہین سکتی
تمہاری جو ادا ہی وہ ہماری دیکھی بھالی ہو

شرارت چھیڑ ضد شوخی بھری ہی انکی رگ رگ مین
بظاہر دیکھیے تو کیا ہی صورت بھولی بھالی ہو

یہ بدلی دیکھکر کیا کیا مری نیت بدلتی ہو
مری توبہ ترا برسات مین اللہ والی ہو

چھپا کر رات رکھ آئی تھی مے زاہد کے حجرے مین
جو دیکھا صبح کو جا کر صراحی نصف خالی ہو

پڑی ہی میکدے مین آجکل تھی خانقاہون مین
بڑی آوارہ توبہ ہے بڑی ہی لاابالی ہو

ہوا نقصان کیا پیر مغان کا یہ جو کھینچ بیٹھے
جگہ کیا حضرت زاہد کی میخانے مین خالی ہو

بیان واعظ جہانتک کر گیا ہی حال جنت کا
وہ ہم سے بیخودونکا ایک مضمون خیالی ہو

گھٹا سر ہاتھ مین تسبیح ڈاڑھی ناف سی نیچی
جناب شیخ کی بھی وضع دنیا سی نرالی ہو

زبان شمع ہی ہم دل جلونکا ایک اک مصرع
یہان جو بیت ہی وہ نور کی سانچے مین ڈھالی ہو

گل مضمون حفیظ اسمین بھری اُستاد نے چنکر
جو صفحہ دامن گلچین کا ہی پھولونکی ڈالی ہی

کچھ گلہ اُس کا نہ شکوا چاہیے
جو کچھے اُس سے نہ ملنا چاہیے

موسم گل مین مجھے کیا چاہیے
کوئی ساغر کوئی مینا چاہیے

کچھ کشش تجھ مین جو ہو اے جذب عشق
دامن دل اُسکا کھینچا چاہیے

آجتک تو آن بان اپنی رہی
آگے کیا ہوتا ہے دیکھا چاہیے

حال دل ہمسے چھپانا کیا ضرور
رازدارون سے نہ پردا چاہیے

خود بخود ہوگی خریدارونکی بھیڑ
نرخ سستا مال اچھا چاہیے

کیا مزہ ہے لذتِ بیداد مین
یہ ہمارے دلسے پوچھا چاہیے

دیجیے مجھکو تسلی وقت نزع
ڈوبتے کو کچھ سہارا چاہیے

بیکسی مین کیا تڑپنے کا مزہ
کوئی سرگرم تماشا چاہیے

کچھ عجب دولت ہے ترکِ آرزو
دل پہ قابو ہو تو پھر کیا چاہیے

کیا گھٹا چھائی ہوئی ہے اے حفیظ
آج تو تھوڑی سی پینا چاہیے

نہ ہو نامراد مجھسا کہ جیون تو کل نہ آئے
کرون آرزو اجل کی تو کبھی اجل نہ آئے

مجھے یاد کر نہ ظالم کہ بہت ہون غم رسیدہ
تری بزم عیش مین بھی کہین کچھ خلل نہ آئے

وہ نہال سوختہ ہون اگر ابر روز برسے
مری شاخ آرزو مین کوئی پھول پھل نہ آئے

مری جذب دلمین یارب شب ہجر یہ اثر دے
کہ ادھر ہو بیقراری تو اُدھر بھی کل نہ آئے

اسی رونے پر ابھی تو وہ دکھا چکے ہین آنکھین
مری چشم تر سے آنسو کہین پھر نکل نہ آئے

دمِ نزع یون بلک کر فقط اسلیے ہی رونا | کہ لحد مین بھی کوئی دم بسِ مرگ کل نہ آئے

بہت اے حفیظ اُسنے نکرو ستم کا شکوہ
وہ خفا ہین تیورون پر کہین اُنکے بل نہ آئے

ہائے وہ دن جب سرورِ وصل حاصل تھا مجھے
بے پیے رہتا تھا نشہ ایک بوتل کا مجھے

بارہا نفرت سی مین نے اپنے دلبر کی نگاہ
وصل مین وصلِ عدو کا دہیان جب آیا مجھے

دل جب افسردہ ہوا پھر ایک ہے ہجر و وصال
آپ ملئے یا نہ ملئے اب نہین پروا مجھے

کسکی رسوائی ہے درپردہ سمجھ لو سوچ لو
بعد اسکے جتنا جی چاہے کرو رسوا مجھے

کیجیے قطعِ تعلق جائیے یونہین سہی
ہان بدل منظور ہو اب آپکا کہنا مجھے

وہ بھلا ہی یا بُرا جو کچھ ہے لیکن ایک ہی
دوسرا ڈھونڈھے سے بھی ملتا نہین ایسا مجھے

غیر کا نقشِ قدم اسکی گلی مین دیکھکر
بدگمانی کا بُرا ہو وہم ہین کیا کیا مجھے

اب جو کہیے بیوفا دنیا ہے اسکا کیا جواب
بارہا تو آزما کر آپ نے دیکھا مجھے

اے حفیظ اُن سے کرو ترک تعلق یا ملو
یہ پسند آتا نہین ہر روز کا جھگڑا مجھے

ادا پریونکی صورت حور کی آنکھین غزالونکی
غرض مانگی کی ہر اک چیز ہے ان حسن والونکی

بجائے رقص میخانے مین ہی گردش پیالونکی
تکلف برطرف یہ بزم ہے اللہ والونکی

نشان جب مٹگیا تربت کا آئے فاتحہ پڑھنے
اُنھین کب یاد آئی ہین وفائین مرنیوالونکی

ہوا دو گز کفن منعم کو حاصل مال دُنیا سے
بندھی رکھی ہی آخر رہگئی گٹھری دوشالونکی

دکھا کر دل مرا پھر آپ ہی عذر جفا کرنا
ارے کافر تری اک چال ہے یہ لاکھ چالونکی

ابھی تمکو بہت کچھ ناز ہے ترچھی نگاہون پر
اگر دیکھی نہین تاثیر تمنے میرے نالونکی

ترے ہوتے ہوئے یہ بات غیرتکی ہی او ظالم
اُڑاۓ آسمان یون خاک تیری اُمالونکی

بھلے ہین یا بُرے جو کچھ ہین بندی تو خداکے ہین
مذمت اسقدر واعظ نکر میخانے والونکی

ہوئی بوچھار مجھ پر شکوہٴ بیجا کی پھر کیا کیا
جہان چھیڑا اُنھین بس کھُل گئی گٹھری ملالونکی

گنہگارِ محبت ہین جدھر گذرینگے محشر مین
ہماری ساتھ ساتھ اک بھیڑ ہوگی خوش جمالونکی

فرشتون سے حفیظ اکدن لحد مین گفتگو ہوگی
ابھی سے فکر لازم ہے تمھین اُنکے سوالونکی

بگڑ جاتے تھے سنکر یاد ہی کچھ وہ زمانہ بھی
کوئی کرتا تھا جب میری شکایت غائبانہ بھی

وہ جسپر مہربان ہوتے ہین دنیا اُسکی ہوتی ہی
نظر اُنکی پلٹتے ہی پلٹتا ہے زمانہ بھی

سُنا کرتا ہون طعنے ہجر مین کیا کیا رقیبونکے
بنا ہون اِس محبت مین ملامت کا نشانہ بھی

یہان بھی فرض ہی راہ ادب سی سر جھکا لینا
مرے نزدیک کعبہ ہی کسیکا آستانہ بھی

فریب دام مین لائی ہی کچھ صیاد کی خاطر
قفس مین کھینچکر لایا ہمین کچھ آب ودانہ بھی

جلاکر دل مرا صیاد کا ٹھنڈھا کلیجا کر
کہین اے برق جلدی پھونک میرا آشیانہ بھی

بگڑتے دیر ہوتی ہی نہ بنتے دیر ہوتی ہے
مزاج یار سے کچھ ملتا جلتا ہی زمانہ بھی

حسین پڑھکر غزل میری مری مشتاق ہوتی ہین
مسخر دل کو کرتا ہی کلام عاشقانہ بھی

نہ بھولیگی حفیظ احباب کو یہ سرگذشت اپنی
جہان مین یاد رہجائے گا یہ اپنا فسانہ بھی

شوخ ہے چتون نظر چالاک ہے
ہر گھڑی دونون کو دل کی تاک ہے

آدمی کیا ایک مشتِ خاک ہے
جان نکلی۔ اور قصہ پاک ہے

ہر کس و ناکس سے ملتی ہے نگاہ
آنکھ تیری ڈھیٹ ہی بیباک ہے

فصل گل مین دیکھیے کیا رنگ ہو
جیب تا دامن ابھی سے چاک ہے

اپنے ہاتھون سے پہنا دین وہ کفن
یہ ہماری آخری پوشاک ہے

دور مجنون کا کہان اب اے جنون
ہم ہین اور صحرای وحشتناک ہے

آسمان پر یون نہین اپنا دماغ
اِس جبین پر کسیکے در کی خاک ہے

زاہدون کا میکشون مین کام کیا
ایسے لوگون سے یہ صحبت پاک ہے

کوئی آنکھون مین سماتا ہی نہین
اس دل خودبین کو کسکی تاک ہے

باغ مین جس پھول کا دیکھا لباس
وہ تری اُتری ہوئی پوشاک ہے

مجمع رندان مین واعظ ہجو سے
کیا سمجھ تیری ہے کیا ادراک ہے

میری وحشت نے دکھایا یہ اثر
آج ناصح کا گریبان چاک ہے

غم قیامت کا اُسے کیا اے **حفیظ**
جو غلام صاحب لولاک ہے

غیر اچھے ہم بُرے یونہین سہی
آپ ابتو خوش ہوے یونہین سہی

آپ برہم ہون نہ ذکر غیر پر
جھوٹ ہین میرے گلے یونہین سہی

وہ بنا ہین گے عدو سے دوستی
چار دن کے دلولے یونہین سہی

تم سے ملکر ہمکو یہ عزت ملی
اس سے پہلے کچھ نہ تھے یونہین سہی

یا عدو سے یار ہے ہم سے ملاپ
اب ہمارے آپکے یونہین سہی

تجکو زاہد مے سے نفرت ہے تو ہو
بے مزہ ہین یہ مزے یونہین سہی

خوبیان اُن مین ہین دُنیا کی **حفیظ**
ہم ہین دنیا سے بُرے یونہین سہی

اب اگلی تذکرے جانے بھی دو کیا اس سے حاصل ہے
نہ وہ ہم ہین نہ وہ تم ہو نہ وہ حسرت نہ وہ دل ہے

ادا اسکی قیامت اسکا ہر انداز قاتل ہے
کوئی کافر حسین ہے یہ کہ پہلو مین مرے دل ہے

یہان جس بزم مین دیکھو الگ سب سے مرا دل ہے
یہ دیوانو نہین دانا ہے یہ ہشیار و نہین غافل ہے

جفاؤن پر وفا کرنا وفاؤن پر جفا کرنا
یہ میری خو مین شامل ہے وہ تیری خو مین داخل ہے

نظر ہی طاق لڑنے مین زبان چلنے مین ہے شاطر
یہ اپنے فن مین کامل ہے وہ اپنے فن مین کامل ہے

خدا آسان فرمائے یہ مشکل مرنیوالون پر
بہت ہی سخت سنتے ہین لحد کی پہلی منزل ہے

ازل ہی سے ہے ملتی جلتی عشق و حسن کی صورت
یہان اک داغ ہے دل پر وہان رخسار پر تل ہے

یہ اُنکو پیار کرتا ہے مین اسکو پیار کرتا ہون
جو اُنپر جان دیتا ہے مرے پہلو مین وہ دل ہے

نہ تم آنکھین لڑاؤ آئینے مین عکس سے دیکھو
خدا جانے پڑے کیسی غضب ہے مقابل ہے

گل و بلبل کا افسانہ نہین یہ سرگذشت اپنی
سنو تم یہ ہماری داستان سُننے کے قابل ہے

جو لیتے ہو تو لیجاؤ مگر یہ سوچ لو پہلے
اُٹھیگا ناز بھی اسکا بڑا نازک مرا دل ہے

اُسے تو دیکھ لے پہلے نصیحت کر پھر اے ناصح
خدا شاہد وہ صورت پیار ہی کرنے کے قابل ہے

کیا آخر نگاہِ یاس نے بھی کام خنجر کا
ادھر بسمل تڑپتا ہے اُدھر بیتاب قاتل ہے

ملو تلوؤن سے اسکو یا کلیجے سے لگا رکھو
تمہاری آرزو رہتی ہے جسمین یہ وہی دل ہے

نہ راضی وصل پر ہین وہ نہ صاف انکار کرتے ہین
ہمین جینا بھی مشکل ہے ہمین مرنا بھی مشکل ہے

ہجوم یاس و غم اُس دل مین ہے تم جسمین رہتے تھے
جگہ جو خاص خلوت کی تھی اب وہ عام محفل ہے

محبت کرنیوالون سے کوئی پوچھے وفا میری
مجھے مانا ہے مجنون نے مرا فرہاد قائل ہے

اُٹھا جسدم قدم اپنا تو پھر قطعِ مسافت کیا
نہ ہم ہین دور منزل سے نہ ہمسے دور منزل ہے

نئی صورت کے قیدی قیدِ دامِ محبت ہین
گلے مین طوق ہے اسکے نہ پاؤن مین سلاسل ہے

یہ گھبرائے ہوے سہمے ہوے پھرتے ہین محشر مین
کہین ایسا نہو کوئی پکار اُٹھے یہ قاتل ہے

بڑا احسان ہے مجھپر مری چشم تصور کا
مزے سے اپنے گھر بیٹھے ترا دیدار حاصل ہے

عبث بھی قسمین کھاتی ہو عبث بھی وعدے کرتی ہو
تمہارا قول جھوٹا ہے تمہارا عہد باطل ہے

نہ توڑ اے محتسب للہ تو مینا و ساغر کو
ارے بیدرد یہ میرا جگر ہے یہ مرا دل ہے

تری بانکی ادا یہ ترچھی چتون چھپ نہین سکتی
جو دیکھے گا وہ فوراً تاڑ جائیگا یہ قاتل ہے

زبان دیکر عدو کو قول سے وہ پھر نہین سکتے
بُرا ہو اس نزاکت کا شکستِ عہد مشکل ہے

بُرا نا فہم کہتا ہے تو کہنے دے حفیظ اُسکو
تجھے کامل سمجھتا ہے جو خود اس فن مین کامل ہے

کوئی پردہ نشین نکلے نہ گھر سے
بپا ہے حشر نالون کے اثر سے

وہ گھر جائینگے کچھ پہلے سحر سے
تردد ہے یہی پچھلے پہر سے

نکلتا ہو کوئی دشمن کے گھر سے
ہمارا ہو گذر اُس رہگذر سے

خدا جانے ارادے اسکے کیا ہین
لپٹ کر رو رہا ہے دل جگر سے

ہمین تو دیکھنا ہے آنکھ اُنکی
وہ دیکھین دیکھتے ہین کس نظر سے

کہین یہ بھی نہ دشمن سے ملا ہو
کھٹکتا ہے مرا دل چارہ گر سے

گرے ہین ٹوٹ کر کیا حوض مے پر
جناب شیخ ہین دنیا کے تر سے

عیادت کا تو ہے صرف اک بہانا
وہ کہنے آئے ہین کچھ چارہ گر سے

کبھی تکنا شب غم موت کی راہ
کبھی سر پھوڑنا دیوار و در سے

دل ویران کا اب بھی ہے یہ عالم
نہین دس اور گھر اس اُجڑے گھر سے

بڑھی حد سے ہے زلفونکی درازی
بھلا یہ بوجھ اُٹھے گا کمر سے

مرے آغوش مین آئے وہ کھچکر — دعا کا بھر گیا دامن اثر سے
یہ نالے نارسا ہر چند ہین - پھر — گئے گذرے ہین کیا یہ بھی نظر سے
چلا ہے تو چلے کچھ دیر ساغر — برستا ہے تو واعظ اور برسے
عدو کا ذکر پہلے کسنے چھیڑا — ہوئی ہی ابتدا اسکی کدھر سے
کسی سے گرم ہے پہلو کسیکا — تڑپتا ہے کوئی درد جگر سے
کیا کیا مین نے کعبے جاکے زاہد — فقط اک بوجھ اُتار آیا ہون سر سے
کہانتک خط مین لکھون حالتِ غم — زبانی پوچھ لینا نامہ بر سے

حفیظ آنکھون مین اک صورت کھبی ہی
حسین یون تو بہت گذری نظر سے

حشر ہے وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے — بے نقاب آج وہ ہین دیکھیے کیا ہوتا ہے
کیون بگڑتے ہو اگر مین نے کیا ذکر ستم — دوستون ہی سے مری جان گلا ہوتا ہے
راس آتی نہین تدبیر طبیبون کی مجھے — جب دوا ہوتی ہی درد اور سوا ہوتا ہے
یہ بھی اک چال ہی مجھ پر جو اُنھین رحم آیا — یہ بھی اک گھات ہے جو عذر جفا ہوتا ہے
ان حسینون کی نظر کچھ مری قسمت تو نہین — آنکھ یہ پھیر لین سو مرتبہ کیا ہوتا ہے
رند مینوش بھی بندے ہین خدا کے واعظ — کیون برا کہکے انھین مفت بُرا ہوتا ہے
تیری چالون سے تو فتنے ہی اُٹھا کرتے ہین — میرے نالون سے مگر حشر بپا ہوتا ہے
دل کا آغاز محبت مین تو یہ عالم ہے — حال اب دیکھیے انجام مین کیا ہوتا ہے

بیکسی پر تری رونا مجھے آتا ہے حفیظ
کس بُرے وقت مین وہ تجھسے جدا ہوتا ہے

یون تو حسین اکثر ہوتے ہین شان والے ‌ ‌ ‌ لیکن کچھ اور ہے تو او آن بان والے

ناقوس دیر پھونکون کعبے مین یا اذان دون ‌ ‌ ‌ تجھکو کہان پکارون او لامکان والے

منبر پہ بیٹھکر تو اتنا بہک نہ واعظ ‌ ‌ ‌ کیسی یہ نیچی باتین اونچی دکان والے

یہ حسن یہ جوانی مہمان ہے چند روزہ ‌ ‌ ‌ اس پر نہ کر یہ غرہ [illegible] بان والے

کعبے کو شیخ جائے بتخانے کو برہمن ‌ ‌ ‌ یونہین ڈٹے رہینگے اس آستان والے

انسان کی ملک سے بڑھکر ہوئی رسائی ‌ ‌ ‌ کم ہین زمین والون سے آسمان والے

ابرو پہ ڈال کر بل ترچھی نظر نہ کر تو ‌ ‌ ‌ یہ تیر کج پڑیگا بانکی کمان والے

غیرون پہ تو نظر ہے میری بھی کچھ خبر ہو ‌ ‌ ‌ مین بھی مٹا ہون تجھپر او آن بان والے

تلوار کھینچکر کیا بازو کو دیکھتا ہے ‌ ‌ ‌ دو ہاتھ بس لگا دے اب امتحان والے

قائل ترا جہان ہے گو فرق درمیان ہو ‌ ‌ ‌ کچھ ہین یقین والے کچھ ہین گمان والے

فرہاد و قیس دونون نے بیچین جانین آخر ‌ ‌ ‌ مرتے ہین بات پر وہ جتنے ہین آن والے

کوچے مین گلرخون کے دیکھا ہے بارہا یہ ‌ ‌ ‌ پھرتے ہین پھول والے بیٹھے ہین پان والے

وہ کس لیے نہ آئین جائین حفیظ ہم کیون
وہ بھی ہین شان والے ہم بھی ہین آن والے

عدو کی شکل محفل مین برغبت دیکھنے والے ‌ ‌ ‌ ادھر بھی اک نظر او بیمروت دیکھنے والے

زمانے مین بہت ہین شکل و صورت دیکھنے والے ‌ ‌ ‌ مگر دیکھا تو کم ہین حسن سیرت دیکھنے والے

محبت نے سراپا درد کا پتلا بنایا ہے ‌ ‌ ‌ کہ رو دیتے ہین اکثر میری صورت دیکھنے والے

حسینونکی جفا کو بھی وفا ہم تو سمجھتے ہین ‌ ‌ ‌ عداوت دیکھتے ہین کب محبت دیکھنے والے

دکھا تو اپنی نیلی پیلی آنکھین غیر کو ظالم ‌ ‌ ‌ ہمتو ہین آنکھونکی مروت دیکھنے والے

پڑھو تم اسکو آنکھون پر دھرو تم ہو کیا مطلب
نہین ہم غیر کی خط کی عبارت دیکھنے والے

جو نکلے جان تن سے و رات کٹ جائے جدائی کی
اجل کی راہ دیکھین شام فرقت دیکھنے والے

مری حیرت سے اُسکے حسن کا اندازہ کرتے ہین
کہان پہونچے کہان سے میری حالت دیکھنے والے

کمالِ ظاہری کو اک نہ اکدن ہو زوال آخر
زر اپستی بھی دیکھین اوج و رفعت دیکھنے والے

کہین ہنگامۂ محشر بپا ہو میری نالون سے
کہ دیکھین تیری قامت کو قیامت دیکھنے والے

ہماری لاغری اُنکی نگاہون مین کھٹکتی ہے
ہمین کیا دیکھتے اُنکی نزاکت دیکھنے والے

حفیظ اچھے سخن کا اک جہان ہی قدردان اتبک
بہت ہین آج بھی رنگ طبیعت دیکھنے والے

حسینون سے فقط صاحب سلامت دور کی اچھی
نہ انکی دشمنی اچھی نہ انکی دوستی اچھی

زمانہ فصل گل کا اور آغازِ شباب اپنا
ابھی سے تو نے توبہ کی بھی اے زاہد ابھی اچھی

جفا دوست اُسکو کہتا ہے کوئی۔ کوئی وفا دشمن
ہمارے ساتھ تو اُس نے نباہی دوستی اچھی

تری خاطر سے زاہد مینے توبہ آج کی ورنہ
گھڑی بھر غم غلط کرنے کو بس وہ چیز تھی اچھی

زیادہ اے فلک رنج دے راحت دے جو کچھ دے
نہ دو دن کا یہ غم اچھا نہ دو دن کی خوشی اچھی

کبھی جب ہاتھ ملکر اُنسے کہتا ہون کہ بیبس ہون
تو وہ ہنسکر یہ کہتی ہین تمہاری بے بسی اچھی

جو سچ پوچھو حسینون کا حیا نے رکھ لیا پردہ
نکل چلتے گھرون سے یہ تو ہوتی دل لگی اچھی

مین رندِ پاک طینت ہون نفاست ہے طبیعت مین
زیادہ بھی لگی قیمت تو لیکر تھوڑی پی اچھی

ہم آئین آپ مین یارب وہی جب آئین لینے پر
ہجوم رنج تنہائی سے تو یہ بیخودی اچھی

محبت کے مزے سے دل نہین ہے آشنا جسکا
نہ اُسکی زندگی اچھی نہ اُسکی موت ہی اچھی

وہ میکش ہون کہ دیکر دونی قیمت سبکی سب لے لی
کسی سے جب سُنا مین نے کہ بٹتی ہین کھنچی اچھی

اُسے دُنیا کی سو فکرین ہین اک رنج ناداری
کہین منعم کی دولت سے ہماری مفلسی اچھی

خوشی کے بعد غم کا سامنا بس یہ قیامت ہے
جو غم کے بعد حاصل ہو وہ البتہ خوشی اچھی

نہ چھوٹیگی محبت غیر کی ہم سے نہ چھوٹیگی
اجی یہ بات تمنے آج تو کھلکر کہی اچھی

ہمارے دیدۂ و دل مین ہزارون عیب نکلینگے
تمہارا آئینہ اچھا تمہاری آرسی اچھی

مع منبر اُٹھا کر حضرت واعظ کو لے بھاگے
مچائی میکشون نے آج تو یہ دل لگی اچھی

ترے اس جبہ و دستار سے زندونکو کیا مطلب
جسے جو وضع ہو مرغوب اے زاہد وہی اچھی

کہے سو شعر تمنے سُست تو حاصل حفیظ اسکا
غزل ہو چست چھوٹی سی تو بیتونکی کمی اچھی

آدمی مست خواب ہوتا ہے
خواب غفلت شباب ہوتا ہے

دل کو کرتی ہے چشم مست تباہ
ہاے کیا گھر خراب ہوتا ہے

جب تسلی وہ مجکو دیتے ہین
اور بھی اضطراب ہوتا ہے

پھر رہے ہو ہماری آنکھونمین
پھر بھی ہم سے حجاب ہوتا ہے

حشر پر کیا ہے تیرے گھر زاہد
روز روزِ حساب ہوتا ہے

مے فروشون سے یہ بڑھا بیوہار
سال بھر پر حساب ہوتا ہے

ہاے ان بھولی شکلون والونکا
کتنا پیارا شباب ہوتا ہے

تمنے دیکھا ہے حضرت موسیٰ
کیا وہ رُخ بے نقاب ہوتا ہے

بیکسی رو نہ میری تربت پر
دیکھ مجھپر عذاب ہوتا ہے

ساقیا مے پلا کہ پیاسونکو
پانی دینا ثواب ہوتا ہے

حرمتِ مے کو سُنکے واعظ سے
اور بھی دل کباب ہوتا ہے

قطعہ

اورکو کیا وہ منھ دکھائینگے
جتنی بڑھتی ہے عمر گھٹتی ہے
مین برا ہون تو مجھسے اے زاہد
تو جو گمراہ ہے تو تیرے ساتھ

آئینے سے حجاب ہوتا ہے
خوب الٹا حساب ہوتا ہے
تجکو صرف اجتناب ہوتا ہے
ایک عالم خراب ہوتا ہے

میکدے چل حفیظ مسجد مین
بیٹھ کر کیون خراب ہوتا ہے

جو دیوانون نے پیمایش کی میدان قیامت کی
فقط دو گز زمین ٹھہری وہ میری دشت وحشت کی

نکالی بات انکے سامنے ترک محبت کی
کہان پر ناصح کمبخت کو سوجھی نصیحت کی

لبھا لیتی ہی دلکو سادگی بھی اچھی صورت کی
یونہین مٹتا ہو اک عالم ضرورت تمکو زینت کی

چمن مین پھول دیکھا بزم مین تاکا حسینونکو
جہان پہونچے ہمین تو جستجو تھی اچھی صورت کی

غضب ہے غیر کے مذکور پر انکا یہ کہدینا
اجی ہم سن چکے ہین تمکو عادت ہی شکایت کی

کبھی یاس انکے ملنے سے کبھی امید ہی کچھ کچھ
مری غم مین جھلک ہی تھوڑی تھوڑی سی مسرت کی

جو لی تھی میان سے کوئی نہ کوئی وار کرنا تھا
کہان جی ہار بیٹھے اور بھی تھوڑی سی ہمت کی

پس مردن حسینون نے مٹایا یون نشان میرا
اڑادی چٹکی چٹکی خاک لیکر میری تربت کی

بڑھیگی جتنی بدنامی مری نام انکا نکلیگا
یہ رسوائی مری ہوگی منادی انکی شہرت کی

لیا کیون ہاتھ مین خنجر کہ موچ آئی کلائی مین
ادا سے کام لیتے بات رہجاتی نزاکت کی

جو بگڑی غیر سے اسکی خوشی کیا مجکو یہ غم ہی
کہین عادت نہ پڑجائے انھین ترک محبت کی

جناب شیخ لیکر محتسب کو آج آئے ہین
بھلی کو پہلے ہی سے پی پلا کر مین نے فرصت کی

کیا کرتے ہین وعدہ مدتون سے روز فردا کا
انھین تو رفتہ رفتہ آگئین باتین قیامت کی

کدورت آسمان کو مرے مٹونکی خاک سے بھی ہے
تم اپنے پانون سے مٹی دبا دو میری تربت کی

تمھین بیتاب کردین یہ اثر ہے میری نالون مین
جو تم بیچین ہمیشہ ہو یہ شوخی ہے طبیعت کی

یہ دیکھین حشر مین ہو کسطرف اسکا کرم زاہد
تجھے ہے زہد کا غرہ ہمین امید رحمت کی

دکھانا اک جھلک پھر اس پر اتنی دور کا وعدہ
دل مشتاق اور امید فردائے قیامت کی

ابھی بیٹھو ذرا ٹھہرو مرا دم تو نکلنے دو
مجھے رخصت تو کر لو اتنی جلدی کیا ہے رخصت کی

کوئی کہدے نہ وہ گور غریبان کیطرف آئین
نہ دیکھی جائیگی انسے اداسی میری تربت کی

حفیظ ادل تو کس کس طرح کھینچتے ہین حسینونسے
جہان آنکھین ملین نیت بدلجاتی ہے حضرت کی

اب ایسے ویسے مرے دوست کے خواستگار رہے
ملے وہ مجھ سے جو معشوق وضعدار رہے

کبھی نہ تیرے کرم کے امیدوار رہے
یہ بے گناہ تو خاصے گنہگار رہے

وہ دیکھے آپکی صورت جو دل نہ رکھتا ہو
جو بے زبان ہو میرا وہ رازدار رہے

وہ آرزو تری دل مین چھپائین ہم کیونکر
جو یاس بنکے نگاہون سے آشکار رہے

ہماری بزم عزا سے اٹھے وہ یہ کہکر
کسی کے غم مین بلا میری سوگوار رہے

برائی ہو گی کسیکی امید دنیا مین
تمام عمر یہان تو امیدوار رہے

شراب پی کے حفیظ آپ فاقہ مستی مین
تمام عمر کلالون کے قرضدار رہے

دنیا وہ نہین ٹالدو جو قول وقسم سے
محشر مین کہو بچکے کہان جاؤگے ہم سے

جب ہو سکی نہ شیخ و برہمن کی مدارات
ہم بچکے الگ بیٹھ رہے دیر و حرم سے

انجان بنے بیٹھے ہین دل لیکے ہمارا
اب دیکھیے وہ آنکھ ملاتے نہین ہم سے

واعظ نہ گرا ہو کہین منبر سے لڑھک کر
مسجد مین کوئی چیز گری ہو ابھی دھم سے

مے پینے سے مطلب ہی تکلف سے غرض کیا
چلو مرا اچھا ہے کہین ساغر جم سے

آ جلد دم نزع کہ اُمید نہ ٹوٹے
نازک ہی یہ رشتہ مری اٹکی ہوئی دم سے

وہ اور حفیظ آپ سے اقرار محبت
بس بس نہ تعلی کی بہت لیجیے ہم سے

عجب زمانے کی گردشین ہین خدا ہی بس یاد آ رہا ہے
نظر نہ جس سے ملاتے تھے ہم وہی اب آنکھین دکھا رہا ہی

بڑھی ہے آپس مین بدگمانی مزہ محبت کا آ رہا ہے
ہم اُسکے دل کو ٹٹولتے ہین تو ہمکو وہ آزما رہا ہی

گھر اپنا کرتی ہے نا اُمیدی ہمارے دلمین غضب ہی دیکھو
یہ وہ مکان ہے کہ جسمین برسون اُمیدونکا جمگھٹا رہا ہی

بدل گیا ہے مزاج اُن کا مین اپنے اس جذب دلکے صدقے
وہی شکایت ہے اب اُدھر سے ادھر جو پہلے گلا رہا ہی

کسیکی جب آس ٹوٹ جائے تو خاک وہ آسرا لگائے
شکستہ دل کر کے مجکو ظالم نگاہ اب کیا ملا رہا ہی

یہان تو ترکِ شراب سے خود دل و جگر پھنک رہے ہین واعظ
سنا کے دوزخ کا ذکر ناحق جلے کو تو بھی جلا رہا ہی

کرون نہ کیون حسن کا نظارہ سنون نہ کیون عشق کا فسانہ
اسی کا تو مشغلہ تھا برسون اسی کا تو ولولا رہا ہی

اُمید جب حد سے بڑھ گئی ہو تو حاصل اُسکا ہی نا اُمیدی
بھلا نہ کیون یاس دفعتہً ہو کہ مدتون آسرا رہا ہی
مجھے توقع ہو کیا خبر کی زبان ہے قاصد کی ہاتھ بھر کی
لگی ہوا تک نہین اُدھر کی ابھی سے باتین بنا رہا ہی
زرا یہان جسنے سر اُٹھایا کہ اس نے نیچا اُسے دکھایا
کوئی بتائے تو یہ زمانہ کسیکا بھی آشنا رہا ہی
حفیظ اپنا کمال تھا یہ کہ جسکے ہاتھون زوال دیکھا
فلک نے جتنا ہمین بڑھایا زیادہ اُس سے گھٹا رہا ہی

وصل مین آپکی محبت اور ہے
اس شکر رنجی مین لذت اور ہی
کچھ نہین وعدہ خلافی کا گلہ
آپ سے ہمکو شکایت اور ہی
صبح ہوتے ہی بدل جائیگی آنکھ
رات بھر اُنکی عنایت اور ہی
وعظ کہتا ہے جو میخانیکے پاس
میکشو واعظ کی نیت اور ہی
سانس اُکھڑی ہی ترے بیمار کی
اب کوئی دم کی مصیبت اور ہی
حورین بھی اچھی ہین اے زاہد مگر
ان پریزادونکی صورت اور ہی

علم جوہر ہی **حفیظ** انسان کا
سچ ہے لیکن آدمیت اور ہی

بلا اُنکی کری غم کام کیا اُنکو مرے غم سے
جو آئے ہین نہین بولین وہ میری اہل ماتم سے
اُٹھین وہ میری بالین سے مجھے وسواس آتا ہی
اٹکتی ہی نظر اُنکی مری اُکھڑے ہوے دم سے
اُدھر قاتل ہماری سخت جانی سے پشیمان ہے
ادھر کٹتا نہین سر ہم کٹے جاتے ہین اس غم سے

دبا کر سینہ زانو سے ابھی جو ذبح کرتے ہین
انھین کو دیکھنا شرمائینگی جب اہل ماتم سے

منا لینے کے ہمکو بھی ہزارون ڈھنگ آتے ہین
شب وعدہ الگ بیٹھو تو کوئی روٹھکر ہم سے

لگاتا ہو کوئی یون ظرف مے کو ہاتھ ای زاہد
وضو کرنا تجھے لازم تھا پہلے آب زمزم سے

ہمارے سامنے محفل مین غیرونسے اشارے ہون
تمھین انصاف سے کہدو یہ دیکھا جائیگا ہم سے

بتون کی پردہ داری سے نمود حسن بڑھتی ہے
کہان چھپتا ہے جوبن اور ابھر آتا ہے محرم سے

حفیظ ایسا جہان مین کون ناکام تمنا ہے
غضب ہے منہ چھپاتی ہے ہماری آرزو ہم سے

مژگان ہین غضب ابرو خمدار کے آگے
یہ تیر برس پڑتے ہین تلوار کے آگے

خیر اس مین ہے واعظ کہ کبھی مے کی مذمت
کرنا نہ کسی رند خوش اطوار کے آگے

کہنا مری بالین پہ کہ آثار برے ہین
کرتا ہے یہ باتین کوئی بیمار کے آگے

شکوے تھے بہت اُن سے شکایت تھی بہت کچھ
سب بھول گئے وصل کی شب پیار کے آگے

خلوت مین جو پوچھو تو کہون دل کی حقیقت
مجھ سے نہ مرا حال سنو چار کے آگے

آئینہ ابھی دیکھ کے خود بین تو وہ ہولین
خود آئین گے پھر طالب دیدار کے آگے

قارون کا خزانہ ہو کہ حاتم کی سخاوت
سب کچھ ہے مگر کچھ نہین میخوار کے آگے

کیا مجکو ڈرائینگی تری تیز نگاہین
یہ آنکھ جھپکتی نہین تلوار کے آگے

دیوانون مین دیوانے حفیظ آپ ہین ورنہ
ہشیار سے ہشیار ہین ہشیار کے آگے

ذرا چھپتی نہین چنچل نگاہ یار کیسی ہے
کوئی دیکھے تو یہ چلتی ہوئی تلوار کیسی ہے

بتا تو صلح کی باتون مین یہ تکرار کیسی ہے
مری تقریر کیسی ہے تری گفتار کیسی ہے

مرے دلمین ظہور اُسکا مری آنکھو مین نور اُسکا
اگر مٹتی نہین یہ حسرت دیدار کیسی ہی

مری بالین پہ کہتے ہو کوئی دم کی یہ مہمان ہین
شگون بد نہین تو اور یہ گفتار کیسی ہی

گناہ اور اُسپہ یہ دو دو فرشتے میری کاندھونپر
الٰہی میرے سر پہ مفت کی بیگار کیسی ہی

قیامت کا تو کیا کہنا مگر یہ تو بتا زاہد
زمانیکا پسے دل جس سے وہ رفتار کیسی ہی

وہ جی اُٹھا ذرا بھی تمنے جسکو پیار سے دیکھا
مسیحا ہے تمہاری آنکھ یہ بیمار کیسی ہی

مجھ ایسے سخت جانکا ذبح کرنا کھیل ہی قاتل
ذرا دیکھون تو کس بل مین تری تلوار کیسی ہی

نہ آئے تھے عیادت کو تو میرے ہمنشینون سے
کبھی پوچھا تو ہوتا حالت بیمار کیسی ہی

حفیظ اک عمر گذری خاک اُڑاتی دشت غربت مین
خبر کیا اب ہوائے کوچۂ دلدار کیسی ہے

شب وصال یہ کہتے ہین وہ سُنا کے مجھے
کسی نے لوٹ لیا اپنے گھر بُلا کے مجھے

پکارتا نہین کوئی سحر یہ آکے مجھے
مرے نصیب بھی کیا سو رہے سُلا کے مجھے

وہ بوسے وصل کی شب پہ نہ دیا کے مجھے
چلے گئے ہین کہان اپنے گھر بُلا کے مجھے

گرا دیا ہے کچھ اسطرح اُس نے آنکھونسے
کہ دیکھتا نہین کوئی نظر اُٹھا کے مجھے

پری تھی کوئی چھلاوا تھی یا جوانی تھی
کہان یہ ہوگئی چنپت جھلک دکھا کے مجھے

عدو کی بزم مین آئے تو جام مے مجھ تک
بلا سے دیدے کوئی زہر ہی ملا کے مجھے

اُٹھا جو بزم سے اُنکی تو روک کر یہ کہا
کہ لیچلے ہو کہان دلمین تم چھپا کے مجھے

یہ تیرے ہجر کا غم تھا وہ تیری عشق کا داغ
گیا جو کھا کے مجھے جو مٹا مٹا کے مجھے

جہان یہ جاتے ہوئے میرے ہوش اُڑتے ہین
ترا خیال وہان سے چلا لگا کے مجھے

مجھے ہے غش اُنھین حیرت عجیب عالم ہی
مین کھو گیا ہون اُنھین دیکھ کر وہ پا کے مجھے

مری نگاہ مین پھرتی ہو میری موت کی شکل
جب آپ دیکھتے ہین تیوریان چڑھا کے مجھے

نہ دیکھو آئنہ دیکھو مرا کہا مانو
دکھاؤ غیر کو صورت نہ منھ دکھا کے مجھے

تڑپ نے دل کی یہ کہکے کوئی آتا ہو
بٹھا دیا ہے لحد مین اُٹھا اُٹھا کے مجھے

گلے لگا دے کرون پیار تیری تیغ کو مین
کہ یاد آئے کرشمے تری ادا کے مجھے

یہ میرے رونے پہ ہنستی ہو کیون مری تقدیر
وہ اپنے دلمین تو کڑھتے نہین رُلا کے مجھے

جو مٹی دی ہے تو اب فاتحہ بھی پڑھتے جاؤ
ثواب لیتے چلو خاک مین ملا کے مجھے

حفیظ حشر مین کر ہی چکا تھا مین فریاد
کہ اُسنے ڈانٹ دیا سامنے سے آکے مجھے

وہ بیٹھے آج جو سُننے کو داستان میری
بُرا ہو ضعف کا کھلتی نہین زبان میری

اسی پہ رہتی ہے ہر پھر کے باغبانکی نظر
غضب ہے پھولی پھلی شاخ آشیان میری

ملیگا مجھ سا ستم کش بھی کوئی میرے بعد
ابھی تو قدر نہین تجکو آسمان میری

مین کہ رہا ہون کہ بیتاب و بیقرار ہو دل
وہ کہ رہے ہین اُڑائی ہین شوخیان میری

کہین نہ آنکھو نسے یارب عیان ہو حسرت دل
نگاہین دیکھ رہا ہے وہ بدگمان میری

ترا مزاج نہین یہ تری نگاہ نہین
گھڑی گھڑی جو بدلتی ہے زبان میری

وہ آج جانچنے والے ہین جان نثارونکو
مدد خدا ہی کرے وقت امتحان میری

نہ تاب ضبط رہیگی اگر سُنو گے اسے
کہ مرثیہ ہے محبت کا داستان میری

حفیظ خواب مین باتین ہوئین جو اُنسے رات
سحر سے آج طبیعت ہے شادمان میری

تری یاد گو دل مسلتی رہی
مگر کچھ طبیعت بہلتی رہی

کبھی میری پہلو مین بھی ہونگے وہ — جو تقدیر کروٹ بدلتی رہی
نہ آیا اُسے رحم گو ایک خلق — مرے حال پر ہاتھ ملتی رہی
شب وصل کیا شوخی و شرم مین — ہم رات بھر چوٹ چلتی رہی
نہ بدلا مرا دل نہ اُسکی نگاہ — زمانے کی حالت بدلتی رہی
یہ پگڑی وہی ہے سرِ شیخ پر — جو کل میکدے مین اُچھلتی رہی
شب ہجر تھا کون دلسوز اور — مرے ساتھ اک شمع جلتی رہی
جدائی مین کیا دل کو آتا قرار — کلیجا تری یاد ملتی رہی

کہے دیتی ہین تیری آنکھین حفیظ
کہین رات بھر آج ڈھلتی رہی

دیا جب جام مے ساقی نے بھر کے — تو پچھتائے بہت ہم توبہ کر کے
لپٹ جاؤ گلے سے وقت آخر — کہ پھر جیتا نہین ہے کوئی مر کے
وہان سے آکے اسکی بھی پھری آنکھ — وہ تیور رہی نہین اب نامہ بر کے
کوئی جب پوچھتا ہے حالِ دل اب — تو رو دیتے ہین ہم اک آہ بھر کے
گلون کے عشق مین دے جان بلبل — ارے یہ حوصلے اک مشت پر کے
خدا محفوظ رکھے اُنکی ضد سے — جو کہتے ہین دکھا دیتے ہین کر کے
رہینگے خاک مین ہمکو ملا کر — ترے انداز اس نیچی نظر کے
دماغ اپنا نہ کیونکر عرش پر ہو — یہ سمجھو تو گدا ہین کس کے در کے
ہوئی ہے قید سے بدتر رہائی — کیا آزاد اُس نے پر کتر کے
اُٹھے جاتے ہین لو دنیا سے ہم آج — مٹے جاتے ہین جھگڑے عمر بھر کے

حفیظ اب نالۂ و فریاد چھوڑو
کوئی دن یون بھی دیکھو صبر کرکے

جنت کی آرزو ہے نہ حورونکی چاہ ہی
محشر مین بھی تمھین یہ ہماری نگاہ ہے

اب اُن سے دور دور کی کچھ رسم و راہ ہی
یہ دوستی نہین ہے فقط اک نباہ ہے

صبح شب وصال ہے غصہ بھی شرم بھی
ترچھی نگاہ ہے کبھی نیچی نگاہ ہے

عاشق کی بیکسی کا تو عالم نہ پوچھیے
مجنون پہ جو گذر گئی صحرا گواہ ہے

مظلوم بنکے آئے تو مجرم ٹھہر گئے
اُلٹے ہمین سے حشر مین وہ دادخواہ ہے

توبہ خدا نخواستہ تم اور عشق غیر
میرا غلط گمان غلط اشتباہ ہے

واعظ اگر صراط کا کرنا تھا تذکرہ
یہ کیون نہ کہدیا کہ محبت کی راہ ہے

آتا ہے مجکو یاد بہت نامہ بر مرا
جب دیکھتا ہون کوئی کبوتر تباہ ہے

ہم اپنی آن مین ہین تو وہ اپنی شان مین
دو ضدیونکے بیچ مین مشکل نباہ ہے

لو دل بھی کہ رہا ہی انھین کی سی حشر مین
خاصا یہ مدعی ہے کہ میرا گواہ ہے

مین نے کیا جو جرم کا اقرار حشر مین
رحمت پکار اُٹھی یہ کوئی بیگناہ ہے

اے رہروان کوچۂ جانان جواب دو
تمسکو پکارتا کوئی گم کردہ راہ ہے

بلوائین وہ تو گھٹتی ہی شان اُنکی ای حفیظ
جاتے ہین خود تو وضع یہان سد راہ ہی

اُنکی یہ ضد کہ مرے گھر مین نہ آئے کوئی
اپنی یہ ہٹ کہ مجھے خود ہی بلائے کوئی

وصل مین ہائے بگڑکر یہ کسی کا کہنا
ہاتھ ٹوٹین جو ہمین ہاتھ لگائے کوئی

حشر مین دیکھکے آمادۂ فریاد مجھے
کہتے ہین طنز سے اب انکو منائے کوئی

اصل اور نقل مین کیا فرق ہو کھلجائی ابھی ۔۔۔ تیری تصویر جو یوسف سے ملائے کوئی

کیون فلک ہمکو مٹائے جو تم اتنا کہدو ۔۔۔ غمزدون کو نہ محبت کے ستائے کوئی

انکی رگ رگ مین نہ مانکی بھری ہین گہاتین ۔۔۔ بھولی صورت پہ حسینونکی نہ جائے کوئی

ہائے جھنجھلا کے شب وصل کسیکا کہنا ۔۔۔ نیند آتی ہی ہمین اب نہ جگائے کوئی

بتکدے مین تو یہ شکلین بھی نظر آتی ہین ۔۔۔ شیخ کعبے مین دھرا کیا ہی کہ جائے کوئی

پارسائی مین بھی انفرت ہے رُکھائی سی حفیظ
تھوڑی پی لین جو محبت سے پلائے کوئی

صبحکو آئے ہو نکلے شام کے ۔۔۔ جاؤ بھی اب تم مرے کس کام کے

ہاتھا پائی سے یہی مطلب بھی تہا ۔۔۔ کوئی منہ چومے کلائی تھام کے

تم اگر چاہو تو کچھ مشکل نہین ۔۔۔ ڈھنگ سو ہین نامہ و پیغام کے

چھیڑ واعظ ہر گھڑی اچھی نہین ۔۔۔ رند بھی ہین ایک اپنے نام کے

قہر ڈھائیگی اسیرونکی تڑپ ۔۔۔ اور بھی اُلجھینگے حلقے دام کے

محتسب چن لینے دی اک اک مجھے ۔۔۔ دل کے ٹکڑے ہین ٹکڑی جام کے

لاکھون دھڑکے ابتدائے عشق مین ۔۔۔ دھیان ہین آغاز مین انجام کے

مے کا فتوی تو سہی قاضی سے لون ۔۔۔ روک کر رستے مین دامن تھام کے

دور دورِ محتسب ہے آجکل ۔۔۔ اب کہان وہ دور دورے جام کے

نام جب اُسکا زبان پر آگیا ۔۔۔ رہگیا ناصح کلیجا تھام کے

دور سے نالے مرے سنکر کہا ۔۔۔ آگئے دشمن مرے آرام کے

ہائے وہ اب پیار کی باتین کہان ۔۔۔ اتنو لائے ہین مجھے دشنام کے

وہ لگائین قہقہے سُنکر حفیظ
آپ نالے کیجیے دل تھام کے

زمانے کا بھروسہ کیا ابھی کچھ ہی ابھی کچھ ہی
یہی ہو رنگ دنیا کا ابھی کچھ ہی ابھی کچھ ہی

جوانی کی ہے آمد حسن کی ہر دم ترقی ہو
تری صورت ترا نقشا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

نہ آئیگا قرار اسکو نہ ممکن ہو قیام اسکو
ہمارا دل ترا وعدہ ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

کبھی تو جستجو اُسکی کبھی گم آپ ہوجانا
مری وحشت مرا سودا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

غرورِ حسن ہو سر مین خیالِ دلبری دلمین
دماغ اُنکا مزاج اُنکا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

زرا مین مہربان ہونا زرا مین جان کو دشمن
عجب دل ہو حسینوں کا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

تمہین کیون اسقدر غم ہو حفیظ اپنی تباہی کا
یہی دُنیا کا ہے لیکھا ابھی کچھ ہو ابھی کچھ ہو

جب کہیے محبت ہو ہمین ایک حسین سے
اترا کے وہ کہتے ہین اگر ہو تو ہمین سے

ہوتے ہین وہی کھیل کے آشوب زمانہ
اُٹھتے ہین جو فتنے ترے کوچے کی زمین سے

آئینہ اُسی وقت حسینوں کو دکھائے
جب بوند پسینے کی ٹپکتی ہو جبین سے

ہم محرمِ اسرار محبت تمہین سمجھین
تم راز کی باتون کو چھپاتے ہو ہمین سے

غیرون کے چُکانے مرا جھگڑا نہ چُکیگا
کچھ ہو گا تو اس بات کا انصاف تمہین سے

کیا چوری چھپے شب کو بھی ملتا نہین کوئی
اس بات کو پوچھو نہ کسی پردہ نشین سے

مسجد سے جو میخانے کو جاتے ہین حفیظ آپ
یہ خاک تو سجدے کی چھڑا لیتے جبین سے

سُنو جو تم سے شکایت کرے عدو میری
بُرا کسیکو کہون یہ نہین ہو خو میری

ذلیل مین جو ہوا تم بھی تو سبک ہوگے
کہ آبرو ہے تمہاری یہ آبرو میری

زبان بند ہوئی جب وہ آئے بالین پر
کہان یہ ختم ہوئی ہائے گفتگو میری

وہان سے آکے کچھ ایسی سُنائی قاصد نے
تڑپ کے رہگئی سینے مین آرزو میری

کہین تو دیر و حرم مین وہ مل ہی جائیگا
یہی تلاش یہی ہے جو جستجو میری

نگاہ اُٹھتی نہین میرے سامنے اُنکی
زبان کھلتی نہین اُنکے روبرو میری

نکھارتا ہے ترا حسن لاکھ پردون سے
چھپائے سے نہین چھپتی ہی آرزو میری

مرے بیان سے کھنچتی ہی حسن کی تصویر
حفیظ کیون نکرین قدر خوبرو میری

کون صورت ہے عرض مطلب کی
بات سُنتے نہین وہ اس ڈھب کی

دیکھ لی ہمنے دوستی سب کی
ساری دنیا ہے اپنے مطلب کی

خوبرو اور بھی تو بزم مین ہین
کیون اُنھین پہ نگاہ ہے سب کی

اُسکے وعدے پہ کیا بندھے اُمید
بات بھولے جو صبح کو شب کی

دینے والا ہے ایک سائل لاکھ
پوری کیونکر ہون حاجتین سب کی

کیا ہی شرمائے وہ جو مین نے کہا
آج پھیکی سے ہے کچھ مسی لب کی

خاک میری جو تو نے کی برباد
یہ کدورت تھی اے فلک کب کی

ہم جو بولین تو خود غرض ٹھہرین
سب کہین اپنے اپنے مطلب کی

اسقدر کیون اُپج کی لین حفیظ
شاعری انکی ہے نئے ڈھب کی

اسیری مین صبا نے جب خبر دی موسم گل کی
پھڑک کر رہگئی کنج قفس مین جان بلبل کی

یہ باعث ہی جو مین بخت سیہ پر اپنے نازان ہون
کچھ اس سی ملتی جلتی ہی سیاہی تیری کاکل کی

کبھی تھوڑی سی پیتا ہون کبھی یونہی گذرتی ہی
یہ حالت ہی قناعت کی یہ صورت ہی توکل کی

گل و بلبل کی صحبت ہجر مین دیکھی نہین جاتی
چمن کو پھونک دیتی کاش گرمی آتش گل کی

جھلکتے ہی دخت رز کی یا ہی برق طور کا جلوہ
صدائے لن ترانی ہی کہ ہے آواز قلقل کی

گلو تکا باغ مین ہر صبح شبنم منھ دھلاتی ہی
صبا مشاطہ بنکر زلف سلجھاتی ہی سنبل کی

ترے دیوانے زندان مین تڑپکر مر گئے شاید
کہ راتون کو صدا آتی نہین زنجیر کے غل کی

دم بادہ کشی اپنی نگاہِ مست دکھلا کر
مرے ساقی نے کیفیت بڑھا دی نشۂ مل کی

محبت مین ہوئی باہم حفیظ اچھی یہ ضد پیدا
ہمین ہے دید کا لپکا اُنھین عادت تغافل کی

ہمین حاصل بتون کی التجا سے
جو کہنا ہی کہینگے ہم خدا سے

کنکھیون سے کسی کا دیکھنا ہائے
وہ پھر آنکھین جھکا لینا حیا سے

اثر دامن بچائیگا کہان تک
مری فریاد سے میری دعا سے

بگڑ کر وہ اُٹھے پہلو سے میرے
ہوا حاصل یہ عرض مدعا سے

کیا مجھ سے یہ پھر عذر جفا کیون
جو تم واقف نہین رسم وفا سے

محبت مین غضب ناکامیان ہین
اثر بھی منھ چھپاتا ہے دعا سے

اشارون مین یہ دشمن نے کہا کیا
جو آنکھین جھک گئین تیری حیا سے

وہ میری حسرتون کو جانتے ہین
وہ ہین آگاہ میرے مدعا سے

حفیظ اُسکی محبت حشر کے دن
نہ کہنے دیگی کچھ مجکو خدا سے

نظر ملاتے ہی دل کا سوال کر بیٹھے
یہ لاکھ چال کی وہ ایک چال کر بیٹھے

گلہ فلک کا نہ شکوہ کسی کے ظلم کا ہے
ہم اپنے ہاتھ سے اپنا یہ حال کر بیٹھے

یہ کہہ رہا ہے سر بزم جلوۂ محبوب
یہان جو آئے وہ دلکو سنبھال کر بیٹھے

ہم اور آپ کا شکوہ کرین خدا کی شان
حضور خیر ہے یہ کیا خیال کر بیٹھے

شب وصال مین یہ روٹھنا نہین اچھا
ہنسی خوشی مین عبث تم ملال کر بیٹھے

مجھے ہی خوف پھری ہین جو نزع مین آنکھین
کہین کچھ اور نہ کوئی خیال کر بیٹھے

حفیظ پہلی ملاقات مین یہ بیتابی
کہ اُن سے آج ہی اظہار حال کر بیٹھے

ہر گھڑی عمر گذشتہ کا نہ کیونکر غم رہے
آرزوئین ہین بہت دن زندگی کے کم رہے

سامنے آنکھون کے وہ صورت جو مرتے دم رہے
کچھ خوشی ہو اپنے مرنیکی مجھے کچھ غم رہے

ہائے اس حسن دو روزہ پر حسینونکا دماغ
کیا ہو انکے حسن کا جو ایک ہی عالم رہے

رنجش بیجا مین ساری رات گذری وصل کی
وہ کبھی روٹھے کبھی بگڑے کبھی برہم رہے

ایک گالی جسنے دی چار اُسکے بوسے لیلیے
چھیڑ مین کیا ان حسینونسے کبھی ہم کم رہے

دونون گھر اچھے ہین زاہد اپنی اپنی ہی پسند
تو رہا کعبے مین جاکر بتکدے مین ہم رہے

دوست ہون شیخ و برہمن کا عجب کیا بعد مرگ
بتکدے مین غم تو کعبے مین مرا ماتم رہے

حسرت دیدار مرتے مرتے بھی مٹنے نہ پائے
انتظار اُس کا رہے آنکھون مین جبتک دم رہے

نیند مین اکثر ہماری جاگ اُٹھے ہین نصیب
خواب مین اکثر تری پہلو مین شب بھر ہم رہے

مین نے اپنی جان دیدی اے فلک جسکے لیے
کوئی دن تو اُسکی محفل مین مرا ماتم رہے

اب وہ دل ہی ہے نہ وہ مشق سخن اپنی حفیظ

لکھنؤ کے چھوٹ جانے سی یہ چرچے کم رہے

اب اتنے ظالمون مین کیا بجھگی جان بسمل کی
جدھر وہ ہین اُسی جانب نظر ہی اہل محفل کی
جلا کر مجکو اُٹھے جب وہ دم بھر کیلیے آئے
کلیجے سے لگا رکھون نہ کیونکر داغ حسرت کو
مجھے عشق مین بھی دامن کی ہوا تمکو مینا تھا
شب فرقت مری گھر مین بڑی سامان سے آئی
شب وصل آکے میری پاس کیا خاموش بیٹھے ہو
ترقی ہے تو انکے حسن کی چودہ برس ورنہ
کسیکے جھوٹ سچ کا حشر کے دن فیصلہ ہوگا
کبھی کہتی نہین اُسنے کسی دلسوز کا قصہ

مژہ قاتل نگہ قاتل ادا قاتل ہی قاتل کی
جبھی تو بدگمانی بڑھتی جاتی ہی مری دل کی
جلانیوالے دلکی کیا بجھا ئینگے لگی دل کی
بہت کچھ کھو کی الفت مین یہ دولت ہینے حاصل کی
بھڑک اُٹھی نہ آخر آتش حسرت مری دل کی
جلو مین اپنی لائی ہی سیاہی چاہ بابل کی
کچھ اپنے دل کی کہتے ہو نہ سنتے ہو مری دل کی
بگڑ جاتی ہی صورت ایک شب مین ماہ کامل کی
خدا کے سامنے ہوگی صفائی حق و باطل کی
زبان ہی ہاتھ بھر کی دیکھنے کو شمع محفل کی

حفیظ افسردہ خاطر ہون غزل کیونکر شگفتہ ہو
یہ نالے ہین مری دلکے یہ آہین ہین مجھے دل کی

جب تک کہ طبیعت سے طبیعت نہین ملتی
آرام گھڑی بھر کسی کروٹ نہین ملتا
جبتک وہ کھنچے بیٹھے ہین دل اُنسے رُکا ہی
جلتے ہین تو ہوتی ہی اُن آنکھونسے ندامت
اس زہد پہ نازان نہو زاہد سے یہ کہدو
کیا ڈھونڈھتے ہین گور غریبان مین وہ آکر

ہون پیار کی باتین بھی تو لذت نہین ملتی
راحت کسی پہلو شب فرقت نہین ملتی
جبتک نہین ملتے وہ طبیعت نہین ملتی
مرتے ہین تو اُس لب سے اجازت نہین ملتی
تسبیح پھرانے ہی سے جنت نہین ملتی
کس کشتۂ رفتار کی تربت نہین ملتی

کسطرح مرے گھر وہ حفیظ آئین کہ اُنکو
غیرونکی مدارات سے فرصت نہین ملتی

اُسکو آزادی نہ ملنے کا ہمین مقدور ہے
ہم ادھر مجبور ہین اور وہ اُدھر مجبور رہی

شب کو چھپکر آیئے آنا اگر منظور ہے
آپ کے گھر سے ہمارا گھر ہی کتنی دور ہی

لاکھ منت کی مگر اک بات بھی منھ سے نکی
آپ کی تصویر بھی کتنی بڑی مغرور رہی

اس اندھیری رات مین ای شیخ پہنچانیگا کون
بند ہے مسجد کا در تو میکدہ کیا دور ہی

ایک رشک غیر کا صدمہ تو اُٹھ سکتا نہین
اور جو فرمائیے سب کچھ ہمین منظور ہی

مرگیا دشمن تو اُس کا سوگ تمکو کیا ضرور
کونسی یہ رسم ہے یہ کونسا دستور ہی

زاہد اس اُمید پر ملنا حسینون سے نہ چھوڑ
خلد مین نادان تیرے ہی لیے کیا حور ہی

حشر کے دن کیا کہینگے یہ اگر آیا خیال
شکوہ کرنا یار کا پاسِ وفا سے دور ہی

کچھ حفیظ ایسا نہین جس سے کہ تم واقف نہو
آدمی وہ تو بہت معروف ہے مشہور ہی

گو یہ رکھتی نہین انسانکی حالت اچھی
پھر بھی سو کام سے دنیا کے محبت اچھی

کیا وہ اچھا ہی اگر صرف ہی صورت اچھی
صورت اچھی جو خدا دی تو ہو سیرت اچھی

وصل مین یہ جو ہون بیباک تو نکلے مطلب
ایسے موقع پہ حسینونکی شرارت اچھی

جسمین شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ ادا
ایسے معشوق سے مٹی کی ہی مورت اچھی

دوست انکا جو ہی برباد تو دشمن ہی خراب
لطف اچھا نہ حسینون کی عداوت اچھی

شکوہ وہ خوب ہی جس سے ہو لگاوٹ ظاہر
شکر کا جسمین ہو پہلو وہ شکایت اچھی

نہ ہوئی قدر مقدر کی برائی سی حفیظ

کیا ہوا آپ سے نے پائی جو طبیعت اچھی

ختم ہے اک نگہ ناز پہ قیمت دلکی
اب اگر لین نہ حسین مول تو قیمت دلکی

کنگھی چوٹی مین شب وصل کٹی جاتی ہی
آج بھی دلمین رہی جاتی ہی حسرت دلکی

بیوفائی ہے وہی ہٹ ہے وہی ضد ہی وہی
ملتی جلتی تری عادت سی ہی عادت دلکی

مدتون تیری نگاہون مین رہا ہے ظالم
کچھ تو ہوگی تری آنکھون مین مروت دلکی

آبنی جی پہ مگر راہ وفا سے نہ ٹلا
اُف رے پامردی دل واہ ری ہمت دلکی

جان کر نقش قدم کوئی مٹا دے نہ کہین
اُنکے کوچے مین بنا آئے ہین تربت دلکی

آپ سے اپنا بھرم تمکو نہ کھونا تھا حفیظ
ان حسینون سے نہ کرنا تھی شکایت دلکی

وہ ہمکنار ہے جام شراب ہاتھ مین ہی
بغل مین چاند ہی اور آفتاب ہاتھ مین ہی

پلا کے پیر کو ساغر جوان بناتا ہے
مزہ ہی پیر مغان کے شباب ہاتھ مین ہی

بر آئی آج مرے دلکی آرزو صد شکر
کہ دامن آپکا روز حساب ہاتھ مین ہی

یہ آے کسکے قدم دست موج سی دریا
لیے ہوئی جو کلاہ حباب ہاتھ مین ہی

عرق وصال مین پونچھا ہی گل سی گالونکا
یہی ہی وجہ کہ بوئے گلاب ہاتھ مین ہی

بن آئی ہی مری دست ہوس کی وصلکی شب
حنا لگائی جو وہ مست خواب ہاتھ مین ہی

ہوا سے تیز وہ آتا ہے نامہ بر میرا
نیاز نامی کا میری جواب ہاتھ مین ہی

کھلے ہین گل گل عارض کی وصف مین سر دست
قلم مرا ہی کہ شاخ گلاب ہاتھ مین ہی

حفیظ آپ کا دیوان یہ ہوا مقبول
ہر ایک شخص لیے یہ کتاب ہاتھ مین ہے

بسر کرنے نہ پایا عیش کے دن شادمانی سے
محبت نے سلوک اچھا کیا میری جوانی سے

قفس خود ہاتھ مین لیکر چمن مین لوٹ جاتا ہی
بہت صیاد خوش ہوتا ہی میری خوش بیانی سے

عدو کا چھیڑتے ہین ذکر میرا جی جلانیکو
اُچٹ جاتی ہی اُنکی نیند جب میری کہانی سے

کمال عشق نے پیدا کیا یہ رنگِ حسن آخر
نزاکت اُنکی شرماتی ہی میری ناتوانی سے

ترس اُنکو کسی کے حال پر آیا نہ آئیگا
نہ باز آئے نہ باز آئینگے وہ ایذا رسانی سے

حسین بات اسکی سُنتے ہین نہ ساقی مے پلاتا ہی
جو سچ پوچھو تو موت اچھی ہی مفلس کی جوانی سے

خیالی شکل آنکھون مین پھری آواز سنتے ہی
مرا مطلب نکل آیا تمہاری لنترانی سے

بڑھا کر ولولے بیچین کرنا سیکھ لے کوئی
مرے دلکی اُمنگون سے تری اُٹھتی جوانی سے

حفیظ اکثر غزل کہنے کی کرتا ہی وہ فرمایش
ہماری شاعری ہی اک حسین کی قدردانی سے

عرصۂ حشر مین فریاد تری کیا کرتے
مجمع عام مین کیونکر تجھے رسوا کرتے

ملتے تم غیر سے اور ہم اُسے دیکھا کرتے
چھوڑ دیتے نہ اگر شہر تو پھر کیا کرتے

ہمنشین اب کوئی ایسا مین گیا گذرا تھا
کہ مرے سامنے وہ غیر کا چرچا کرتے

ہم بھی کیا چاہنے والون مین گنے جاتے ہین
چار مین بیٹھکے جو آپ کا شکوا کرتے

اپنی محرومیِ قسمت سے کچھ آگاہ نتھے
ورنہ ہم آپ سے ملنے کی تمنا کرتے

مختصر وصل کی شب اور وہ کچھ اُنکی ضدین
منتین کرتے کہ اظہار تمنا کرتے

غیر سے خود ہی ملے جاکے یہی آن رہی
کہین معشوق یہ ذلت ہین گوارا کرتے

ہائے ہنسکر شب وعدہ وہ کسی کا کہنا
آج بھی ہم جو نہ آتے تو کہو کیا کرتے

دیکھتے دست حنائی سی مرے دلکی تڑپ
کاش یون ہی وہ کلیجا مرا ٹھنڈا کرتے

حشر کے روز بھی تکرار پر آمادہ ہو ئے		آج کے دن بھی نہین خوف خدا کا کرتے

کس مقدر پہ کرون خواہش وصل اُن سے حفیظ
شرم آتی ہے مجھے کوئی تمنا کرتے

یہی مسئلہ ہے جو زاہد تو مجھے کچھ اسمین کلام ہے
وہی شے حلال ہے خلد مین وہی میکدے مین حرام ہے

مری آنکھ مین جو سما گیا مرے دلمین جسکا مقام ہے
ابھی مجھ سے ہے وہ الگ تھلگ نہ پیام ہے نہ سلام ہے

یہی کہنا اُس سے پیامبر کہ بس آخری یہ پیام ہے
جو ذرا بھی جانے مین دیر کی تو کسی کا کام تمام ہے

کبھی سخت سخت ہے گفتگو کبھی کہدیا مجھے کیا ہے تو
یہ بتا تو اد بت جنگجو کوئی یہ بھی طرز کلام ہے

کوئی ذکر غیر کا یہ نہ تھا جسے آپ سُنکے ہوے خفا
مجھے اپنے بخت سے ہے گلا مجھے اپنے دل سے کلام ہے

جو چلا تو بزم سرور مین جو رہا تو عالم نور مین
مرے دل مین کیف مدام ہی مرے سر مین گردش جام ہے

وہی شکوہ تجھکو رقیب کا وہی رونا اپنے نصیب کا
یہ بتا تو اد دل مبتلا تجھے اور بھی کوئی کام ہے

مرا نام لیکے نہ کوسیئے یہ کہا تو ہنسکے وہ بول اُٹھے
مجھے کیا خبر تھی زمانے مین فقط آپ ہی کا یہ نام ہے

بت مجھے کفر و دین سے غرض نہین کہ مین ایک بندۂ عشق ہون
کوئی شیخ ہو کہ ہو برہمن مرا دور ہی سے سلام ہے

وہی آسمان ہے وہی زمین مگر آنکھ اُسکی جو پھر گئی
نہ وہ دن ہی ہے نہ وہ رات ہے نہ وہ صبح ہے نہ وہ شام ہے

بہت اور ماہر فن ہین یون بہت اور اہل سخن ہین یون
مگر آگیا جو اُنھین پسند حفیظ کا وہ کلام ہے

دنیا مری نگاہ مین صحرائے یاس ہے
جسدن سے جی اُداس ہی عالم اُداس ہی

نالون کو بھی کسیکی نزاکت کا پاس ہی
اے صبر المدد فقط آب تیری آس ہی

گھیرے ہی مجکو نزع مین اک دوسرا خیال
وہ جانتے ہین موت سی اسکو ہراس ہی

شکوؤن کا یہ جواب ہے اچھا یونہین سہی
ہمکو قسم کا پاس نہ وعدے کا پاس ہی

چھایا ہے بزم مین مری افسردگی کا رنگ
کہتے ہین لوگ آجکل صحبت اُداس ہی

دُنیا مین جس کے درد کی کوئی دوا نہو
ایسے مریض کیلیے مرنا ہی راس ہی

کیونکر ختم لذت بیداد کا بیان
آخر مرے دہن مین زبان سپاس ہی

فرقت ہی اک سزا ہے محبت کے جرم کی
انصاف چاہتا ہون کہ تو حق شناس ہی

بڑھتا ہے اور آکے یہان اختلاج قلب
کیونکر کہین ہوا تری کوچے کی راس ہی

اُس بزم مین ہزار اداؤن کا سامنا
لے دیکے ایک دل ہی یہان اپنے پاس ہی

اک مشغلہ ہے ہجر مین آہون کا کھینچنا
قسمت کو رو رہا ہون اثر سی تو یاس ہی

آیا جو مین تو بیٹھو نہ منہ پھیر کر اُدھر
دیکھو ادھر تمھین سے مری التماس ہی

بس مختصر یہ ہے مری حسرت کی داستان
جبتک یہ سانس ہی تری ملنے کی آس ہی

اس نظم کو حفیظ ہی کیا شاعری سے بحث
تیرے کلام مین تو فقط درد و یاس ہی

محشر کی باز پرس سے جی بے ہراس ہی
مجھ روسیاہ کو تری رحمت کی آس ہی

غربت مین بیکسی کا سمان آس پاس ہی
ای موت بے خبر کہ بہت جی اُداس ہی

اُمید وہ عدو کی جو پوری ہی ہو رہے
بندھکر جو ٹوٹ جاے ہماری وہ آس ہی

ساغر یہ ہی وہ روپ نہ وہ مُہ مین آب و تاب
ساقی جو اُٹھ گیا ہے تو محفل اُداس ہی

دیکھا تو رنگ و بو کا یونہین سا ہی کچھ بناؤ
غنچونکی کچھ گرہ مین نہ کچھ گل کے پاس ہی

منعم نہ مجھ سے آپکو اتنا فلک پہ کھینچ
پستی مری نگاہ مین تیری اُنچاس ہی

اچھی نہو تو خم بھی چڑھا کر نہ سیر ہون
چوکھی اگر ملے تو بہت اک گلاس ہی

اک چھیڑ ہی یہ میرے کڑہانے کیواسطے
بشاش ہو کے پوچھنا تو کیون اُداس ہی

مضمون جو چست ہو کے بندھی غیر کا نہین
ٹھیک آئے جسم پر تو وہ اپنا لباس ہی

جنس وفا خرید کے نازان ہی بوالہوس
اسکی خبر نہین کہ وہ جوہر شناس ہی

جام جہان نما ہے کہ ساغر ہی سامنے
دنیا کی سلطنت ہی کہ مے اپنے پاس ہی

جتنے حسین حفیظ ہین پُتلے طمع کے ہین
یہ آشنا اُسی کے ہین زر جسکے پاس ہے

تری جس مین حسرت ہی وہ دل یہی ہے
ارے پیار کرنیکے قابل یہی ہے

ترپ مین جو بجلی ہے وہ دل یہی ہے
لٹا دے جو قاتل کو بسمل یہی ہے

محبت مین ہر کام آسان ہے لیکن
جسے صبر کہتے ہین مشکل یہی ہے

زرا غور سے غیر کی شکل دیکھو
تمھین پیار کرنیکے قابل یہی ہے

تری سادگی کی ہین جان لیگی
کہ ہم وضعدارونکی قاتل یہی ہے

محبت کی ہے انتہا جی سے جانا
جہان لٹ کی پہونچین وہ منزل یہی ہے

تری بزم کا لطف جنت مین توبہ
وہ محفل وہی ہے یہ محفل یہی ہے

پشیمان ہوے جھوٹے وعدون سی کسدن
مگر جاتے ہین آپ مشکل یہی ہے

ستایا ہوا چوٹ کھایا ہوا دل
اگر ڈھونڈھتے ہین تو وہ دل یہی ہے

کہان تو کہان یہ رقیبون کا جمگھٹ
وہ اگلی سی تہذیب محفل یہی ہے

گرہ دے لی آنچل مین کرتے ہی وعدہ
ادا یاد رکھنے کے قابل یہی ہے

حفیظ اب اسے کوئی پوچھے نہ پوچھے
حسین جسکے گاہک تھے وہ دل یہی ہے

دن رات بھگوئین دامن کو اور اشکون سے کیا ہونا ہی
ہر شام و سحر شبنم کی طرح بیکار ہمارا رونا ہے

باتین جو بڑھین کر بیٹھین گے اقرار عدو سے ملنیکا
اب چھیڑنا اُن کو گویا اپنے حق مین کانٹے بونا ہے

سب قہقہے تھے وہ چمن ہی تک جسدن سی چمن چھوٹا ہے
سب نغمہ سرائی بھول گئی یاد ایک قفس کا کونا ہے

صرف آب وضو سے دلکی سیاہی دور نہوگی اے زاہد
کچھ آنکھون سے بھی اشک بہا یہ داغ جو تجکو دھونا ہے

اک مدت پر تو آئے ہو کچھ اپنی کہو کچھ میری سنو
سونے کو ابھی رات پڑی ہے شام ہی سے کیا سونا ہے

مجھ سے کچھ احباب نہ پوچھین حاصل اُسکی محبت کا
یون سمجھین اک شورزمین۔مین تخم وفا کا بونا ہے

برپا ہوگی بزم طرب دن رات وہان تو اور یہان
تنہا بیٹھے آٹھ پہر آٹھ آٹھ آنسو بس رونا ہے

ناصح مجھکو تو ہی بتا دے اور ضرر اب کیا ہوگا
اک دل تھا اُسکو کھو ہی چکے اک جان ہے وہ بھی کھونا ہے

آجائے جہان کچھ ذکر مرا کیون وہ نہ وہان سی اُٹھ جائین
کسطرح مخاطب ہو کے سنین بدنام اُنھین کیا ہونا ہے

یہ حسن و جوانی جیب تک ہی مل اپنے چاہنے والے سے
نادان یہ ہے بہتا دریا تو دھولے ہاتھ جو دھونا ہے

کیا تم مین دھرا ہی جسکے لیے سب اپنے پرائے چھوڑ دین وہ
جو چاہتے تم ہو حفیظ کبھی ممکن نہین ایسا ہونا ہے

ہر شب جو مشورے ہین یونہین پاسبان سے
وہ منفعل ہوئے ہین مرے امتحان سے

اُٹھنا نہ مجھے قبول ترے آستان سے
آئندہ کیا ہو اسکی ہے اللہ کو خبر

لب بند ہوگئے جو ہوا اُنکا سامنا
ناصح نگاہ کم سے ہمین دیکھتا ہی کیون

اچھا ہے سوے غیر نہ اُن کا خیال ہو
کیا ہوا اگر وہ سن لے کہین اپنے کان سے

اے صبر تیرا شکر کرون کس زبان سے
لیکن دماغ بحث کہان پاسبان سے

ابتک تو نبھ گئی ہی بڑی آن بان سے
نکلی نہ کوئی بات ہماری زبان سے

واقف مگر ہوا نہ محبت کی شان سے
فرصت کبھی ملے نہ مری امتحان سے

اُسکی گلی سے مجکو اُٹھاتا تھا بعد مرگ
شکوہ اسیقدر رہی مجھے پاسبان سے

جسکو کچھ آگیا ترے وعدونکا اعتبار
یہ جان وہ غریب گیا اپنی جان سے

دشمن کی دوستی کا بھروسا ہے آپکو
امید رحم کی ہے سنجھے آسمان سے

دشوار کیا تھا ناقہ لیلےٰ کا روکنا
روتا لپٹ سکے قیس نہ ساربان سے

اکثر ہوا اُسی کا محبت مین سامنا
کوسون جو بات دور تھی اپنے گمان سے

دروازہ بند کرکے کوئی گھر مین سورہا
اُلجھا تمام رات کوئی پاسبان سے

برسون لگی رہی ہے وہان میکشونکی بھیڑ
مے ہمنے چار روز بھی لی جس دکان سے

دیکھون اُسی جو روح سے جو مجھے حجاب جسم
پردہ یہ کاش اُٹھ بھی کہین درمیان سے

اس بانیِ ستم کو جلاکر کیا نہ خاک
اے آہ تو بھی مل ہی گئی آسمان سے

باتون مین آگیا جو کسی کی وفا کا ذکر
کہتے ہین ہمکو چڑھ ہے اسی داستان سے

دیکھا بھی اُسنے مجکو تو اوچھی نگاہ سے
مارا بھی دل پہ تیر تو اُتری کمان سے

تم ہاتھ رکھکے دیکھ نہ لو اضطراب دل
کچھ اور ہم کہین گے نہ اپنی زبان سے

انصاف اے حفیظ زمانے کے ہاتھ ہے
اپنی ثنا نہ چاہیئے اپنی زبان سے

صدمے جو کچھ ہون دل پہ سہئیے
پوچھے بھی کوئی تو چپ ہی رہئیے

بے صبری کہکے رک گئے کیون
کہیئے کہیئے کچھ اور کہیئے

آخر کب تک یہ بے نیازی
انصاف سے آپ ہی نہ کہیئے

مرہی جانے کی بات ہے یہ
میرے لیے آپ ظلم سہیئے

آنکھون مین غرور رہی کسی کا
کسطرح کسی سے دب کے رہیئے

سننے کی جو بات ہو وہ سنیئے — کہنے کی جو بات ہو وہ کہیئے
رونے کو پڑی ہے عمر ساری — چھالونکی طرح نہ پھوٹ بہیئے
دنیا مین نہین رہی وفا اب — کیا کہہ گئے آپ پھر تو کہیئے

سنیئے جو حفیظ کی مصیبت
رو دیجئے آپ مین نہ رہیئے

ہاے اب کون لگی دل کی بجھانے آئے — جن سے اُمید تھی اور آگ لگانے آئے
دردمندونکی یونہین کرتے ہین ہمدردی لوگ — خوب ہنس ہنس کے ہمین آپ رُلانے آئے
خط مین لکھتے ہین کہ فرصت نہین آنیکی ہمین — اسکا مطلب تو یہ ہے کوئی منانے آئے
آنکھ نیچی نہ ہوئی بزم عدو مین جاکر — یہ ڈھٹائی کہ نظر ہم سے ملانے آئے
طعنے بے صبریونکے ہاے تشفی کے عوض — اور دُکھتے ہوئے دل کو وہ دُکھانے آئے
اور تو سب کے لیے ہے تری محفل مین جگہ — ہم جو بیٹھین ابھی دربان اُٹھانے آئے
چٹکیان لینے کو پہلو مین رہا ایک نہ ایک — تو نہین تو ترے ارمان ستانے آئے

بیکسی کا تو جلا دل مری تربت پہ حفیظ
کیا ہوا وہ نہ اگر شمع جلانے آئے

مرے عیبونکی اصلاحین ہوا کین بحث دشمن سے — لیا ہے راہبر کا کام اکثر مین نے رہزن سے
وہ موتی ہون جو کھو جاتا ہے ساحل مین سمندر کے — وہ دانہ ہون بکھر کر دور ہوتا ہے جو خرمن سے
فضا صحرا کی آنکھون سے جو دیکھی ہین وہ کہدینگے — گلِ خودرو کا عالم کم نہین گلہائے گلشن سے
کسیکی دوستی یون خاک مین کوئی ملاتا ہے — مری باری مین تم اور مشورے لیتے ہو دشمن سے
تماشا دیکھیے محشر مین قاتل مجھ سے لڑتا ہے — کہ اپنے خون کا دھبا چھڑا دے میرے دامن سے

زمین سے آسمان تک چھا رہی جو یہ اُداسی ہے
بگولہ کوئی اُٹھا ہے کسی بیکس کے مدفن سے

قریبِ در پہونچکر یون غش آنیکا سبب آخر
یہ ممکن ہے کہ دیکھا ہو کسی نے ہمکو چلمن سے

ہر آفت سے چمن محفوظ ہے اب تو یہ سنتا ہون
عداوت برق و صرصر کو تھی میری ہی نشیمن سے

غرض کیا بحث جھگڑے سے ہمارا تو یہ مشرب ہے
جہانتک ہو کنارے ہی رہے شیخ و برہمن سے

طوافِ گل کی اب طاقت کہان رہجاتی ہین بازو
کبھی جب قصد بھی کرتا ہون اُٹھنیکا نشیمن سے

حفیظ اسکو سمجھ لے خوب ہین یہ کام کی باتین
اگر خوبی طلب ہے جھک کے مل ہر دوست دشمن سے

داورِ حشر سے کیا ہوگی شکایت اُنکی
منہ پر اک مہر لگا دے گی محبت اُنکی

آئے گی اپنی زبان پر نہ شکایت اُنکی
وہ برا ہم کو جو کہتے ہین عنایت اُنکی

سامنے آنکھ کے کل تک رہی صورت اُنکی
آج اک داغ کلیجے کا ہے حسرت اُنکی

خواہش خلد کرون اُنکی گلی مین رہکر
حور کا وصف سنون دیکھکے صورت اُنکی

بات کی بات مین برہم وہ ہوئے جاتے ہین
آنکھ کی طرح بدلتی ہے طبیعت اُنکی

تو نے اے دوست گرایا ہے جنھین نظرون سے
دیکھی جاتی نہین دشمن سے مصیبت اُنکی

کل جو کھاتے تھے ہوا باغ کی ہر شام و سحر
آج دو پھول کو محتاج ہے تربت اُنکی

تو ڑ کر پانون جو بیٹھے ہین تری کوچے مین
بعد تحقیق کے ثابت ہوئی جنت اُنکی

وہ مکدر رہین مٹے جاتے ہین ہم اس غم سے
خاک مین ہمکو ملاتی ہے کدورت اُنکی

دوست اُنکا ہے گلہ کیجیے کیا دشمن کا
یہ بھی اک طرح کی ہوتی ہے شکایت اُنکی

جسم و جان مین جو پڑی پھوٹ تو کچھ دور نہین
ایک ہی تفرقہ پرداز ہے فرقت اُنکی

چھایا آنکھون مین اندھیرا یہ بھر آئے آنسو
ہائے صورت بھی نہ دیکھی دمِ رخصت اُنکی

داورِ حشر تو اُلٹا ہی مرا گر انصاف
مجکو منظور رہے ہر طرح رعایت اُنکی

پھر تو جو کچھ کہے ناصح وہی منظور ہین
پہلے ہان ایک نظر دیکھلے صورت اُنکی

دل کے مٹنے کا نہین غم مگر افسوس یہ ہے
ساتھ ہی اسکے مٹی جاتی ہے حسرت اُنکی

سامنے آنکھ کے کرنا ہے بُرائی سبھونکی
مجھ سے احباب جو کرتے ہین شکایت اُنکی

دھیان آیا جو کبھی ترکِ وفا کا دل مین
کیسی آزردہ ہوئی مجھ سے محبت اُنکی

جان دینا تو جدائی مین بہت آسان ہے
فکر اتنی ہے کہ یہ شئے ہے امانت اُنکی

کچھ صلہ مل ہی رہیگا کسی خدمت کا حفیظ
اور کچھ روز کیے جاؤ اطاعت اُنکی

پٹکون سر اسقدر کہ جبین خون چکان رہے
چھوٹے جو در کسی کا تو یاد آستان رہے

سینے مین دل رہے نہ دہن مین زبان رہے
ایسا جو ہو تو راز محبت نہان رہے

یون مجکو آزما کے نہ تیرا بھرم کھلے
اپنا بھی کچھ خیال دمِ امتحان رہے

کوثر کی مجکو آج پلائی ہے خوب سی
واعظ خدا کرے تری اونچی دُکان رہے

دربان کے ہو وہ زیرِ قدم واہ ری نصیب
میری جبین سے دور ترا آستان رہے

چلنا ملے تو راہِ محبت مین یون چلون
سر پر زمین زیرِ قدم آسمان رہے

کچھ تو ہو تیرے دور مین انصاف اے فلک
اُسکی گلی مین ہم نہ رہین پاسبان رہے

پست و بلند دھر کی یون ہمنے سیر کی
بن کر کہین زمین کہین آسمان رہے

بچھڑی ہوؤن کو راحتِ منزل کہان نصیب
ہم تو تمام عمر پس کاروان رہے

کچھ چہچہون کا لطف اُٹھاؤن بہار مین
چھایا ہوا گلون سے اگر آشیان رہے

برسون ہوے کہ روز پلاتا ہے قرض کی
آباد مے فروش کی یارب دُکان رہے

رونق ہو میکدے کی اسی دم قدم کے ساتھ / جبتک کہ دورِ جام ہو پیرِ مغان رہے
چھانٹون وہ شاخ مین جو چمن بھر کی جان ہو / اُونچا ہر آشیان سے مرا آشیان رہے

تقلید لکھنؤ کی جو کرتا ہون اے حفیظ
غیرت پکارتی ہے کہ اپنی زبان رہے

طاقت ضبط نہ یارا ے شکیبائی ہے / نالے رُکتے نہین وہ چوٹ کڑی کھائی ہے
آزمالون کوئی دن دیر و حرم مین قسمت / پھر تو یہ سر ہے کسی در کی جبین سائی ہے
جان جاتی ہے کہ رخصت ہے جوانی کی بہار / جو کلی جان چمن تھی وہی مرجھائی ہے
چھیڑنے سے چھیڑ تو دون تذکرۂ غیر مگر / یہ سُنے کون کہ شامت تو نہین آئی ہے
قبر مین بحث کو موجود نکرین ہوے / گھر لڑائی کا مگر گوشۂ تنہائی ہے
پڑگئی جان سی ہر پھول مین گلدستونکے / آپ آئے ہین مرے گھر کہ بہار آئی ہے
اسکی کیفیتین دنیا سے نرالی دیکھین / دونون عالم سے الگ عالم تنہائی ہے
یاس ہی موت کے آنیسے شب غم پھر بھی / مردنی شام سی گو منہ پہ مرے چھائی ہے

قاصد آیا جو وہان سے تو ہوئی عید حفیظ
آج برسون مین مرے لب پہ ہنسی آئی ہے

جس روز درد دلمین ذرا بھی کمی ہوئی / کہنا پڑے گا آج ہے جی پر بنی ہوئی
کنٹر مین دیکھتا ہون ابھی کچھ بچی ہوئی / ساقی پلا پھر آئی گھٹا جھومتی ہوئی
لو آگیا قریب زمانہ وصال کا / آثار موت دیکھکے جی کو خوشی ہوئی
بیوھار ایک عمر اُسی سے نباہنا / دی جس دکاندار نے دو دن بچی ہوئی
کس در کا جبہ سا ہون کہان ٹک گئی جبین / مقبولِ دو جہان جو مری بندگی ہوئی

اُنکے گلے کے ہار کی اللہ رے لپیٹ
خوشبو سے آستین ہے ابتک بسی ہوئی

رکھا ہی یون بھی ہاے کسی نے کسی کا سوگ
کھولی گئی نہ آپ سے چوٹی گندھی ہوئی

اللہ رے مریض محبت کی بیکسی
بالین پہ ایک شمع ہی وہ بھی بجھی ہوئی

اسکے سوا نہ تھی کوئی صورت نباہ کی
یہ ترک دوستی تہوئی دوستی ہوئی

دونگا دعائین چھوٹے مقدر کو عمر بھر
پوری کوئی مراد اگر جیتے جی ہوئی

سُنتے ہین پوچھکر وہ پرائے دلونکا درد
کہدیگا اب کوئی مری دلکی لگی ہوئی

آنکھ اُٹھ گئی جدھر وہ تڑپنے لگا غریب
یہ چوٹ تو غضب ہی کیسی بندھی ہوئی

پہلے یہ سوچ لو تو کرو چارہ مین سبک
اپنی یہ آبرو وہی تمہاری ہی دی ہوئی

چھیڑا کہ دشمنون کا مکدر رہا مزاج
رہنے دو میری دلمین کدورت دبی ہوئی

کمبخت دم کے ساتھ بھی نکلی نہ اے حفیظ
وہ پھانس تھی ہمارے جگر مین چبھی ہوئی

کچھ کم نہین تلوار سے دنیا مین ہنر بھی
پڑتی ہے مصیبت تو یہ ہوتا ہی سپر بھی

ڈوبے ہو پسینے مین پریشان ہی نظر بھی
آتے ہو کہان سے کہ دھڑکتا ہی جگر بھی

ہی ایک ہی شاطر تری دزدیدہ نظر بھی
کب دلکو اُچک لیتی ہی ہوتی ہی خبر بھی

کیا تاڑ نہ لیگا کوئی پہچان نہ لے گا
چھپتی ہی چھپائے سے محبت کی نظر بھی

واعظ ہے کہے دوزخ و جنت کی حقیقت
رکھتا ہے کوئی عالم بالا کی خبر بھی

کینہ نہ مٹا تیر مرے دل پہ لگا کر
پھر دیکھیے بیدرد نے تاکا ہے جگر بھی

واعظ تری باتین بھی عجب بے سروپا ہین
جس چیز کی تعریف اُسی شے سے حذر بھی

ہمت مری نالونکی کہین مجھ سے بڑھی ہی
کہتے ہین کہ کچھ دور نہین باب اثر بھی

یاد اُنکی ہمین ہے تو اُنھین دھیان ہمارا | تاثیر محبت مین اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
صیاد نشیمن کا پتا پوچھ رہا ہے | چپ ہون کہ مجھے یاد نہین اب وہ شجر بھی
تاثیر مین ڈوبے ہین اثر مین بھی بھری ہین | لیکن کہین نالونکا وہان تک ہو گذر بھی
کچھ ضعف نے کچھ یاس نے مایوس کیا ہے | اُٹھتی نہین گردن کی طرح آج نظر بھی
گذری جو ہے اِک عمر مری قید قفس مین | کیا خواہش پرواز کہ کھلتے نہین پر بھی
تاثیر سے کیون یاس ہو آہین جو رسا ہون | پھولے جو شجر ہوتی ہے اُمید ثمر بھی
ظلمات بنا دے مری قسمت کی سیاہی | آئے مرے گھر مین جو سفیدی سحر بھی
کچھ صبح سے انداز ہی پاتا ہون نرالے | بدلی ہوئی ہے آنکھ بھی چتون بھی نظر بھی
اُس بزم مین سنتا ہون یہ زاہد کی زبان سے | اے ساقی توبہ شکن اک جام اِدھر بھی
کوچ اپنا ہوا صبح کو وہ شام کو نکلے | رکھا نہ گیا سوگ مرا آٹھ پہر بھی
محفل مین تو سب دیکھنے والے ہین اُنھین کے | دیکھو تو کسی سے وہ ملاتے ہین نظر بھی
جو داغ معاصی ہے وہ رحمت کی سند ہے | جنت کا قبالہ ہے مرا دامن تر بھی
جب آئے عیادت کو تو ایسی ہی سنائی | کیونکر کوئی دوڑا کرے ظالم کہین مر بھی

کمبخت حفیظ آگئی یہ تجھ مین بُرائی
کہتے ہین کہ ہوگا کہین ایسونکا گذر بھی

اچھا نہین ہر روز کا قول و قرار بھی | یہ کیون کہ اک مرض ہے غم انتظار بھی
اِس کوچے کی زمین پہ ذرا بیٹھنے تو پائین | ہم کیا کہ پھر اُٹھے نہ ہمارا غبار بھی
دنیا ہے جسکا نام ہے اک خانۂ طلسم | دیوانے ہو رہے ہین یہان ہوشیار بھی
اُٹھتی نہین ہے آنکھ بھی اب سوی در کبھی | مایوس ہو گئی نگہِ انتظار بھی

بکھرے ہر ایک گل کا گریبان ہو دیکھیے
دیوانی ہو رہی ہے چمن مین بہار بھی

بدلا یہ رنگ بزم کا ساقی کے اُٹھتے ہی
بے کیف ہو رہی ہے مئے خوشگوار بھی

کوچے مین آپکے ہی کس افسردہ دل کی قبر
ٹھنڈا پڑا ہوا ہے چراغِ مزار بھی

آنسو کہان یہ غم سے لہو خشک ہو گیا
کانٹا ہے سوکھکر مژۂ اشکبار بھی

رغبت دلا نہ ترک وطن کی پھر اے جنون
بھولی نہین ابھی خلشِ نوک خار بھی

اُنکا جگر سراہیے جو توڑتے ہین دل
ہم سے تو ٹوٹتے نہین اشکونکے تار بھی

احسان اُس مژہ کا کہ جسنے یہ دن دکھائے
صحرا مین ہمسے نوک کی لیتے ہین خار بھی

کہتے ہین بڑھ چلا ہی جو تسکین سے اضطراب
تمکو کسی کی بات کا ہے اعتبار بھی

پھر مے پیے حفیظ تو اپنا لہو پیے
ساقی گذر گئی اگر ابکے بہار بھی

ہوئی زار فرقت مین حالت کچھ ایسی
بنی جی پہ بگڑی طبیعت کچھ ایسی

دم نزع پھرون چلی سانس اُلٹی
رہی دلمین گھٹ گھٹ کے حسرت کچھ ایسی

ہنسی مین بھی رونے کو جی چاہتا ہے
ہوئی خوگرِ غم طبیعت کچھ ایسی

پڑی آنکھ جس کی پڑھا اُسنے کلمہ
کہو موہنی ہے وہ صورت کچھ ایسی

رہا رات بھر ہاتھ سینے پر اپنا
شبِ غم تھی دلکو اذیت کچھ ایسی

بجا ہے اگر کہیئے اک جان دو قالب
کہ ہے دونون جانب محبت کچھ ایسی

ہوا وصل کا عیش غم سے مبدل
ہوئی باتون باتون مین حجت کچھ ایسی

بُری ہوتی ہے وہ بھی کہیے جو اچھی
بُرائی پہ ہے اپنی قسمت کچھ ایسی

حفیظ اک زمانہ ہوا تم سے واقف

ہوئی اُنکے ملنے سے شہرت کچھ ایسی

یا تو بگڑے ہوے تیور مرے پہچان گئے
یا وہ کچھ بات ہی ایسی تھی کہ جھٹ مان گئی

آنکھ ملنا تھا کہ ارمان دلون کے نہ چھپے
ہم اُٹھین تاڑ گئے وہ ہمین پہچان گئے

ہو بُرا رسم عیادت کا وہ رو کر اُٹھے
گھر سے ہنستے ہوئے آئے تھے پریشان گئے

رشک سے ایک ہی سر مین نہین سودا تیرا
لیکے دنیا سے ہزارون ہی ارمان گئے

شکوہ عہد وفا تھا کوئی گالی تو نہ تھی
بات اچھی تھی مگر آپ بُرا مان گئے

اور ہوتی مرے نالون مین کہان تک تاثیر
چیخ اُٹھے وہ بھی کہ اللہ مری کان گئے

چھیڑ دینا تھا کہ بھر مار تھی دشنامونکی
ایک صیغہ تھا کہ فرفر اُسے گردان گئے

لیکے انگڑائی دوپٹہ جو سنبھالا تمنے
کیا بتاؤن مری اسوقت کہان دھیان گئے

گھر سے نکلے وہ جہان لٹ گیا جوبن انکا
آئے رخ کھچ کے وہ جسدن کہین مہمان گئے

رنجش غیر چھپائے سے کہین چھپتی ہے
جاننے والے جو اسبات کے ہین جان گئے

ابھی آئے تھے کہ رخصت کی زبان پر لائے
دیکھیے پھر مرے آئے ہوئے اوسان گئے

ہم نے آواز بدلکر جو کیے تھے نالے
قہقہون نے یہ خبر دی کہ وہ پہچان گئے

شعر ہر رنگ مین کہنا ہے ترا کام حفیظ
آج ہم مان گئے مان گئی مان گئے

وصل آسان ہے کیا مشکل ہی
تجکو یہ دھیان ہے کیا مشکل ہی

وضع کا دھیان ہی کیا مشکل ہی
دوست نادان ہے کیا مشکل ہی

ہو تجھ پر جان ہے کیا مشکل ہی
مشکل آسان ہے کیا مشکل ہی

ہائے دیوانہ بنا کر کہنا
پھر بھی اک شان ہے کیا مشکل ہی

اب جگہ چاہیے وحشت کو مری | تنگ میدان ہے کیا مشکل ہے
جسکو مر مٹکے مٹایا تھا ابھی | پھر وہی دھیان ہے کیا مشکل ہے
بے بلائے کہین جا نکلے نہین | آپڑی آن ہے کیا مشکل ہے
ہم نہ اُٹھتے ہین نہ وہ دیتے ہین | ہاتھ مین پان ہے کیا مشکل ہے
ہم کو سمجھائے سمجھ ناصح کی | پھر یہ احسان ہے کیا مشکل ہے
میرے بدعہد کو اللہ رکھے | موت آسان ہے کیا مشکل ہے
اُسنے رکھا ہے وہ دربان جس سے | جان پہچان ہے کیا مشکل ہے
شیخ کرتا ہے بتون کی غیبت | پھر مسلمان ہے کیا مشکل ہے
رات بھر منت دربان افسوس | اپنی یہ شان ہے کیا مشکل ہے
حسن پر خلق مٹی جاتی ہے | جو ہے قربان ہے کیا مشکل ہے
ہجر مین جان نکلتی نہین آہ | یہ بھی ارمان ہے کیا مشکل ہے
بندگی بت کی خدا کے بندے | کفر ایمان ہے کیا مشکل ہے
چارہ گر کو ہے مرے فکر دوا | درد ہی جان ہے کیا مشکل ہے
بزم مین زہر اُگلنے کو عدو | در پہ دربان ہے کیا مشکل ہے
وہ عیادت کے لیے آتے ہین | آج بحران ہے کیا مشکل ہے

یون تو پہلے ہی محبت تھی حفیظ
اب تو ایمان ہے کیا مشکل ہے

زندگی کی آخری یہ رات ہے | آ کے مل لو صرف اتنی بات ہے
روز و شب ڈھلتی رہی برسات ہے | یہ مرنے کا دن مری کی رات ہے

ہمسے ملنے کی بھی کوئی رات ہے — یہ کسی سے پوچھنے کی بات ہے
چار دن مین آپ کھل کھلین گے وہ — آج شرماتے ہین پہلی رات ہے
توبہ سے انکار اے زاہد نہین — ہان مگر جبتک کہ یہ برسات ہے
خود ہی مجھکو گالیان دینا چہ خوش — خود ہی کہنا واہ کیا اوقات ہے
ابر بن جاتا ہی بھٹی کا دھوان — کوئی موسم ہو یہان برسات ہے
ایک چپ نے سو بلائین ٹال دین — میری خاموشی تری کیا بات ہے
لیجئے دل غم سے چھٹکارا تو ہو — مال کیا ہے جان کی خیرات ہے
غیر کی ظالم نے بھیجی ہے شبیہ — دیکھیے کیا بس بھری سوغات ہے
شام ہی سے کچھ بجھا جاتا ہی دل — ہجر کی شاید یہ آخر رات ہے
ہمسے بڑھکر خود جتانا اشتیاق — خوب فقرہ ہے یہ اچھی گھات ہے
آگ کے مول آج بکتی ہی شراب — نرخ چڑھ جائے نہ کیون برسات ہے
وصل مین دیکھی جو بیچینی مری — کہہ اٹھے کیا آج ہی کی رات ہے
بھیجے ہین پھولونکے زیور غیر نے — کانٹے بوئیگی یہ وہ سوغات ہے
اور بھی دنیا کا واعظ کوئی کام — وعظ ہی پر کیا تری اوقات ہے
سن مری حسن سماعت کو نہ کہو — یہ گرہ مین باندھنے کی بات ہے

توبہ ساون کے مہینے مین حفیظ
نبھ نہین سکتی بھری برسات ہے

ہمسے بھی مدتون تک عہد وفا رہا ہی — کچھ دھیان بھی تمہین اب اس بات کا رہا ہی
رسوائیون کا غم کیا ہوتی ہی آئی ہے یہ — راز محبت آخر کس کا چھپا رہا ہی

خط لکھتے لکھتے تھک کر اب نالے کھینچتا ہوں
وہ مشغلہ جو چھوٹا یہ مشغلہ رہا ہے

ہوتا ہے کوچ اپنا آخر ہے وصل کی شب
یعنے چراغ ہستی اب جھلملا رہا ہے

ظاہر تھا حال دنیا جام جہان نما سے
یہ دل پچھا اور عالم ہمکو دکھا رہا ہے

میدان امتحان ہے کہتے ہین جسکو دنیا
اللہ اپنے بندونکو آزما رہا ہے

آخر ہے کون اپنی رسوائیونکا باعث
خود سوچیے نہ کسپر الزام آرہا ہے

پہلے ہی سے ہے لازم سامان بیکسی کا
ساقی پھر آسمان پر آج ابر چھا رہا ہے

اکدن کیا تھا اُن سے بربادیونکا شکوہ
اتنی سی بات کا بھی برسون گلا رہا ہے

کر سیر بتکدے کی کعبے مین کیا ہے زاہد
نزدیک چھوڑ کر تو کیون دور جا رہا ہے

خوش ہو حفیظ پلٹا خط کا جواب لیکر
قاصد کو دیکھتے ہو بشاش آرہا ہے

اپنے گذرے ہوئے زمانے
دنیا کے ہین مختلف فسانے

آئے ہین نعش وہ اُٹھانے
بارے مٹی لگی ٹھکانے

دینا تھا بتون کو بے نیازی
اللہ کا بھید کون جانے

تھوڑا پچھتائے ہاتھ اُٹھا کر
شرمندہ کیا ہمین دعا نے

وہ اپنے کیے پہ ہون پشیمان
کیا کام کیا ہے التجا نے

بس رہگئی شرم بیکسی کی
رکھ لی آج آبرو قضا نے

آخر کو ملاتے ہی بنی آنکھ
روکا تو بہت اُنھین حیا نے

جو سانس ہے ہجر کی گھڑی ہے
کیا دیر لگائی ہے قضا نے

تمکو اور اپنے عہد کا پاس
اُس سے یہ کہو کہ جو نجانے

شکوون کی جگہ رہی نہ باقی — دل مین یہ گھر کیا وفا نے
دُنیا سنسان ہو رہی ہے — کس کو چپ کر دیا قضا نے
جاتے ہین یہان سے دل پکڑ کر — آئے تھے جگر پہ چوٹ کھانے
بیچ ہے تم اور اُٹھاتے پردہ — احسان کیا مگر ہوا نے
کیا کیا نہین رنگ تو نے بدلے — اُف رے بہروپیے زمانے
آنکھوں مین لگانے کو نہین اشک — کون آئے مری لگی بجھانے

مانو نہ حفیظ کی تم اکبات
وہ تمکو ہزار جی سے مانے

آتے آتے ایک مدت ہو گئی — آپکی آمد قیامت ہو گئی
پہلے یہ غم تھا محبت ہو گئی — اب یہ رونا ہے کہ شہرت ہو گئی
مٹ گئے جھگڑے اُمید و بیم کے — ہان ٹھکانے اب طبیعت ہو گئی
آسمان کا بھی گلہ کرنا نہ تھا — اسکی در پردہ شکایت ہو گئی
مجھ سے بڑھکر اُنکو ہین مجبوریان — کہ نہین سکتے محبت ہو گئی
لب ہلانا بھی یہان اک جرم ہے — بات بھی ابتو شکایت ہو گئی
اپنے شکوون کا نتیجہ یہ ہوا — تھوڑی دیر اُنکو ندامت ہو گئی
میرے پھولون مین کسیکو دیکھکر — غیر کو مرنیکی حسرت ہو گئی
کچھ جو کہتے کہتے وہ چپ ہو گئے — ایک اُلجھن مین طبیعت ہو گئی
ہم وہان پہونچے تو دربان نے کہا — جائیے برخاست صحبت ہو گئی

رات بھر تھی شمع سے رونق حفیظ

دن ہوا سنسان تربت ہوگئی

سُنا کیا جو آنسو نکلنے لگے
ہوا کیا جو تم ہاتھ ملنے لگے

گھٹا آئی ساغر کھنکنے لگے
تر شمع ہوا دور چلنے لگے

شب غم بڑھا حد سے جب اضطراب
اُٹھے اور اُٹھکر ٹہلنے لگے

سنائی یہ قاصد نے کسکی خبر
جو گھبرا کے وہ ہاتھ ملنے لگے

شکایت کا دل کو مزہ آگیا
بگڑ کر وہ آنکھیں بدلنے لگے

محبت ہوئی رشک پیدا ہوا
جلی شمع پروانے جلنے لگے

کیسکی جو سیدھی نظر ہوگئی
مقدر کے سب بل نکلنے لگے

چٹکیں گالیاں تو گریبان لیا
زبان جب رُکی ہاتھ چلنے لگے

وہ مستی بھری آنکھیں یاد آگئیں
چھلکتے ہوئے جام چلنے لگے

شب غم جو آہوں نے باندھی ہوا
وہ سوتے میں کروٹ بدلنے لگے

جہاں دل میں اُنکے گرہ پڑگئی
ہر اک بات میں بل نکلنے لگے

بڑھی تھی جو ہمت سے منزل کی دُھن
تھکے پاؤں جب سر سے چلنے لگے

حفیظ آکے لغزش نے تھاما قدم
جو ہم میکدے سے نکلنے لگے

گھٹ گھٹ کے جان دینا شرط وفا نہیں ہے
اے صبر مجھکو یارا اب ضبط کا نہیں ہے

وعدے سے اپنے پھرنا کیا یہ دغا نہیں ہے
اک بات کہہ رہا ہوں شکوہ گلا نہیں ہے

فریاد آہ نالہ اندوہ یاس حسرت
اس مختصر سے دل میں سب کچھ ہے کیا نہیں ہے

دشمن کو بھی نہ یارب آزار درد دل ہو
جز موت اس مرض کی کوئی دوا نہیں ہے

آئینہ اُسکے آگے سب بھید ہین دلو نکے
وہ آشنائے عالم نا آشنا نہین ہی

کے دن یہان ہی رہنا ہی ساکنان دُنیا
اُس چیز کی تمنا جس کو بقا نہین ہی

محفل مین کیون بُلائین پہلو مین کیون بٹھائین
ظاہر کا ربط کیسا جب دلمین جا نہین ہی

جو لفظ ہے وہ پھر بھی اک شوق کا ہی دفتر
گو خط مین اصل مطلب ہمنے لکھا نہین ہی

اپنے کیے پر اتنی کیون آج ہی ندامت
روزِ فراق یارب روزِ جزا نہین ہی

اتنا بھی اب نہ کوئی ناکام جاودان ہو
یا اب اثر سے واقف میری دعا نہین ہی

قسمت اگر ہو یاور دیکھو پھر اسکے جوہر
قبضے مین آدمی کے سب کچھ ہی کیا نہین ہی

اک آپ سے بچھڑ کر عالم کو ہیچ جانا
ملنے کا اب کسی سے بھی حوصلا نہین ہی

کیا دور کھینچتی ہے تاثیر مجھ سے دامن
کوتاہ اس قدر بھی دستِ دعا نہین ہی

مانا حفیظ مین یون دُنیا کی ہو برائی
اتنا تو ہم کہینگے وہ بیوفا نہین ہے

بیٹھ جاتا ہون جہان چھاؤن گھنی ہوتی ہی
ہاے کیا چیز غریب الوطنی ہوتی ہے

نہین مرتے ہین تو ایذا انہین جھیلی جاتی
اور مرتے ہین تو یہان سشکتی ہوتی ہے

دن کو اک نور برستا ہی مری تربت پر
رات کو چادر مہتاب تنی ہوتی ہے

تم بچھڑتے ہو جواب کرب نہو وہ کم ہی
دم نکلتا ہے تو اعضا شکنی ہوتی ہے

زندہ درگور ہم ایسے جو ہین مرنیوالے
جیتے جی اُنکے گلے مین کفنی ہوتی ہے

رُت بدلتے ہی بدلجاتی ہی نیت میری
جب بہار آتی ہے توبہ شکنی ہوتی ہے

غیر کے بس مین تمہین سُنکے یہ کڑھتا ہون
ایسی تقدیر بھی اللہ غنی ہوتی ہے

نہ بڑھے بات اگر کھل کے کرین وہ باتین
باعثِ طول سخن کم سخنی ہوتی ہے

لٹ گیا وہ ترے کوچے مین دھرا جسنے قدم ۔۔ اس طرح کی بھی کہین راہ زنی ہوتی ہی
حسن والونکو ضد آجائے خدا یہ نکرے ۔۔ کر گذرتے ہین جو کچھ جی مین ٹھنی ہوتی ہی
ہجر مین زہر ہی ساغر کا لگانا منھ سے ۔۔ مے کی جو بوند ہے ہیرے کی کنی ہوتی ہی
میکشون کو نہ کبھی فکر کم و بیش رہی ۔۔ ایسے لوگونکی طبیعت بھی غنی ہوتی ہی
ہوک اُٹھتی ہے اگر ضبط فغان کرتا ہون ۔۔ سانس رکتی ہی تو برچھی کی اَنی ہوتی ہی
عکس کی اُن پہ نظر آئنے پر اُنکی نگاہ ۔۔ دو کمانداروں مین ناوک فگنی ہوتی ہی

پی لو دو گھونٹ کہ ساقی کی رہی بات حفیظ
صاف انکار مین خاطر شکنی ہوتی ہی

دور کے نامہ و پیغام مین کیا رکھا ہے ۔۔ جی کو اک روگ لگاوٹ کا لگا رکھا ہی
اپنی صحت کی بس اب موت سی ہوگی تعبیر ۔۔ درد کا نام بھی ظالم نے دوا رکھا ہی
ہاتھ رکھکر وہ مرے دلکی تڑپ دیکھتے ہین ۔۔ آج اس لطف نے کچھ اور لٹا رکھا ہی
لاکھ سمجھاؤ سمجھنے کا نہین سود و زیان ۔۔ دل کو دیوانہ محبت نے بنا رکھا ہی
وہ بھلے آپکی باتونکا جو دیتے ہین جواب ۔۔ ہم جو چپ ہین تو ہمین اور دبا رکھا ہی
حسرتین اُسکی دم نزع الگ ہون مجھسے ۔۔ کیون یہ مجمع مری بالین پہ لگا رکھا ہی
اپنے گھر بیٹھے سنا کرتی ہین سب بھید اُنکے ۔۔ خوب ہی تمنے ندیمون کو ملا رکھا ہی
مر چکے ہوتے غم ہجر مین لیکن اب تک ۔۔ تیرے ملنے کی تمنا نے جلا رکھا ہی
نالے اُس کوچے مین کرتا ہون تو فرماتے ہین ۔۔ دیکھنا شور یہان کس نے مچا رکھا ہی
پوچھتے رہتے ہین ہر ایک سے وہ حال مرا ۔۔ انھین چالون نے تو دیوانہ بنا رکھا ہی

اُن کے ملنے کی نہ کی کونسی تدبیر حفیظ

اپ نے کوئی دقیقہ بھی اُٹھا رکھا ہے

اللہ کس کے در پہ جبینِ نیاز ہے — سجدے کو ہے عروج عبادت کو ناز ہی
دشمن کی دوستی پہ بھروسا ہی ناز ہے — کیا آپ کی تمیز ہے کیا امتیاز ہی
حسنِ عمل ہے صورتِ زیبا کا دیکھنا — آنکھین درست ہون تو حقیقت مجاز ہی
کانٹونکا دھیان چھوڑدے پھولونکی سیر کر — اچھے بُرے مین تجھکو اگر امتیاز ہی
یارب شراب کی نہ پڑی مفلسونکو چاٹ — سجدے ہین مسجدون مین نہ اب جانماز ہی
تکیہ نہ کر جہان کے پست و بلند پر — جو آج پائمال ہے کل سرفراز ہی
مسجد مین وہ تو ہم ہین کسی در پہ جبہہ سا — زاہد کی وہ نماز یہ اپنی نماز ہی
سچ ہی اس ایک پردے مین چھپتے ہین لاکھ عیب — یعنے جناب شیخ کی ڈاڑھی دراز ہی
فرصت کہان کہ بحث ہو توبہ کے باب مین — واعظ ابھی ٹھہر در میخانہ باز ہی
یہ تو شریف کعبہ سے ہی پوچھنے کی بات — اُس دل کو کیا کہین گے جو آگاہِ راز ہی
ہم ہین کہین مگر دل اُسیکے ہی ہاتھ مین — پابند ہین کہ دستِ محبت دراز ہی
ویرانے ہی مین ڈھونڈھ جو ہی جستجوے گنج — ٹوٹے ہوئے دلون مین محبت کا راز ہی
کٹتی ہی اک اسی کے سہارے پہ زندگی — تجھ سے سوا اُمید تری دلنواز ہی
رسوا کرے نہ آپکو ہر دم کی خامشی — اسطرح کا سکوت بھی افشائے راز ہی
ہم میکدے مین جا کے گنہگار ہو گئے — مسجد مین جو رہا وہ بڑا پاکباز ہی
پتھر ہزار طرح کی رکھتا ہو خوبیان — جوہر کچھ اُسکے اور ہین جو دل گداز ہی

ہوتا ہے عارفانہ کلام آپ کا حفیظ
حضرت کی شاعری ہی کہ راز و نیاز ہی

بعد میرے جب زبانون پر شکایت آئیگی
آپ کو اپنے کیے پر خود ندامت آئیگی

تاب لائیگا نہ کوئی سنکے میری سرگذشت
دوستون کا ذکر کیا دشمن کو رقت آئیگی

اب خدا کے واسطے واعظ نکر حورونکا ذکر
یاد مجکو پھر اُسی کافر کی صورت آئیگی

دل ہو اک امید پر دنیا سی کچھ ایسا اُچاٹ
ہر گھڑی یہ دھن بندھی ہو کب قیامت آئیگی

اسقدر ناحق حساب حشر سی ترسان ہین لوگ
میری پرسش ہو چکیگی جب تو نوبت آئیگی

خدمت پیر مغان کا فیض ای زاہد نہ پوچھ
میکدے مین بیٹھنے سی آدمیت آئیگی

میرے آگے غیر کی تعریف اتنی اسقدر
کچھ اگر مین بھی کہونگا تو ندامت آئیگی

بندہ پرور ہم اگر یونہی رہے ناکامیاب
کام کسدن آپکی صاحب سلامت آئیگی

ذبح کرنا ہے ہمین تو کیجیے منہ پھیر کر
چار آنکھین ہو گئین تو پھر مروت آئیگی

جاتے جاتے اضطرابی بیقراری جائیگی
آتے آتے اپنے قابو مین طبیعت آئیگی

اک ہدایت کا سبق ہی داستان میری حفیظ
جسکے کانون مین پڑیگی اُسکو عبرت آئیگی

شکوے لب تک نہ کبھی سوز نہان کے آئے
جھونکے آنکو بہت باد خزان کے آئے

چارہ فرما جو مرے درد نہان کے آئے
دل پکارا کہ یہ دشمن مری جان کے آئے

پینے والے ہین وہی پھر بھی ہو اک سناٹا
اب وہ ہنگامے کہان ماہ رمضان کے آئے

دل کی کچھ قدر جو بازار محبت مین ہوئی
حسن والون کو مزے سود و زیان کے آئے

بیٹھکر غیر کے گھر اپنا پتا کیا لکھتے
خط جو آئے بھی تو بے نام و نشان کے آئے

روز بن بن کے بگڑنا کسی گیسو کی طرح
ہائے یہ بل میری قسمت مین کہان کے آئے

روز پڑھ پڑھ کے جو تکیے مین دھرے جاتے ہین
ہم بھی دیکھین تو یہ نامے ہین کہان کے آئے

اُسنے دیکھا بھی تو کچھ یونہین سا دیکھا مجکو | تیر آئے تو مگر اُتری کمان سے آئے
تو ہی جس حور سے اوصاف مین واعظ سرگرم | سامنے تو وہ حسینان جہان سے آئے
لامکان جسکا مکان وہ رگِ جان سی ہو قریب | کون چھینٹون مین بھلا وہم وگمان سے آئے
اقربا تاڑ گئے عطر کی بو پھیل گئی | راہ مین کھل گئی نامہ جو وہان سے آئے
دوستی خوب مری حضرتِ ناصح کو پھلی | آپ بھی پھیر مین اُس دشمن جان کے آئے
اپنے اعضا بھی جنون مین ہین لہو کے پیاسے | تیز نشتر لیے کانٹے بھی زبان کے آئے
میری جانب سے پیامی کا۔ کوئی چوم لے منہ | اسکی باتو نمین مزے اُنکی زبان سے آئے
پھر کچھ آثار جنون کے ہین خدا خیر کرے | فصل گل آئی ہے یا دن خفقان کے آئے
تیس دن خوب رہا فاقہ کشی کا پردہ | ہو گئی عید جو روزے رمضان کے آئے
ہنسکے کہتے ہین شبِ وصل بھی مے سی انکار | پارسا آپ بڑے ایسے کہان سے آئے
جب کبھی جاکے خرابات مین ہم بیٹھ گئے | سامنے آنکھ کے سامان جنان کے آئے
دیکھکر حضرت ناصح کو بڑھی وحشتِ دل | دم اُلجھتا ہے کہ باعث خفقان کے آئے
بے اثر شورِ جرس نغمۂ بلبل بے لطف | ڈھنگ کسکو مری فریاد وفغان کے آئے
شیخ صاحب کو جماہی پہ جماہی آئی | روبرو آپ جو اُس مست جوان کے آئے
حاسد دنگ کے تو اڑے ہوش غزل سنکے مری | قدردانون کو مزے حسن بیان کے آئے

تھے گنہگار محبت تو سرِ حشر حفیظ
گھر کے جھرمٹ مین حسینان جہان کے آئے

داورِ حشر سے انصاف طلب ہے کوئی | سر جھکائے ہوئی انگشت بلب ہے کوئی
آسمان آج بھی نالون سی ہلا سکتا ہون | یون جو خاموش ہون اسکا بھی سبب ہے کوئی

خاک اُٹھون مین لحد سی که دبا ہون تہ خاک
سخت مشکل ہی که تعظیم طلب ہی کوئی

جان لیتنونکی حسینونکی محبت مین گئی
تم سلامت رہو مرنا بھی عجب ہی کوئی

کوستے رہتے ہو مرنے کی دعا کرتے ہو
تمسے بڑھکر بھی مرا خیر طلب ہی کوئی

ایک آفت ہی حسینونکی شکر رنجی بھی
لوگ غصہ جسے کہتے ہین غضب ہی کوئی

خلد کے لائیے دنیا مین کہان سی سامان
بڑھکے حورون سی بھی بخشش طلب ہی کوئی

رونے آئے ہو که ہنسنے مری پھولون مین
بزم ماتم ہے که یہ بزم طرب ہی کوئی

اپنا دیوانہ کہین فخر سے وہ تم کو حفیظ
اس سے بہتر بھی زمانے مین لقب ہی کوئی

بے بُلائے ہوئے آئے که بُلائے آئے
اب جگہ دیجیے محفل مین جو آئے آئے

ڈھونڈھتی ہین جنھین آنکھین وہی بالین پہ نہین
اور آنے کو تو سب اپنے پرائے آئے

خالی آئے نہین دنیا سی ہم اے اہل عدم
داغ حسرت کو کلیجے سے لگائے آئے

ہم سمجھتے تھے که ہونگے ہمین فریادی ایک
حشر مین اور بھی لوگ اُنکے ستائے آئے

اک ہمارے لیے دربان ہین نگہبان ہین حفیظ
اور جو چاہے وہان شوق سے جائے آئے

آج درگاہ مین جانا ہی که نوچندی ہی
وہ ملین یا نہ ملین عہد کی پابندی ہے

دلفریبی کی بظاہر ہے ادا دنیا مین
اور بباطن مین یہ مردار بڑی گندی ہے

شمع کو ہمنے ترے سامنے ہنستے دیکھا
غمزدونکو بھی تری بزم مین خرسندی ہے

نالہ و آہ مین تاثیر یہ مانا کس نے
اصل کچھ بھی نہین یہ ذہنی یہ تک بندی ہے

ہونگے ہم بحث مین مذہب کے طرفدار حفیظ

گو عقیدہ یہ نہین وضع کی پابندی ہے

جا تا رہا جب شباب کیا ہے	اس عمر کا پھر حساب کیا ہے
پھونکیگی کیسکے رشک کی آگ	دوزخ مین اور عذاب کیا ہے
جو دوست تھے ہوگئے وہ دشمن	دنیا کا بھی انقلاب کیا ہے
پی کر دو گھونٹ دیکھ زاہد	کیا تجھ سے کہون شراب کیا ہے
کچھ فکر نہین ہو نیک و بد کی	کچھ ہوش نہین ۔ شباب کیا ہے
دیکھو سینے پہ ہاتھ رکھکر	پوچھو نہ یہ اضطراب کیا ہے

ہر وقت حفیظ کیون ہو رونا
کچھ کہیے تو اے جناب کیا ہے

امید وصل ہو تعویذ حفظ جان کے لیے	سپر یہ خوب ملی عمر جاودان کیلئے
بچے بچائے ستم ہین جو آسمان کیلئے	ابھی زمین پہ رہین میری امتحان کیلئے
خلش وہی ہو ابھی ذوق جبہہ سائی کی	ہزار مرتبہ بوسے اُس آستان کیلئے
کسے نصیب ہے ذکر حبیب کی لذت	ہزار شکر کہ نعمت ملی زبان کیلئے
ذرا یہ دیکھیے آتا ہے ذبح کرنا بھی	گلے پہ پھیریئے خنجر تو امتحان کیلئے
چمن مین دھوم مچی ہے بہار آئی ہے	قفس نصیب تڑپتے ہین آشیان کیلئے
زمین پہ چین نہین مجکو تو شکایت کیا	یہ جانتا ہون کہ گردش ہو آسمان کیلئے
ہو شانہ چاک جگر آئنہ ہے چشم پر آب	خرابیان ہین کسیکے مزاجدان کیلئے
بہت ہو جو کسی شاخ گل پہ عمر بسر	چمن مین تنکے چنے کون آشیان کیلئے
تری گلی مین ملیگی کسیکو کیا راحت	نصیب خواب نہین چشم پاسبان کیلئے

ٹپک رہے ہین مژہ سی ہو کے قطرے آج
بہار تازہ ہی یہ چشم خونفشان کیلئے

ہوئے نہ آپ پشیمان آزما کے مجھے
کچھ اور حوصلے باقی ہین امتحان کیلئے

قیام روح کا دو دن ہے جسم خاکی مین
بہار آئی ہے گلزار مین خزان کیلئے

سحر کو شمع بھی پہونچیگی اپنی منزل پر
ہمین ہین رونیکو یاران رفتگان کیلئے

خدا کو علم ہے کیا ہو مآل غفلت کا
نہ کچھ یہان کیلئے ہی نہ کچھ وہان کیلئے

جو ناشناس سخن ہین کچھ اُن سے کام نہین
غزل حفیظ کی تحفہ ہے قدردان کیلئے

خود بخود آنکھ بدلکر یہ سوال اچھا ہے
روز کہتے کوئی پوچھا کرے حال اچھا ہی

ہجر مین عیش گذشتہ کا خیال اچھا ہی
ہو جھلک جسمین خوشی کی وہ ملال اچھا ہی

وصل سے آپ کا ارمان وصال اچھا ہی
اسکا انجام بُرا اُس کا مآل اچھا ہی

داغ بہتر ہے وہی ہو جو دل عاشق مین
جو رہے عارض خوبان پہ وہ خال اچھا ہی

قابل قدر وہی جنس ہی گاہک جسکو
دیکھکر خود ہی کہے جی مین کہ مال اچھا ہی

دیکھ ان خاک کے پتلونکی ادائین زاہد
ان سے کس بات مین حورونکا جمال اچھا ہی

کیجیے اور بھی شکوے کہ مٹے دلکا غبار
باتون باتون مین نکلجائے ملال اچھا ہی

تندرستی سے تو بہتر تھی مری بیماری
وہ کبھی پوچھ تو لیتے تھے کہ حال اچھا ہی

جو نگاہون مین سما جائے وہ صورت اچھی
جو خریدار کو بیچ جائے وہ مال اچھا ہی

چارہ گر کو مرے یہ بھی نہین تمیز ابھی
کونسا حال بُرا کونسا حال اچھا ہی

دے خدا زر تو کوئی میکدہ آباد کرین
اچھے کامون مین جو ہو صرف وہ مال اچھا ہی

ہنسکے کہتے ہین کبھی ہاتھ سے اڑنیکا نہین
طائر رنگ حنا بے پر و بال اچھا ہی

جو نہ نکلے کبھی دل سے وہ تمنا اچھی — جو نہ آئے کبھی لب تک وہ سوال اچھا ہے
حسرت آتی ہے ہمین حال پہ اپنے کیا کیا — سُنتے ہین جب کسی بیمار کا حال اچھا ہے
حور کے ذکر پہ آئینہ اُٹھا کر دیکھا — اس سے ایما ہے کہ میرا ہی جمال اچھا ہے
آرزو میری نہ پوری ہو کوئی بات ہے یہ — کاش اتنا وہ سمجھ لین کہ سوال اچھا ہے
مفت ملتا ہے خرابات مین۔ ہر میکش کو — ٹھہرا پینے کیلیے جام سفال اچھا ہے
سیکڑون برق جمالون کا گذر ہوتا ہے — طور سینا سے مرا بام خیال اچھا ہے
ہون گدائے در میخانہ تکلف سے بری — ٹوٹا پھوٹا یہ مرا جام سفال اچھا ہے
حال سنتے نہین بیخود ہین یہ مسجد والے — ان سے کچھ میکدہ والون ہی کا حال اچھا ہے
بدر کامل سے مہ نو کی زیادہ ہے قدر — جسکا پرسان نہ کوئی ہو وہ کمال اچھا ہے
حسن کیواسطے موزون ہے میانہ ہی قد — سرو گلشن کے نہالون مین نہال اچھا ہے
دفعتہً ترک محبت مین ضرر ہے جی کا — رفتہ رفتہ جو مٹے دل سے خیال اچھا ہے

اب کے ہر شہر مین پھیلا ہے جو طاعون **حفیظ**
مرنے والون کو خوشی ہے کہ یہ سال اچھا ہے

مصیبتین تو اُٹھا کر بڑی بڑی بھولے — مگر فراق کی ایذا نہ اک گھڑی بھولے
نہ ہو گی اس لب رنگین کی آب و تاب نصیب — نہ اپنے رنگ پہ پھولون کی پنکھڑی بھولے
کسی نے پیار سے باہین گلے مین ڈال جو دین — تمام ہجر کے صدمے ہم اُس گھڑی بھولے
ابھی وہ یاد ہین سامان ہمین اسیری کے — ابھی نہ طوق نہ بیڑی نہ ہتکڑی بھولے
تمھین جو دیکھ لیا غم غلط ہوا اپنا — تمھین جو پا گئے سب رنج اس گھڑی بھولے
بُری بلا ہے یہ چشم سیاہ کی گردش — اسے جو دیکھلے آہو تو چوکڑی بھولے

غضب ہی وہ دم رخصت یہ کہتے جاتے ہین — کہ میری یاد نہ دل سے کوئی گھڑی بھولے
گری تھی شیخ کی تسبیح میکدے مین رات — خبر نہین کہ کہان نشے مین چھڑی بھولے

ہزار تم کو زمانے نے پائمال کیا — مگر حفیظ تم اپنی نہ ہیکڑی بھولے

ہو ترک کسی سے نہ ملاقات کسیکی — یا رب نہ بگڑ جائے بنی بات کسیکی
جو پاؤن کو پھیلا کے سرشام ہی سوئے — کیا جانے وہ کسطرح کٹی رات کسیکی
فرمائیے کیونکر وہ سہے آپ کی گالی — اُٹھ سکتی نہو جس سے کڑی بات کسیکی
فرمائشین تم روز کرو شوق سے لیکن — یہ جان لو تھوڑی سی ہے اوقات کسیکی

ممکن ہے کہ سمجھے نہ حفیظ آپکی چالین — شاعر سے بھی چلتی ہے کہین گھات کسیکی

جب ملا کوئی حسین جان پر آفت آئی — سو جگہ عہد جوانی مین طبیعت آئی
حشر مین اپنے کیے پر جو ندامت آئی — مژدہ بخشش کا سناتی ہوئی رحمت آئی
پھر جو آنے کا کیا بہر تسلی وعدہ — ہاے کیا دلمین تری یہ دم رخصت آئی
اب مری لاش پہ منھ ڈھانک کے رونے بیٹھے — ذبح کرتے ہوئے کچھ بھی نہ مروت آئی

جی بھر آیا جو سنا ذکر محبت کا حفیظ — روتے دیکھا جو کسیکو ہمین رقت آئی

محبت کی ناصح دوا ہو چکی — مرض یہ ہوا تو شفا ہو چکی
شب وصل ہے رخ سے اٹھا دو نقاب — ملو کھل کے بس اب حیا ہو چکی
جہنم مین تو جھونک یا بخشدے — خطاوار ہے اب خطا ہو چکی

مناتا کسے ہے یہ کیون عذر ہے
جو ہونی تھی او بیوفا ہو چکی

ہوئی ان بتونکی محبت جسے
حفیظ اُس سے یاد خدا ہو چکی

قسم نباہ کی کھائی تھی عمر بھر کیلیئے
ابھی سے آنکھ چُراتے ہو اک نظر کیلیئے

قفس سے ہوکے رہا جائین باغ تک کیونکر
ابھی تو ہمکو ترسنا ہے بال و پر کیلیئے

مری زبان مین تاثیر ہی نہین ورنہ
اثر دعا کیلیئے ہے دعا اثر کیلیئے

جواب نامہ کجا یاس اب یہ کہتی ہے
دعائے خیر کرین آپ نامہ بر کیلیئے

وہ رکھدین ہاتھ جبین پر تو ہو ابھی صحت
علاج اور نہین میرے درد سر کیلیئے

وہی ہو تم کہ ہمین دیکھتے تھے آٹھ پہر
وہی ہین ہم کہ ترستے ہین اک نظر کیلیئے

حفیظ درد محبت نہ جائیگا دل سے
یہ روگ مجکو لگا ابتو عمر بھر کیلیئے

اسی خیال سے ترک اُنکی چاہ کر نہ سکے
کہین گے لوگ کہ دو دن نباہ کر نہ سکے

ہمین جو دیکھ لیا جھک گئی حیا سے آنکھ
ادھر اُدھر سر محفل نگاہ کر نہ سکے

خدا کے سامنے آیا کچھ اس ادا سے وہ شوخ
کہ مُنھ سے اُف بھی زرا دادخواہ کر نہ سکے

ترے کرم کا بھروسا ہی زاہدونکو نہین
اسی لیے تو یہ کھل کر گناہ کر نہ سکے

رہا یہ پاس ہمین آپکی نزاکت کا
کہ دل کا خون ہوا مُنھ سے آہ کر نہ سکے

تمھین حفیظ سے نفرت ہی تو یہ فکر ہے کیون
کسی حسین سے وہ رسم و راہ کر نہ سکے

شب وصال لگایا جو اُنکو سینے سے
تو ہنسکے بولے الگ بیٹھیئے قرینے سے

ثواب ہو کہ نہو اس سے کیا غرض زاہد
مزہ ملا مجھے تجکو پلا کے پینے سے

شب فراق یہ احسان ہے تصور کا
کہ سو رہا ہون لگا کر کسیکو سینے سے

فلک مٹائے گا مجکو جو تم مکدر ہو
عداوت اسکی بڑھیگی تمہاری کینے سے

غم فراق مین کیا لطف زندگی کا حفیظ
ہمین تو موت ہی بہتر ہے ایسے جلنے سے

جاؤ بھی جگر کیا ہے جو بیداد کروگے
نالے مرے سُن لوگے تو فریاد کروگے

تم بعد مرے غیر کا دل شاد کروگے
کیون یاد مری آئیگی کیا یاد کروگے

پاؤگے غلام ایک وفادار نہ ایسا
پچھتاؤگے ہم کو اگر آزاد کروگے

غصے کا سبب دیر سے مین پوچھ رہا ہون
دشنام ہی دوگے کہ کچھ ارشاد کروگے

پچھتاؤ نہ دل دیکے حفیظ اُن کو تو کہنا
وہ زک یہ حسین دینگے کہ بس یاد کروگے

کہون کیا درد فرقت کی اذیت ایسی ہوتی ہے
تمنا موت کی ہوتی ہے حالت ایسی ہوتی ہے

عدو کو بھیجتے ہین حال پرسی کے لیے اکثر
ہمارے حال پر اُنکی عنایت ایسی ہوتی ہے

کہین گے حور سے تیرا دکھا کر چاند سا مکھڑا
اُسی ہم چاہتے ہین جسکی صورت ایسی ہوتی ہے

ہماری قبر کو پامال کر کے وہ یہ کہتے ہین
جو ہمپر مرتے ہین اُنکی تربت ایسی ہوتی ہے

لگاؤ دل کسی سے حضرت ناصح تو کھل جائے
محبت اسکو کہتے ہین محبت ایسی ہوتی ہے

نظر پڑتے ہی جسپر دل ہر اک کا لوٹ ہو جائے
ہزارون صورتون مین ایک صورت ایسی ہوتی ہے

زرا اُنکے بنانے پر زرا سا چھیڑ دینے پر
حفیظ اُنسے بگڑ بیٹھے بُری مت ایسی ہوتی ہے

جو دیکھا مرا دم نکلتے ہوئے
تری بزم یا تیرے گھر کے سوا
مری بزم ماتم مین آئے ہین وہ
بہت دور تو کچھ نہین گھر مرا
رہ عشق مین ٹھوکرین کھا کے بھی
ترا کیا بگڑتا ہے اے آسمان

وہ اُٹھکر دبے پانوئن چلتے ہوئے
نہ دیکھا کہین جی بہلتے ہوئے
حنا دست رنگین مین ملتے ہوئے
سے چلے آؤ اک دن ٹہلتے ہوئے
ہزارون کو دیکھا سنبھلتے ہوئے
ہمارا مقدر بدلتے ہوئے

کسی کا بھی ارمان تم نے حفیظ
محبت مین دیکھا نکلتے ہوئے

صدقے ترے ادھر بھی دے کوئی جام ساقی
حلقے مین میکشون کے رہنا تجھے مبارک
دو چار خم پیونگا مین وہ حریص مے ہون
حاتم کی طرح چرچا تیری عطا کا بھی ہو

بیٹھا ہوا ہون کب سے مین تشنہ کام ساقی
ہردم ہو گرد تیرے اک ازدحام ساقی
بھر بھر کے دیگا کبتک ایک ایک جام ساقی
مشہور رہو جہان مین تیرا بھی نام ساقی

محفل مین آج اپنی اسکو بھی دے جگہ تو
میکش حفیظ بھی ہے تیرا غلام ساقی

وہ مرے دلکا درد کیا جانے
تو اُسیکی ہے جان کا دشمن
دے اُسے وہ سمجھ وہ دل یا رب
آنکھ جسکی کہین لگی ہی نہو
ہم تو ظاہر پرست ہین نہ اہم

ہو اگر درد آشنا جانے
جو تجھے جان سے سوا جانے
بے کہے میرا مدعا جانے
میرے دلکی لگی وہ کیا جانے
حال باطن ترا خدا جانے

وہی انجام عشق کو پہونچے
انتہا کو جو ابتدا جانے

اے حفیظ آپ ایک مرشد ہین
کون حضرت کو پارسا جانے

وصل اُس پردہ نشین کا کسقدر دشوار ہی
حشر پہ موقوف جسکا وعدۂ دیدار ہی

آپکے لطف وعنایت پر کوئی شادان ہو کیا
دو گھڑی کی ہے محبت دو گھڑی کا پیار ہی

بدگمانی کیون نہو آؤ جو تم اس وضع سے
چوڑیان ٹوٹی ہین مرجھایا گلے کا ہار ہی

دیکھکر آزردہ مجکو غیر سے بولے یہ طنز
آجکل اک شخص اپنی جان سے بیزار ہی

چاہنا آسان ہے مشکل ہے چاہت کا نباہ
سہل ہے یہ سہل وہ دشوار سے دشوار ہی

عاشق ومعشوق کوئی درد سے خالی نہین
دل مرا دُکھی ہی آنکھ اُس شوخ کی بیمار ہی

ہائے کیا تحقیر ہے راز محبت کی حفیظ
جو مرا دشمن ہی اُنکا محرم اسرار ہی

ادھر ہوتے ہوتے اُدھر ہوتے ہوتے
ہوئی دلکی دل کو خبر ہوتے ہوتے

بڑھی چاہ دونون طرف بڑھتے بڑھتے
محبت ہوئی اس قدر ہوتے ہوتے

ترا راستہ شام سے تکتے تکتے
مری آس ٹوٹی سحر ہوتے ہوتے

کیے جا ابھی مشق فریاد بلبل
کہ ہوتا ہے پیدا اثر ہوتے ہوتے

نہ سنبھلا محبت کا بیمار آخر
گئی جان دردجگر ہوتے ہوتے

سرِ شام ہی جب ہے یہ دلکی حالت
تو کیا کیا نہو گا سحر ہوتے ہوتے

زمانے مین انکے سخن کا ہی شہرہ
حفیظ اب ہوے نامور ہوتے ہوتے

پاس تیرے رہے قاتل تو یہ قاتل ہو جائے
بڑھکے تجھ سے بھی ستمگار مرا دل ہو جائے

ہجر کی رات کے آنے سے الٰہی پہلے
موت آجائے تو آسان مری مشکل ہو جائے

غیر دیتے ہین مجھے ترک محبت کی صلاح
بدگمان میری طرف سے نہ ترا دل ہو جائے

جان ہم دیتے ہین تیر کہ عدو مرتے ہین
کھینچ لو تیغ تو ظاہر حق و باطل ہو جائے

صحبت پیر مغان کا ہے عجب فیض حفیظ
آئے میخانے مین ناقص بھی تو کامل ہو جائے

لب پر کبھی فغان ہے کبھی آہ سرد ہی
دلمین ہے اک کھٹک تو کلیجے مین درد ہی

کیونکر نہ اُس حسین کو دل دیکے ناز ہو
جو سیکڑون مین ایک ہزارون مین فرد ہی

ہمدم جو ہے تو یہ ہے جو ہمدرد ہے تو یہ
دل کو ہمارا درد ہمین دل کا درد ہی

کسکو ملا کے خاک مین آتے ہو خستہ حال
دیکھو جمی ہوئی رُخ و گیسو پہ گرد ہی

بیشک تمھین حفیظ ہے آزار عشق کا
آنسو بھرے ہین آنکھ مین چہرہ بھی زرد ہے

وصل مین آنکھ چُراتے ہو یہ عادت کیا ہی
اسقدر شرم کی خلوت مین ضرورت کیا ہی

اب یہ مطلب ہے لحد مین نہ لگے پیٹھ مری
نزع مین پوچھ رہے ہین تری حسرت کیا ہی

تجھ سے قاتل سے لڑی تجھ سے حسین پر آئی
دیکھنا میری نظر میری طبیعت کیا ہی

ناروا دن کو ہے پینا رمضان مین زاہد
رات کو تھوڑی سی پی لے تو قباحت کیا ہی

پیجئے مے ابھی ہو جائیگی توبہ بھی حفیظ
پارسائی کی جوانی مین ضرورت کیا ہے

کیا وہ نادان مدعا سمجھے
نا سمجھ میری بات کیا سمجھے

ان نگاہونکو ہم سمجھتے ہین — ان اداؤن کو غیر کیا سمجھے
تیرے قربان ہنسکے پھر کہدے — تیرا مطلب مری بلا سمجھے
تم ہو یا ہم ہون عہد سے جو پھرے — اُس دغاباز سے خدا سمجھے

بڑی اچھی سمجھ ہے اُسکی حفیظ
آپ کو سب سے جو بُرا سمجھے

جب سے شوخی کا گذران شرمگین آنکھونمین ہی — آپ ہی دیکھین حیا تل بھر کہین آنکھونمین ہی
راہ تکتے تکتے قاصد کی غبار راہ سے — بھر گئین آنکھین یہانتک اک زمین آنکھونمین ہی
پھر رہی ہے آجکل چشم تصور مین وہ شکل — ڈھونڈھتا تھا جسکو دل اب وہ حسین آنکھونمین ہی
دیکھلین تم کو نظر بھر کے جو آؤ وقت نزع — تھوڑی تھوڑی سی ابھی جان حزین آنکھونمین ہی

اُسکے جلوے کے یہی دو گھر نظر آئے حفیظ
روشنی اُسکی کہین دلمین کہین آنکھونمین ہی

کبھی تھا وصل کا اقرار ہمسے؟ — کرین تو آپ آنکھین چار ہمسے
عدو سے اب وہی وعدہ ہے اُنکا — ہوا تھا پہلے جو اقرار ہمسے
کہا ظالم نے سنکر حالتِ دل — گلہ ہے بخت کا بیکار ہمسے
لڑائی مین بھلا ہے دشمنون کا — سمجھکر کیجیے تکرار ہمسے

حفیظ اپنی کہان پھر یار رسائی
کیا ساقی نے جب اصرار ہمسے

پھر سنبھلتی نظر آتی ہے طبیعت میری — دیکھیے بنکے بگڑنے کو ہے قسمت میری
تیری بیداد ہے بیداد ترا جور ہے جور — غم مرا غم ہے مصیبت ہے مصیبت میری

اسقدر آپ سراہین نہ اُسے بندہ نواز
کہین دشمن پہ نہ آجائے طبیعت میری

پھول ہنستے رہے کھل کھل کے لحد پہ تا صبح
رات بھر روئی ہی شمعِ سرِ تربت میری

حشر مین حال ہر اک عضوِ بدن کہتا ہی
لکھی بیکار فرشتون نے حقیقت میری

منحرف یون بھی کسی سے نہ زمانہ ہو جائے
تم سنو اور کرے غیر شکایت میری

دل بیتاب کا ہی داغ کہ تربت کا چراغ
حسرتون کا ہی مری ڈھیر کہ تربت میری

قبر کی رات ہوئی شام جدائی کی گھڑی
آج کاٹے نہین کٹتی شب فرقت میری

سامنا ہوگا سرِ حشر حسینون سے حفیظ
پھر نہ ہاتھون سے نکلجائے طبیعت میری

خطا معاف جو رسوائیون سے ڈرجاتے
تو آپ بھیس بدلکر عدو کے گھر جاتے

لکھی نصیب مین دوری تھی وصل کیا ہوتا
جو آپ آتے تو ہم آپ سے گذرجاتے

جو تھا مٹانا اُنھین رستے مین مین یہ ہونا تھا
چھُڑا کے مجھسے وہ دامن عدو کی گھر جاتے

رقیب کے لیے بھیجین گلوریان تو کہا
جو آج صرف نہوتے یہ پان مرجاتے

یہان تو چھوڑکے دیر و حرم کو آئے تھے
تمہارے در سے جو اُٹھتے تو کسکے گھر جاتے

کسیکے وصل کے وعدے پہ زندگی ہی حفیظ
یہ آسرا جو نہوتا ہم آج مرجاتے

نبھ جائے محبت جو مری طرح نبا ہے
چاہونگا اُسے وہ مجھے چاہے کہ نہ چاہے

سب کرتے ہین تعریف ترے تیر نگہ کی
کہدے کوئی میرے بھی کلیجے کو سرا ہے

مرتا ہو محبت مین تو مرجائے تڑپ کر
کیون درد کا شکوہ کرے کیون کوئی کراہے

اچھو نے محبت جو نباہی بھی تو پھر کیا
تعریف تو اسکی ہے برے سے جو نباہے

مداح ہوئے دوست **حفیظ** آپکے تو کیا
تعریف سخن یہ ہے کہ دشمن بھی سراہے

سننے والونکے کلیجونکو ہلا دیتی ہے
اب تو کچھ کچھ مری فریاد مزا دیتی ہے

اُنکے آتے ہی نکلنا تھا تجھے آنکھونسے
ہائے کسوقت تو ایجان دغا دیتی ہے

ہم گذرتے ہین جدھر کوستے ہین لوگ ہمین
وہ جدھر جاتے ہین خلق اُنکو دعا دیتی ہے

چارہ فرما جو مرے درد کے ہین یہ تو کہین
حفظِ تقدیر کو تدبیر مٹا دیتی ہے

طرفہ نشاط جوانی ہے کہ دو دن کیلیے
آدمی کو بھی پریزاد بنا دیتی ہے

شعلہ ہی تیرے دہن مین کہ زبان ای ناصح
دل مین تقریر تری آگ لگا دیتی ہے

جان سے بڑھکے ہی یہ پھانس محبت کی **حفیظ**
کیا بتاؤن جو کھٹک اسکی مزا دیتی ہے

حسینون سے جس سے ملاقات ہے
اسے مفت کی فکر دن رات ہے

برائی جو غیرون کی کرتے ہو آج
کوئی چال ہی اسمین کچھ گھات ہے

چراؤ نہ آنکھین چھپاؤ نہ منھ
ملو کھل کے یہ وصل کی رات ہے

پلاتا ہے رندون کو زاہد شراب
یہ پیر مغان کی کرامات ہے

جو پوچھا کہ چہرہ کچھ اُترا ہے آج
بگڑنے کی یہ کونسی بات ہے

یہی تو ہے پینے پلانے کا وقت
ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہی برسات ہے

حفیظ آپ وہان آنے جانے لگے
ہوا میل باہم بڑی بات ہے

وہ طبیعت جو صلح جو نہ رہی
اے وفا اُسکی ہوکے تو نہ رہی

انتہا سے ہے یہ نا اُمیدی کی
آرزو کی بھی آرزو نہ رہی

بیتے ہی دل بدل گئی چتون
وہ لگاوٹ وہ گفتگو نہ رہی

تیری ایسی کوئی جفا ہی نہ تھی
جسمین کچھ سازشِ عدو نہ رہی

جان جائے نہ جائے آن حفیظ
پھر رہا کیا جب آبرو نہ رہی

ہوئے عشق مین امتحان کیسے کیسے
پڑے مرحلے درمیان کیسے کیسے

رہے دل مین وہم وگمان کیسے کیسے
سرا مین ٹکے کاروان کیسے کیسے

گھر اپنا غم و درد سمجھے ہین دلکو
بنے میزبان میہمان کیسے کیسے

شب ہجر باتین ہین دیوار و در سے
ملے ہین مجھے رازدان کیسے کیسے

دکھاتا ہے دن رات آنکھون کو میری
سیاہ و سفید آسمان کیسے کیسے

جو کعبے سے نکلے جگہ دیر مین کی ؎
ملے ان بتونکو مکان کیسے کیسے

فرشتے بھی گھائل ہین تیرِ ادا کے
نشانہ ہوئے بے نشان کیسے کیسے

جو خنجر رُکا چڑھ گئی اُنکی تیوری
وہ بگڑے دم امتحان کیسے کیسے

ادھر موت اُدھر وہ دم نزع آئے
اکٹھا ہوئے مہربان کیسے کیسے

کبھی بجلی تڑپی کبھی آندھی آئی ؎
رہے دشمن آشیان کیسے کیسے

مرے جرم محشر مین کرتی ہے افشا
مرے منہ پہ میری زبان کیسے کیسے

محبت کے ہاتھون ہوئے ظلم کیا کیا
گئے جان سے نوجوان کیسے کیسے

نشان مٹ گئے نام پھر بھی ہین باقی ؎
جوان تھے تہِ آسمان کیسے کیسے

کرون یاد کس کس کو کس کسکو رؤون

حفیظ اُٹھ گئے مہربان کیسے کیسے

ساز ہے دلکو اُسکی چتون سے — دوست اپنا ملا ہے دشمن سے
خاک لپٹے گی اُڑکے دامن سے — بچکے چلنا ہمارے مدفن سے
اے فلک اُس سے آگ برسانا — پھول جھڑتے تھے جس نشیمن سے
خون ناحق رہیگا سر چڑھکر — اب یہ دھبّا چھُٹے گا دامن سے
شکر ہے بزم دوست مین ابتک — آنکھ نیچی ہوئی نہ دشمن سے
جان ہوتی ہے جسم سے رخصت — جا رہی ہے بہار گلشن سے
کس سے ہوتی ہے بندگی تیری — یہ اُترتا ہے بوجھ گردن سے
تم کو دیکھا ہزار آنکھون سے — لڑ گئی چشم شوق چلمن سے
کاش اتنی ہو جذب دلمین کشش — جھانک کر دیکھ لین وہ روزن سے
جی بھر آیا جو فاتحہ پڑھکر — خوب روئے لپٹ کے مدفن سے
اثرِ گریہ اتنا کیا کم ہے — اشک پونچھے کسی نے دامن سے
خوف صیاد برق کا کھٹکا — قفس اچھا ہے اس نشیمن سے
کسقدر رہین دل و جگر مین زخم — پوچھیئے اسکو اپنی چتون سے
ٹھن گئی جب شکستِ توبہ کی — کاگ بوتل کا اُڑ گیا دَن سے
مشورہ دل سے راہ الفت مین — راستہ پوچھتا ہے رہزن سے
کیا مخالف ہے اس چمن کی ہوا — برق کو لاگ ہے نشیمن سے

ایک ہل چل ہے اُس گلی مین حفیظ
حشر برپا ہے اپنے شیون سے

وہ تیری بس مین ہوئے تو بھی بے بسی ہوگی
یہی حیا یہی اُنکی جو نازکی ہوگی

پیامبر سے جو تقریر چھڑ گئی ہوگی
شکایتون کے سوا بات کونسی ہوگی

اُدھر وہ تیر ستم لینگے اپنی چٹکی مین
ادھر مرے جگر و دل مین گدگدی ہوگی

عبث غرور ہے تصویر اپنی کھینچنے دو
یہ آن بان مین تمسے بڑھی چڑھی ہوگی

وہ دن گئے کہ سُناتے تھے پردے پردے مین
ہمارے آپکے اب تو کھُلی کھُلی ہوگی

یہان بھی بات حسینون ہی کی رہی بالا
غلط خبر تھی کہ محشر مین منصفی ہوگی

بتا رہا ہے ہمین جسکی دشمنی کا خیال
رہیگی جان اگر اُس سے دوستی ہوگی

بتا رہے ہین یہ اُنکے بگڑے ہوئے تیور
ضرور آج کسی کی لگی بجھی ہوگی

لگیگا حسن مین دھبا جو ہوگی آرایش
کیا بناؤ تو بدنام سادگی ہوگی

ابھی سے اسلیے پیتے ہین حوض کے قریب
کہ ایک روز تو کوثر پہ میکشی ہوگی

پڑ گی شیشۂ مے پر جو تیری پرچھائین
بدل کے روپ ابھی دختِ رز پری ہوگی

تمھین بتاؤ نتیجہ مرے رُلانے کا
تمھین خیال کرو کسکی پھر ہنسی ہوگی

سنبھل سکیگی نہ گٹھری گنہ کی محشر مین
کہ میرے ہاتھ مین بوتل شراب کی ہوگی

پیئین گے بادۂ کوثر بھی رند ہی زاہد
پیئے گا خاک وہ جسنے کبھی نہ پی ہوگی

گواہ کاتب اعمال گھونٹ گھونٹ کے ہین
ڈرا اُسکو ہوگا کہ جسنے چھپا کے پی ہوگی

جو کھا چکے ہین محبت کی چوٹ دل پہ حفیظ
اُنھین کو قدر ہمارے کلام کی ہوگی

پہلے ہی موت سے یہ غم مارے ڈالتا ہے
بالین پہ کوئی بیٹھا آنسو بہا رہا ہے

بشاش جو وہان سے پیغامبر پھرا ہے
سینے مین دل خوشی سے ہاتھون اُچھل رہا ہے

تھوڑی سی چھکے پینا ہر حال مین روا ہے
پرہیز کیون ہے آخر یہ بھی تو اک دوا ہے

اک عمر سے بظاہر بندہ ہون اک صنم کا
باطن کا حال زاہد اللہ جانتا ہے

بگڑے تھے وہ کہ مین نے دل تھام کر کہا آہ
بن جائے جس سے جی پر وہ بھی کوئی ادا ہے

کیون مغتنم نہ جانین دربان کے ٹوکنے کو
اُس بزم مین ہم ایسونکو کون پوچھتا ہے

ڈرتا ہون نام لیتے اُس بانیِ ستم کا
شکوہ نصیب کا ہے تقدیر کا گلا ہے

بے خود بنا دیا ہے پُرسان حال آکر
آتا نہین زبان پر جو دلمین مدعا ہے

کوئی نہین کسی کا خوب آزما کے دیکھا
دنیا مین جو ہے اپنے مطلب کا آشنا ہے

اُنکی طرف سے آئے پیغام صلح مجکو
خود کھنچکے بیٹھ رہنے مین کبھی عجب مزا ہے

صورت نکل چکی جب رفع ملال کی بھی
اب اُنسے کوئی پوچھے منہ مین عذر کیا ہے

اشعار میرے سُنکر اک وجد مین ہے عالم
بلبل کے چہچہون سے گلزار جھومتا ہے

بے التفاتیونکی اُلٹی اُنھین شکایت
اے جذب دل سُنا کچھ یہ طرفہ ماجرا ہے

تدبیر میرے دُکھ کی سوجھی نہ چارہ گر کو
کہتے ہین لوگ پھر کیون ہر درد کی دوا ہے

کر رحم مجھ پہ ناصح جانے دے ذکر اُسکا
اسوقت پھر کلیجا ہاتھون اچھل رہا ہے

ذکرِ وفا بھی میرا ہے ناگوارِ خاطر
اللہ کسقدر وہ بیگانۂ وفا ہے

نالون سے جسکے ہر سو ہنگامہ اک بپا تھا
ناگفتہ بہ عرض حال اُس غم نصیب کا ہے

مر کر بھی دم نہ لینگے آوارگان وحشت
اب تک غبار مجنون لیلی کو ڈھونڈھتا ہے

رشتہ ہے جسم و جان کا اُس شوخ کا تعلق
ناصح بھلا یہ جیتے جی ساتھ چھوٹتا ہے

اب اسے حفیظ کیون ہے رسوائیونکا رونا
دل کا کہا کرے جو اُسکی یہی سزا ہے

آج روکا جو اُنھین غیر کے گھر جانیسے
بگڑے بیٹھے ہین سمجھتے نہین سمجھانیسے

چلکر آیا جو اُٹھا مین کبھی میخانے سے
گردشین سر مین مرے آگئین پیمانیسے

ٹوٹ کر بھی یہ نکلتی نہین میخانے سے
توبہ بھی کم نہین ٹوٹے ہوے پیمانیسے

پی کے دو گھونٹ بہکتی ہین وہ ہونگی کوئی اَور
خم چڑھا جاؤن تو باہر ہون پیمانیسے

حد بھی ہوتی ہے نصیحت کی کوئی اے ناصح
ناک مین دم ہے شب و روز کی سمجھانیسے

مرنے والے ترے کب موت کا رستہ دیکھین
جان کمبخت نکلتی نہین گھبرانیسے

بعد میرے ہوا بادیہ پیما۔ کوئی
بیٹھکر گرد نہ اُٹھی کسی ویرانیسے

جو تنک ظرف ہین تھوڑی مین اُبل جاتے ہین
اپنی محفل مین چھلکتی نہین پیمانیسے

آنکھ سے میری ذرا آنکھ ملادو ساقی
ترے قربان چھکا دے اسی پیمانیسے

کام آئے گی تیمم کے کبھی اے زاہد
پاک مٹی ہے لیے جا مرے میخانیسے

جان نثاری مری اُس بزم مین ہی قابل ہے
دیکھکر شمع جلی جاتی ہے پروانیسے

بھولے چوکے کبھی آنکلیگا زاہد بھی ادھر
راہ مسجد کی ملی ہے مرے میخانیسے

نجد مین پردۂ محمل کو اُٹھا دے لیلے
کوئی پردے کی ضرورت نہین دیوانیسے

میری ایذا ہے عدو کے لیے راحت کا سبب
کیون اُنھین چین نہ آئی مجھے تڑپانیسے

حُسن کی جان ہی گردن کے جُھکانیکی ادا
حور بن جاتی ہین آنکھین تمھی شرمانیسے

سرگذشت اپنی سُناتا ہون توجہ سے سُنو
یہ کہانی نہین ملتی کسی افسانیسے

ہجر ساقی مین مجھو نے یہ جھپانے کو حفیظ
ٹکرے شیشے کے اُٹھا لائے ہین میخانیسے

یہ عیش جبھی تک ہے جبتک یہ جوانی ہے
پھر ہاتھ کو ملنا ہے حسرت کی کہانی ہے

ہر داغ محبت کو چھاتی سے لگائی ہین
جو جان سے پیارا ہی اُسکی یہ نشانی ہے

اطلاق حرام اسپر واعظ نے کیا ضد سے
کہتے ہین جسے بادہ اک قسم کا پانی ہے

گلشن مین اثر جبتک ہے فصل بہاری کا
گل سرخ ہین سبزی کی پوشاک بھی دھانی ہے

اول تو بہر صورت ہی ضبط ہمین کرنا
پھر اسکے سوا دلمین کچھ اور بھی ٹھانی ہے

ہوتی تھی حسینون مین جب عمر بسر اپنی
وہ عیش گذشتہ بھی اک طرفہ کہانی ہے

اب ساتھ نہ چھوڑیگا یہ موئے سفید اپنا
پیری کی نشانی ہے یہ داغ جوانی ہے

عبرت نہ ہوئی تمکو کچھ حال مرا سُنکر
غم کا یہ فسانہ ہی حسرت کی کہانی ہے

بازار محبت مین کیا دام اُٹھین دلکے
ہی جنس وفا ارزان گاہک کی گرانی ہے

تا عمر نباہے گا غیر اسکی سند آخر
تحریر کوئی لکھدی یا عہد زبانی ہے

ہوتی جو شراب اچھی پیتے ہی سرور آتا
سچ مجکو بتا ساقی یہ مے ہی کہ پانی ہے

ہر حال مین لازم ہے تقلید زمانے کی
اے شیخ بدل اسکو یہ وضع پرانی ہے

اللہ سے نسبت ہے اک طرح محبت کو
دیکھو تو سوا اسکے جو چیز ہے فانی ہے

دنیا مین کوئی کس سے امید وفا رکھے
دل تھا جو رفیق اپنا وہ دشمن جانی ہے

بیجا تو نہین مجکو ناز اپنے مقدر پر
دلمین ہی جگہ جسکی اُسکا کوئی ثانی ہے

روتے ہین حفیظ اکثر ہم شعر ترا سُنکر
پڑھنا یہ غزل کا ہے یا مرثیہ خوانی ہے

پڑ گئی ہے دونون عالم مین دُہائی آپکی
کلمہ گو ہے یا نبی ساری خدائی آپکی

کون اب سنتا ہے دنیا مین برائی آپکی
بھر چکی ہے کان عالم کے بھلائی آپکی

لیچلے تھے سوئے دوزخ کھینچکر اعمال زشت
حشر مین کام آگئی مشکلکشائی آپکی

اور مجھ بیکس کی بالین پر اب آتا کون ہی
جب ہوا غش سے افاقہ یاد آئی آپکی

داور محشر بھلا میری سی کیون کہنے لگا
کیا لبھا لیگی نہ اسکو دلربائی آپکی

اسطرح بھولے کہ خط لکھنا بھی چھوڑا یکلم
مدتون کے بعد یہ تحریر آئی آپکی

خود کریگا درد فرقت بڑھکے تدبیر وصال
موت سے ملوائیگی اکدن جدائی آپکی

دل کا عالم اور ہے رکھ چھوڑیے عذر جفا
اب مٹائے دیتی مجکو صفائی آپکی

دل سے شکوہ لب پر آتے آتے ہو جاتا ہی شکر
کب محبت کرنے دیتی ہے برائی آپکی

پوچھنا میرا کہ مین کیا لائق محفل نہ تھا
ہنسکے اُس کافر کا کہنا۔ نارسائی آپکی

پھر مئے معشوق سے پرہیز کرتے ہین **حفیظ**
دیکھیے رہتی ہے کے دن پارسائی آپکی

زندگی خود موت کا پیغام ہے
اسپہ تکیہ یہ خیالِ خام ہے

خُم پڑے ہین اوندھے خالی جام ہی
میکشی کا بس یہی انجام ہے

میری شہرت باعثِ الزام ہی
مانتا ہون رشک اسکا نام ہے

اتنی کیا کم ہے بہارِ زندگی
تھوڑی ساغر مین مئے گلفام ہے

آنکھ کھلتے ہی مُندھا جاتا ہی دل
صبح بھی ہم غمزدونکی شام ہے

سینے والون پر نہین کچھ اعتراض
وعظ کی مجلس مین مے بدنام ہے

یاس مین باقی جو ہے کچھ کچھ اُمید
زندگی شاید اسی کا نام ہے

وقت آخر ہے جو اُس زانو پہ سر
نزع کی تکلیف بھی آرام ہے

ہو گی اب ہنگامۂ محشر کی سیر
آج اُس محفل مین اذنِ عام ہے

کچھ حقیقت سے رہا دیگر مجاز
طور سے نیچا بتون کا بام ہے

کسقدر بیچین ہو قالب مین روح — ایک طائر ہے کہ زیرِ دام ہے
مر کے ہم ٹھہرے وہان راحت پسند — اُٹھ نہین سکتا یہ وہ الزام ہے
خط مین کچھ ہے نامہ بر کہتا ہو کچھ — واہ کیا تحریر کیا پیغام ہے
عشق کی ہین کچھ نرالی بخششین — درد اس سرکار کا انعام ہے
دیکھنے سے ہوگیا دل کو سُرور — آنکھ ساقی کی چھلکتا جام ہے
دیکھکر تمکو کسے غش آگیا — ایک ہنگامہ جو زیرِ بام ہے
نامہ بر بھی اُسطرف روتا گیا — ہاے کیا حسرت بھرا پیغام ہے
دلسے ہم مجبور وہ جوبن سے تنگ — دونون جانب ایک ہی الزام ہے
ہر گھڑی ہو موت کے پنجے مین جان — آشیان بُلبُل کا زیرِ دام ہے

جس سے ٹوٹی تھی مری توبہ حفیظ
اب تبرک وہ شکستہ جام ہے

کیا چیز ساتھ لائے ہین کوے حبیب سے — ہاتھ آگئی ہو درد کی دولت نصیب سے
جب یہ سمجھ چکے کہ نہین موت کا علاج — پھر اپنے دل کا حال کہین کیون طبیب سے
شہرہ ہی سُنکے دور سے جبکا ہوی ہین غش — یہ آنکھ اُس کو دیکھ سکیگی قریب سے
بیکار ایک عمر سے ہوتی ہین کوششین — مدت سے لڑ رہا ہون لڑائی نصیب سے
آئینے پر نگاہ جو کی دل تڑپ گیا — کیا ہوا اگر وہ آنکھ ملائے رقیب سے
آتی نہین کسی کی شکایت زبان پر — ہمکو اگر گلہ ہے تو اپنے نصیب سے
نالے تو بے اثر تھے۔ گئی چپکی داد بھی — ضبطِ فغان بھی ہو نہ سکا عندلیب سے
یاد آئین اُس کو دیکھکے اپنی مصیبتین — روئے ہم آج خوب لپٹ کر رقیب سے

مد نظر تو مجکو جلانے کی فکر ہے
اس ضد مین نبھ رہی ہی ابھی تک رقیب سے

کوٹھا ہو کوہ طور ہو کعبہ ہو عرش ہو
کوئی جگہ ہو شکل دکھاؤ قریب سے

دل لے رہا ہی ہجر مین لذت وصال کی
باتین تمام شب ہین خیال حبیب سے

ہان کچھ تو التفات فقیرون کی حال پر
یون دور رہو نہ آنکھ بچا کر قریب سے

یہ کیا اُسی سے ایک زمانہ کو لاگ ہو
تمکو ذرا لگاؤ ہی جس خوش نصیب سے

جس نے دیا ہی درد دوا اُسکے ہاتھ ہی
یہ وہ مرض نہین کہ شفا ہو طبیب سے

ملنے مین اجتناب ہی کھنچنے مین اتحاد
بہتر ہے دور آپ کا رہنا قریب سے

زیادہ شوق سے ہو اپنا معشوق ہو + یہ دوسرا مطلع اس غزل کا ہے +

کیا جانے آج اُٹھکے گیا کس طرف حفیظ
رونق تری گلی مین رہی اُس غریب سے

ہمسے کھنچکر غیر سے ملنے کی ٹھانی اچھی کہی
اُنکے تلوونسے لگی یہ انکھی اچھی کہی

پند کر واعظ ذرا موقع محل بھی دیکھکر
فصلِ گل مین اور ترک میکشی اچھی کہی

کیون نہو در پردہ رکھنا دشمنونسے ساز باز
اور پھر مجھسے بھی عہدِ دوستی اچھی کہی

آپ تنہا بام پر سوئین شبِ مہتاب مین
کسطرح کٹتی ہی میری زندگی اچھی کہی

تذکرہ غیرونکا ہم چپکے سنین چپ بھی رہو
ایسے موقع پر سکوت و خامشی اچھی کہی

مفت مین بدنام ہونا یہ بھی کوئی بات ہی
آپ سے صاحب سلامت دل کی اچھی کہی

واہ کیا پہچانتے ہو تم محبت کی نگاہ
میری آنکھونسے ہوئی آرسی اچھی کہی

اے حفیظ اسیات کے قائل ہین ارباب کمال
جس زمین مین جو غزل تو نے کہی اچھی کہی

کیا ہو اُمیدِ وصل کہ اُنکا یہ حال ہے
ہر وقت اک فریب ہی فقرہ ہی چال ہے

وہ تمکنت سے چپ ہین ادھر یہ خیال ہی / خوش ہین کہ لاجواب ہمارا سوال ہے
پرسان ہو کون میرے دل داغدار کا / تُربت کا یہ چراغ ہی مفلس کا مال ہے
ذکر شراب سنتے ہی آنکھین لہو ہوئین / کہیئے جناب شیخ یہ غصہ حلال ہے
قاصد وہان پہنچتے ہی جم جائینگے قدم / اُسکی گلی سے پاؤن اُٹھانا محال ہے
کیا پوچھتے ہو ہوتے ہین کسطرح دن بسر / خود دیکھ لو چھپا تو نہین دل کا حال ہے
ناصح تری صلاح سے انکار تو نہین / مجبور ہون کہ وضع کا تھوڑا خیال ہے
دشمن کے ہوکے پرسش احوال سے غرض / کہنہ وہ رنجشین تھین یہ تازہ ملال ہے
بیٹھو برآمدہ مین کہ کمرے مین کیا غرض / اگلی سی تاک جھانک نہ اب دیکھ بھال ہے
رکھتا نہین ہی پاؤن کبھی جو زمین پر / اپنا اُسی کی چال سے دل پائمال ہے
کچھ پوچھیئے نہ وادیِ وحشت کا ماجرا / مجنونکی سرگذشت مری حسب حال ہے
تمسے جو چار روز بھی کوئی نباہ دے / بے شبہہ اُسکو جبر مین حاصل کمال ہے
سو بار کھا چکا ہون فریب وفا مگر / اِک دشمن وفا کا ابھی تک خیال ہے
آنکھون مین اب بھی خواب گذشتہ کا ہی خمار / روز فراق وصل کی شب کا خیال ہے
ملتی نہین ہی ضبط سے رسوائیونکی داد / اپنا سکوت باعث اخفائے حال ہے
کہتے ہین مجکو تیری محبت سے کیا ملا / ہر وقت یہ عجیب طرح کا سوال ہے

برہم سے اے حفیظ نہ کیون ربط خاص ہو
وہ آج شاعرون مین مرا ہمخیال ہے

زاہد کو رٹ لگی ہی شراب طہور کی / آیا ہی میکدہ مین تو سوجھی ہے دور کی
ہر شعر مین تڑپ ہی طبیعت ہی نور کی / دیوان مین جو غزل ہی وہ چوٹی ہی طور کی

واعظ سُنی سنائی ہے تعریف حور کی
کیونکر یقین ہو کہ خبر ہے یہ دور کی

نالون سے میرے کیون نہ قیامت بپا ہوئی
کیا ایسی درد ناک ہے آواز صور کی

پیر مغان کے ہاتھ سے ساغر جو مل گیا
باقی ہوس رہی نہ شراب طہور کی

بدلا کسی سے رشک کا لینا ہی حشر مین
اللہ ہے جو آنکھ پڑے مجھ پہ حور کی

دل مانگنے مین بھی نہ گئی شان تمکنت
وقت سوال بھی رہی چتون غرور کی

رکھا ہے اُسنے وعدۂ دیدار حشر پر
اچھی سزا ہوئی ہے دل ناصبور کی

دل کا طواف کیجیے کعبے کا ہی جو شوق
اس راہ سے قریب مسافت ہی دور کی

اچھونکی خاک پا کو بھی حاصل فروغ ہی
موسیٰ کے ساتھ کھل گئی تقدیر طور کی

عیش گذشتہ ہجر مین بھولے تو کیا عجب
رہتی نہین خمار مین لذت سرور کی

اس شہر کو حفیظ کیا ہم نے لکھنؤ
ٹکسال چڑھ گئی ہے زبان جونپور کی

خمسہ بر غزل خود

اثر کیونکر مرے نالون مین پیدا ہو نہین سکتا
محبت مین نہ ہو تاثیر ایسا ہو نہین سکتا

کبھی یاد ہے مجھے تیرا یہ کہنا ہو نہین سکتا
عبث کہتا ہی ناصح وصل اُسکا ہو نہین سکتا

بشر چاہے جو اے ناداں تو پھر کیا ہو نہین سکتا

فقیرونکی طرح ہم اُس گلی مین بیٹھ رہین دن بھر
زبان پر خیر کے کلمے نظر رہتی ہی سوئے در

رہا کرتی ہی یونہین مدتونسے تاک جھانک اکثر
جہان چلمن اُٹھی اور آنکھ اپنی جا پڑی اُنپر

بجا ہی دیکھنے والون سے پردا ہو نہین سکتا

ذرا سینے پہ رکھکر ہاتھ اپنے دل ہی سے پوچھو
تمھیں منصف بنو اچھا تمھیں انصاف سے کہدو

بھلا ان باتوں سے کیونکر مری دلکو تسلی ہو
زبان گو وصل کے اقرار پر دیتے ہو تم مجکو

مگر آنکھین کہے دیتی ہین ایسا ہو نہین سکتا

حسینونکی محبت کا چڑھا ہو جسکے سر پر جن
سمجھ لینا ہوئے پورے اب اُسکی زندگی کے دن

علاج اسکا اجی کرنیکو تو کرتی ہین سب لیکن
دوا درد محبت کی نہین ممکن نہین ممکن

مسیحا سے ترا بیمار اچھا ہو نہین سکتا۔

اُٹھاؤ سر ملاؤ آنکھ صاحب ہوش مین آؤ
ادھر دیکھو سنبھالو دل کرو ضبط اب نہ گھبراؤ

یہی موقع ہے اعجاز بیان کچھ اپنا دکھلاؤ
حفیظ آئی ہین وہ باتین بنا کر انکو ٹھہراؤ

اجی شاعر تو ہو کیا تم سے اتنا ہو نہین سکتا

اشعار متفرقات

حشر مین گذری جدھر آپ کی اُمت والے
اُنگلیاں اُٹھیں کہ وہ آتی ہین جنت والے

جو مدینے مین شب و روز رہا کرتے ہین
ہمسے پوچھو تو وہی لوگ ہین قسمت والے

پیشوا انکو ملا آپ سا محبوبِ خدا
کیون نہ اترائے پھرین آپکی اُمت والے

عمر جو یثرب و بطحےٰ مین بسر کرتے ہین
اُنکی کیا بات ہے وہ لوگ ہین جنت والے

حبیبِ خدا ہے پیمبر ہمارا
بڑے اوج پر ہے مقدر ہمارا

حفیظ اہل دنیا سے کیا کام ہمکو
خدا وند ہے بندہ پرور ہمارا

اپنی ہی ضد کی کہا ایک نہ مانا میرا
ہائے بیدرد نے کچھ درد نہ جانا میرا

ہجر ساقی مین یہی غم ہے تمنائے شراب
کہین آنکھون سے ٹپک جائے نہ آنسو ہوکر

کیون میری لاش پر رو کر ہوی انگشت نما
ہجر مین آس وصل کی بھی ہے
جو چاہین لکھ لین کاتب اعمال شوق سے
بند طائر کوئی قفس مین نہو
سیکڑون جان کے ہم مست ٹھہر جاتے ہین
دل لیکے بھی بوسے کی اجازت نہین دیتے
گذریگی کیا فراق مین اُس بدنصیب پر
تھوڑی پیکر نہ بھر گئی مری نیت ساقی
کون یہ آیا جو دل کو ہو گیا صبر و قرار
آئین دم بھر کو اور پھر وہ تو ہے احسان اُنکا
کیا مزہ ہجر مین ہے وصل کا وعدہ کرکے
یہ نئی طرح کی ہے شرم یہ پردہ ہے نیا
آپ ہی جب تو چلی جاتی ہے اپنی آگ مین
گھٹا دینا محبت یون بڑھا کر ولولے دلکے
دل مرا چھاننے کو تمنے اُٹھا رکھا کچھ
راحت فزا حفیظ ہے ایذائے لکھنؤ
یو نہین سہی جو مان لو تم میری بات کو
سود و زیان سے عشق کے آگاہ ہے حفیظ
ایک کی ہو کے کب رہی دنیا

اور کچھ دیر طبیعت کو سنبھالا ہوتا
رنج کے ساتھ کچھ خوشی بھی ہے
کچھ دستخط مرے نہین فرد گناہ پر
آدمی آدمی کے بس مین نہو
جب نظر آتی ہے مسجد کوئی آباد کہین
وہ مال بھی لیتے ہین تو قیمت نہین دیتے
جبکہ شب وصال بھی ہو بیقرار دل
وہ بھی دیدے جو صراحی مین لگا رکھی ہے
کس طرف لے بیقراری آج تو جاتی رہی
بیخودی ہم تو کبھی آپ مین آتے بھی نہین
وہ جو بھولے ہین تو ہم یاد دلاتے بھی نہین
پھرتے آنکھوں مین بھی ہین شکل دکھاتے بھی نہین
حال پروانونکا تجھسے شمع محفل کیا کہین
یہ طرفہ ظلم ہے ظالم نہ ملنا چار دن ملکے
اک نہ اک روز ہی کرتے رہے ٹونا جادو
لوٹا ہے رہزنون نے مجھے عیش باغ مین
موقع نہین ہے دنکو تو آؤنگا رات کو
سُنکر گرہ مین باندہ لو تم اُسکی بات کو
ہے یہ ہرجائی اک زمانے کی

بھیجتے ہین وہ خط پہ خط بیرنگ
روز دستک ہے ایک آنے کی

ہے غفور الرحیم ذات تری
تیرے بندون کو آسرا یہ ہے

یہ وصل مین دھمکیان ہین اُنکی
اچھا اچھا ہمین ... ستاؤ

ملنا ہے اگر عدو سے تم کو
پہلے مجھے خاک مین ملاؤ

مجھے دیکھا تو شوخی سے یہ فقرہ تازبانی یا
خدا کی مار ہو کمبخت تجھپر تو کہان آیا

بیٹھو تو ذرا آکے مری بزم عزا مین
یہ رسم بھی کیا تمسے ادا ہو نہین سکتی

لو اُن سے آج ترک ملاقات ہوگئی
جس بات کا تھا خوف وہی بات ہوگئی

کس منہ سے کہون لذت بیداد کیسکی
ہوتی ہے شکایت دل ناشاد کیسکی

سنتے ہین کہ کچھ بھیڑ سی ہے باب اثر پہ
لڑتی نہو تاثیر سے فریاد کیسکی

ایک ہی چلو مین زاہد آپ سے باہر ہوا
حال کیا ہوتا اگر تھوڑی سی پیتا اور بھی

بظاہر ہے حفیظ اک رند مشرب
مگر یہ شخص باطن مین ولی ہے

جائین نہ آسمان کی بیکار گردشین
انداز تم سکھا دو اسے اپنی چال کے

مرے پہلو مین ٹھنڈی سانس دشمن کیلیے بھرنا
یہ کیسا ظلم ہے ظالم ذرا انصاف تو کرنا

نہ ملین ہم سے وہ خوشی اُن کی
دیکھ لی ہم نے دوستی اُن کی

رات بھر جاگے نہین بزم عدو مین تم اگر
کیون جھکی پڑتی ہین آنکھین نیند کے ماتے ہو کیون

سخت مشکل آپڑی ہے وصل کیا آپسمین ہو
ہم پرائے دیس مین ہین تم پرائے بس مین ہو

بےبسی کیا چیز ہے کہتے ہین کس کو بیکسی
پوچھئے اُس سے کہ دل جسکا کسیکے بسمین ہو

غیر کی تم سے طبیعت پھر گئی
عقل زائل ہو گئی مت پھر گئی

توبہ ٹھنے کی تھی اے زاہد مگر
دیکھکر برسات نیت پھر گئی

اُن کو ذرا اپنے پرائے کا مجھے وضع کا پاس
چارہ ہمارے درد کا کیا چارہ گر کرے

بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو ہان پھر بھی یہی کہنا
ذکر عدو پہ واہ جو منہ سے نکل گئی

چولی دامن کی طرح ساتھ رہا ہے تیرا
مجھے جہان سے یارب نہ روسیاہ اُٹھا

روتے ہین غمگسار کے غم مین
حوض کوثر پہ ترا کام ہو کیا اے زاہد

یہ کون کہے اور بھی دنیا مین حسین ہین
پھر اعتراض کیجیے ترتیب بزم پر

ہنگام نزع بھی یہ خدا جانے کیا سنے
یونہین نکال حسرت پابوس بعد مرگ

سنوائین یہ وحشت نے ناصح کی ہمین باتین
ناواقفان فن سے ہمین کوئی کد نہین

دامن گلو نکا باغ مین اُلجھا ہو خار سے
جائینگے نہ خالی دل بیتاب کے نالے

ہو موسم پرواز کی مجھے کیا گرا ہون صیاد کی نظر سے
میری باتون پر ذرا تو کان رکھ

شاید کہ ڈر گئے ہین جلے دل کی آہ سے
خود مین کیون جانے لگا اور وہ بلائین کیونکر

دل پر نظر کرے کہ جگر پر نظر کرے
جفا کی جسکو خو ہو وہ کسی پر مہربان کیون ہو

کیا مین نے اُسکی شان مین بٹا لگا دیا
تو ہی اے درد بتا مجھکو ٹھکانا دل کا

اُٹھا تو اپنی کریمی سے بے گناہ اُٹھا
عمر کٹتی ہے دل کے ماتم مین

تجھکو کمبخت نہ پینا نہ پلانا آئے
پھر اُس سے کہ دعوی ہو جسے ایکسے مین ہین

پہلے یہ دیکھیے کہ کسی مین حواس ہین
آؤ تو دیکھ لین کہ ابھی کچھ حواس ہین

چل پھر کے تو لحد کو مری پائمال کر
کہتا ہو بنو صاحب اب آدمی کیصورت

اُنکے لیے کلام خدا بھی سند نہین
وہ کونسی جگہ ہو جہان نیک و بد نہین

مظلوم کی فریاد ہے بیکس کی دعا ہے
وہ طائر پر شکستہ ہون نہین جو اُڑکے پہنچے نہ آشیان تک

دیکھ پھر کہتا ہون سُن اور دھیان رکھ
اب دیکھتے نہین مجھے کڑوی نگاہ سے

کیا ڈراتا ہے قہر سے واعظ
ہاتھ آتے کسی تدبیر سے آپ
خلق مین لیلیٰ کو رسوا کر گیا
کیا ترے غصے کی چتون کیا محبت کی نگاہ
منعم کی طرح کیجیے دنیا کا مال جمع
بڑی خطر کی جگہ ہے دنیا یہاں پہ غفلت روا نہین ہے
نگاہ کم سے نہ اسکو دیکھو حفیظ کے قدردان بہت ہین
یہ مین نے خاک اُڑائی ہے جنون مین
مرے گناہ نہ دیکھ اے کریم تو یہ دیکھ
ہمین بھی صورت شبنم چمن مین رہنا تھا
دیتا ہے لطف وصل مین انکار اور بھی
موسیٰ ہی تک رہا تری جلوے کا کیون ظہور
سُن سُن کے تیری شان کریمی کے تذکرے
کہتے ہین اسے حفیظ جسے سہل ممتنع

ایسی ویسی ہے اُس کی رحمت کیا
مل گئے ہین مری تقدیر سے آپ
قیس تھا بے شبہ آوارہ مزاج
لوٹ جاتا ہے مرا دل ہر ادا کو دیکھکر
یا رب نہون دماغ مین ایسے خیال جمع
سویرے سامان کوچ کر لے کہ یہ ٹھہرنے کی جا نہین ہے
حقیر ہو کر وہ کیون رہیگا غلام تو آپکا نہین ہے
زمین چھائی ہوئی ہے آسمان پر
کیئے پر اپنے مجھے انفعال کیسا ہے
سحر کو کوچ تو شب کو مقام کر لیتے
آتا ہے اس ادا پہ مجھے پیار اور بھی
باقی ابھی ہین طالب دیدار اور بھی
اترا رہے ہین تیرے گنہگار اور بھی
وہ رنگ شاعری کا ہے دشوار اور بھی

عرضی بحضور سید محمد علی صاحب ڈسٹرکٹ و سشن جج جونپور

کرتا ہون عرض حال دعا و ادب کے ساتھ
مجھ ایسے دل گرفتہ و آفت رسیدہ کو
کوئی وظیفہ خوار نہ اہل دول ہو نہین

قائم رکھے حضور کی اللہ افسری
ہرگز کسی طرح نہین پھبتی اسیسری
ورنہ ہے خاندان کا فن سپہگری

بے بہرہ آج اُس سے بھی ہون واہ رے نصیب | تلوار دیکھتا ہون تو ہوتی ہے تھرتھری
تھوڑی سی جو زمین کھنڈر کے ہے طور پر | دریا کا جوش کرتا ہے اُسمین شناوری
واقع نشیب مین وہ اراضی ہے اسلئے | برسات مین تو رہتی ہے پانی سے وہ بھری
فصلِ ربیع ہوتی ہے قدرے قلیل کچھ | وہ بھی کبھی جو کرتی ہے تقدیر یاوری
علم و ہنر سے کوئی جو ہوتا مرا رفیق | کرتا وہ آج منزل مقصد کی رہبری
بالغرض علم ہو تو مڈل کی سند کہان | اسکے بغیر ساری لیاقت رہی دھری
یہ قید وہ لگی ہے کہ برسون اُڑائی خاک | سرکار سے ملی نہ ٹکیکی بھی نوکری
طرہ یہ اُس پہ اور کہ ہے کثرت عیال | کیا کیا سلوک روز ہی کرتی ہے بے زری
اب کیا کہون کہ ہوتے ہین کسطرح دن بسر | کچھ لوگ ہین جو گوہرِ مضمون کے جوہری
یہ تو نہین کہ ہے کسی قابل مری بھی نظم | احسان ہے جو کرتے ہین وہ ذرہ پروری
اکثر سفر کی رہتی ہے زحمت مجھے نصیب | آوارہ ہر طرف لیئے پھرتی ہے شاعری
آیا کبھی وطن مین تو آرام کے عوض | لیتی ہے میری جان کچہری کی حاضری
پیسہ نہو تو کیا ہو سواری کا بندوبست | پیدل چلون تو پاؤن پکڑتی ہے لاغری
دل مین ہے اسکے ساتھ یہ کھٹکا لگا ہوا | ہو گی جو راستے مین کہین دیر اک ذری
جرمانہ ایسے جرم کی ہے لازمی سزا | منسوخ جس طرح کہ نہو حکم نادری
کرتا ہون جلد بعد مسافت یہ طے اگر | ہوش و حواس مین مرے پڑتی ہے ابتری
کیا ہو مقدمہ کا خیال ایسے حال مین | سب عذر سے قوی ہے مرا عذر آخری
ہوتا ہے دن تو آپکے اجلاس پر تمام | کیا ہو رزقِ شام کو ہو فکر سرسری
اب چاہتا ہون عدل عدالت کے سامنے | اُمیدِ عفو کہتی ہے کہدو کھری کھری

مجھ فاقہ کش کو اپنی ہی فکر دنسی کب نجات
سنیئے بگوشِ حلم یہ عرضی حفیظ کی

منصب یہ اُنکی ہین کہ جنھین ہو تو انگری
انصاف کہ رہا ہے اسے کیجیے بری

قطعۂ در تہنیت غسل صحت عالیجناب سید محمد سعادت علیخان صاحب مالک ریاست پینمبر پور

اُڑی ہی آج خبر کس کے غسل صحت کی
دم مسیح کے باد سحر مین ہین آثار

ذرا بھی سوز دروں آج اُسکے دین نہین
نہال باغ مین شادی سے ہو رہا ہی چنار

روش ہو صاف شجر سبز پھول پھل شاداب
سحر کا وقت ہی بادل ہی پڑ رہی ہے پُھار

نثار رہا ہو زر گل کہین تو شاہد گل
نثار کرتی ہے شبنم کہین دُرِ شہوار

چہل پہل کا جو سامان یہ نظر آیا
کیا نسیم سے مین نے بھی حال استفسار

کھلی یہ بات جو ہی جان زینت مجلس
ہمارے آج سعادت رئیس خوش اطوار

چلا ہو بزم مین جام آج اُسکی صحت کا
اُسیکے نشے مین چھوٹے بڑے ہین سب سرشار

عزیز شاد ہین بشاش ہین انیس وجلیس
کچھ آج اور سے ہے اور رونقِ دربار

فضول مدح سرائی نہین مرا شیوہ
خدا گواہ خوشامد نہین ہے اپنا شعار

بُرا نہ اُسکو کہون گا کبھی جو اچھا ہے
وہ بات سو مین کہون ہو جو واجب الاظہار

کسی غرض سے نہین یہ مری ثنا ہرگز
کسی کی بخشش و انعام سے نہین سروکار

کیا ہی سیر مجھے دولتِ قناعت نے
مری نگاہ مین یکسان ہین مفلس و زردار

یہ جانتا ہون کہ جھکنے مین ہی سرافرازی
کھچا ہون پھر بھی کہ آخر ہون تیغ جوہردار

سمجھ چکا ہون زمانے کے اونچ نیچ کو خوب
اگر غرور کو پستی تو عجز کو ہے وقار

بنالیا ہے عنایت نے آپ کی بندہ
وفا یہ کہتی ہی سر کیجیے قدم پہ نثار

یہ مجھ سے بندۂ ناچیز پر کرم کی نگاہ کہ
نوازشون کی کوئی حد نہ لطف کا ہی شمار

کیا ہے دل کو مسخر بس انتہا یہ ہی
ہزار جی سے ترے خلق کا ہون شکرگذار

زبان مدح بیان لال ہی کہ خود ممدوح
ہے ایک شاعر رنگین نوا طبیعت دار

حفیظ اب ہی مناسب دعا پہ ختم سخن
پسند آئین گے کسکو یہ تیری پست اشعار

الٰہی اور ترقی ہو عمر و دولت کی
الٰہی اور بڑھے شان عز و جاہ و وقار

قطعہ تاریخ عطائی خلعت و تیغ جناب راجہ کھیر صاحب بہادر از جانب سرکار انگلیشیہ

راجہ صاحب کو جب ملا خلعت
بڑھ گئی اور شانِ عزّت و جاہ

جو تمنّا تھی آپ کے دل کی
آج پوری ہوئی وہ خاطر خواہ

مصرع سال ہے یہ صاف حفیظ
تیغ کیا برق دم ملی ہے واہ

سنہ ۱۸۹۴ء

تمّت

قصیدے اور قطعات اور رباعیات مخمس مثلث
سلام وغیرہ بعض وجوہ سے اسوقت طبع نہین ہوسکے

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۳	نا وافقون	نا واقفون	۸۵	۱۹	چلی ہین ادھر سی یون	گذرنا ادھر سی یون
۱۵	۱۲	طرز عاشقانہ	رنگ عاشقانہ	۸۶	۱	سُنا چکے	سُنا چکا
۳۱	۴	تم آگئے تو	تم آگئے کہ	۸۹	۱۰	پس	بس
۳۳	۹	مادل	عادل				
۳۴	۱۱	کوئی آتا ہے	کوئی آتا	۹۷	۱۳	خاک اس گلی کی ملنا لاکر	خاک اس گلی کی لاکر ملنا
۳۵	۷	بیدر	بیدرد	؍	۱۷	مری	تری
۳۸	۲	خامے کیطرح دل بھی	خامے کیطرح دل تو	۱۰۳	۷	بجھا دیا ہے	بجھا دیے ہیں
۳۹	۱۱	جبین آگئی نظر	جبین یاد آگئی	۱۰۴	۱۰	مذہپ	مذہب
۴۲	۱۵	آنکھوں مین جو کھپ جائے	آنکھوں مین جو کھب جائے	۱۲۶	۲	بُرا	بڑا
۴۸	۳	ملاپ	مزہ	؍	۷	لہتا ہے	کہتا ہے
۶۳	۶	اُسکے جلوؤ نے	اِسکے جلوے نے	۱۲۷	۸	کھپی ہے	کھبی ہے
۶۴	۴	پھر	اب	۱۳۳	۱	ڈھلک کر	لڑھک کر
۶۶	۱	بڑھگیا	دیکھتا	۱۵۳	۳	وہان پر	وہان تو
۶۹	۳	اب پہونچون	اب جب پہونچون	۱۵۴	۸	روح سی تھی حجاب جسم	روح سی چھوٹی غبار جسم
۷۷	۱	ناز کرتے ہین	ناز کرتے ہین	۱۵۸	۱۰	آپ آئے ہے گھر مین	آپ آئے ہین مرے گھر کر
؍	۷	آج وہ بھی	آج بھی وہ	؍	۱۲	شام ہی سے	شام سے گوشہ بہ
۸۰	۱۹	سار	ساغر	۱۶۳	۱۶	پہلے ہی	پہلے بھی
۸۳	۲	ستم	کرم	۱۷۰	۹	مفسلون کو	مفلسونکو
۸۴	۱۳	نہین تو مری نالے	نہین تو نالۂ دل	۱۷۷	۱۸	ہر رُخ سے اُلٹو نقاب	رُخ سے اٹھا دو نقاب

صحت نامہ عرضی مصنف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۲	اس دیوان کے	علاوہ اس دیوان کے
؍	؍	لیکن مدارج مین	لیکن مدارج فن مین